سیرت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

علامہ مفتی محمد فیاض چشتی

نشانِ منزل
NISHANEMANZAL PUBLICATIONS

Marfat.com

سلطان العارفین کی سیرت وتعلیمات پر منفرد تصنیف

حضرت سلطان العارفین

سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

کی سیرت

تصنیف

علامہ مفتی محمد فیاض چشتی

ادارہ نشان منزل لاہور

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

نام کتاب: حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
کی سیرت

مصنف: علامہ مفتی محمد فیاض چشتی

پبلیشرز : ادارہ نشان منزل لاہور

تعداد: 1100

سال اشاعت؛ 2017

قیمت: 260

297.9924
ف 95 حضر
١٤٢٠٣٢

Marfat.com

انتساب:

میں اپنی اس کاوش کو واقف اسرار و رموز حقیقت پیر طریقت

پیر عبداللطیف خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

اور

عکس ضیاء الامت پروفیسر ڈاکٹر محمد ابوالحسن شاہ الازہری کے

نام کرتا ہوں جن کی محبتوں اور پرخلوص دعاؤں سے اس قابل ہوا کہ سلطان العارفین سلطان الفقرا سلطان باہو رحمۃ اللہ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات پر مشتمل یہ تحریر آپ کی خدمت میں پیش کر سکا۔

اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اولیاء کاملین کے صدقے میرے لئے اور قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

(آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
حضرت سخی سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف	16
ولادت باسعادت	16
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا	18
حصولِ علمِ ظاہری	20
شجرہ نسب	20
اعوان کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟	21
سلطان العارفین کے آباؤ اجداد	30
سلطان العارفین کے والدین	30
سلطان العارفین کی ولادت اور زمانہ بچپن	38
علمِ ظاہری	41
مرشد کامل سے بیعت	44
سید عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	57
سلطان العارفین کا لقب	72
سلطان العارفین کا مقام و مرتبہ	73
سلطان العارفین کی اولاد	77
امانت الٰہیہ کی منتقلی	79
امانت الٰہیہ کیا ہے؟	79
دو سیب دو بیٹے	93
پیدائشی ولی	105
تلاش مرشد	105
سلسلہ نسبت	106

Marfat.com

سلطان الفقر	107
اقوال حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ	111
سلطان العارفین کی تعلیمات	116
فقر حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں	122
فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے	129
فقرِ مکب	130
طلب کیا ہے؟	131
طلب مولیٰ کی حقیقت؟	133
انسانیت کا مقصد حیات	142
میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟	142
انسانی خواہشات	146
انسان کی حقیقت	147
ذکر کیسے کیا جائے؟	158
فنا سے بقا تک کا سفر	163
تلاش مرشد	176
دیدارِ الٰہی	202
دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونے کا طریقہ:	208
توکل	287

Marfat.com

حرف تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔یمحو االلہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب (القرآن)

بزرگان دین کی سیرت کا نورانی تذکرہ تو ہر دور میں ہمیشہ سے ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا بزرگان دین کی سیرت وکرامات کے حوالے سے ہر زبان میں کتابیں لکھی جارہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی مگر دور حاضر میں اس کی ضرورت اور زیادہ بڑھ گئی ہے اس مادیت کے دور میں جہاں کفر والحاد اپنی ساری چالوں کے ساتھ امت مسلمہ کے ذہنوں سے دین اسلام کو محو کرنے میں کوشاں ہے ہر حربہ اور ہتھکنڈہ استعمال کیا جارہا ہے۔ اس دور میں ان نفوس قدسیہ کی سیر وسوانح اور اقوال کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

طریقت کے چار سلسلے میں جن کے ذریعے اولیاء کاملین نے عوام کی راہنمائی کی وہ چار سلسلے چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ ہیں دیگر تمام سلاسل ان ہی سلسلوں سے معرض وجود میں آئے ہیں۔ یہ ان ہی مقدس سلسلوں کی شاخیں ہیں

ہم جس مقدس ہستی کا تذکرہ کر رہے ہیں ان کو من جانب اللہ سلطان کا خطاب ملا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ نہ صرف سلطان (بادشاہ) ہیں بلکہ جو بھی آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو بھی ولایت عظمیٰ کے منصب پر فائز فرما کر سلطان بنادیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی علوم سے سرفراز فرمایا اور آپ ولایت عظمیٰ کے منصب پر قائز تھے اور اولیاء کاملین کے سلطان تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ جہاں بھی تشریف لے گئے جہاں بھی قیام فرمایا وہاں فیض کا ایسا چشمہ جاری فرمایا ہے آج بھی آپ کے فیوض وبرکات سے وہ علاقے جگمگا رہے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار انوار سے آج بھی کثیر تعداد میں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث الوریٰ سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے اور آپ مادر زاد ولی اور امی تھے مگر آپ نے علم کے وہ موتی بکھیرے جو تشنگان علم وعرفان کی پیاس بجھا رہے ہیں اور سالکین کے لئے راہ ہدایت کا کام دے رہے ہیں، آپ کی کثیر تصانیف اس کا بین ثبوت ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے مالا فرمایا تھا آپ حقیقت میں پیرانِ پیر سید عبدالقادر جیلانی کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کو علم معرفت اور علم حقیقت کی دولت عطا کی اور یہی وجہ ہے کہ اپنے مرشد کامل سے اسم ذات کے اسرار ملتے ہی آپ نے ولایت کی دولت بانٹنا شروع کر دیا جو بھی آپ کو ملتا اس پر نظر فرماتے اور اس کو ولایت کے منصب جلیلہ پر فائز فرما دیتے تھے۔

آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے لوگ دور دراز سے آتے ہیں اور دل کی مرادیں پاتے ہیں۔ اگر کوئی ظاہری تکلیف سے خلاصی کی غرض لے کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے اس کی ظاہری تکلیف کو دور فرما دیتا ہے اور اگر کوئی باطنی علوم کے حصول کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے اس کی بھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔

از محمد فیاض چشتی نظامی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوۃ و السلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ اما بعد فاعوذ بااللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یمحو االلہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب

اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور لکھ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ کے پاس ہے اصل کتاب

اس آیہ مبارکہ میں تقدیر کے متعلق بات کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور نئی تقدیر لکھ دیتا ہے

یہاں مقام غور یہ ہے کہ اللہ علام الغیوب ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے آخر اللہ تعالیٰ کو کسی کی تقدیر مٹانے اور نئی لکھنے کی ضرورت کیوں کر محسوس ہوئی ہے

اس بات کی وضاحت کے لئے اگر احادیث مبارکہ اور صوفیاء کرام کی طرف رجوع کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی لکھی تقدیر صرف اور صرف اپنے خاص الخاص بندوں کی دعاؤں کے سبب مٹاتا اور نئی تقدیر لکھتا ہے

حدیث قدسی کا خلاصہ ہے کہ جب بندہ نوافل کے ذریعے قرب خدا حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ' کان بن جاتا ہے اگر وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو فرمان خداوندی ہے کہ میں اس کو ضرور عطا کروں گا ضرور عطا کروں گا اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ بھی ضرور دوں ضرور دوں گا

اس حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ ولی کامل جب اپنے خالق سے کسی امر کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں اپنے اس بندے کو ضرور دوں گا ضرور دوں گا اور اگر وہ اپنے یا کسی کے لئے پناہ مانگے تو پناہ بھی ضرور دوں گا

Marfat.com

جب بندہ خدا ولی کامل اپنے خالق و مالک کے حضور عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس خاص بندے کے طفیل اس کی لکھی تقدیر کو مٹا دیتا ہے اور نئی لکھ دیتا ہے

صحاح ستہ کی مشہور حدیث سو آدمی کے قاتل کا معاملہ بھی ہمارے سامنے ہے اللہ تعالیٰ نے صالحین کے صدقے اس کو جنت عطا فرمائی

گویا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کی دعا پر لکھی تقدیر مٹا دے اور جس کی دعا پر نئی تقدیر لکھ دے اسے کہتے ہیں ولی کامل

انہی اولیاء کاملین کے متعلق رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون الذین آمنو و کانو یتقون لھم البشری فی الحیوۃ وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمت اللہ ذالک ھو الفوز العظیم

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے

جس بات کے انکار کا احتمال ہو وہاں عربی میں اِنَّ 'اَنَّ متنبہ کرنے کو الا یا ان یا ھاء وغیرہ حروف تنبیہ لاتے ہیں۔

چوں کہ رب کریم کو علم تھا کہ اولیاء کے فضائل و کمالات ان کے مراتب و درجات ان کا تصرف فی الارض اور ان کے مناقب سے بہت سے انکار کرنے والے پیدا ہونے والے ہیں لہذا اس آیت کو دو حروف تاکید سے شروع فرمایا الا اور انَّ ،خبردار، بے شک یا تحقیق

اولیاء: ولی کی جمع ہے ولی کے معنی ہیں قریب، دوست، ناصر، مددگار، ولی

اس آیت میں ولی بمعنی قریب یا بمعنی ناصر یا بمعنی دوست، یعنی اللہ تعالیٰ سے قربت رکھنے والے رب کے دوست یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مددگار، اللہ تعالیٰ کے دوست اولیاء اللہ کہلاتے ہیں، جنہیں رب نے منتخب کیا اولیاء الشیطن یا اولیاء من دون اللہ حزب الشیطن

Marfat.com

کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اولیاء کے مناقب بیان فرمائے یہ آیت بھی اولیاء کاملین کے مناقب ومحامد پر مشتمل ہے

لَا خوف علیھم و لا ھم یحزنون

خوف: آئندہ کے خطرے کو خوف کہتے ہیں

حزن: گذشتہ نقصان کو غم وحزن کہتے ہیں

یعنی اولیاء اللہ کو نہ آئندہ کا خوف ہے اور نہ گذشتہ کا غم، وہ حضرات ان دونوں مصیبتوں سے دور ہیں

نوٹ! خوف سے مراد جو مضر ہو مثلاً وہ خوف جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے اگر کوئی سردی یا دنیاوی نقصان کے ڈر سے نماز نہ پڑھے، کسی مالی وجانی نقصان سے مسجد میں نہ جائے مال کے کم ہونے کے خوف سے زکوٰۃ نہ دے وغیرہ یہ سب خوف ایسے ہیں جو مضر ہیں اولیاء اللہ کو ایسا خوف وغم نہیں جو ان کو یاد الٰہی سے غافل کر دے۔

خوف الٰہی کو خشیت بھی کہا جاتا ہے لراءیتہ خاشعا من خشیۃ اللہ

دوسرے مقام پر ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یوں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو خشیت الٰہی تو حاصل ہے مگر خوف وحزن نہیں

ایک سوال اٹھتا ہے کہ جسے ولی کہا جاتا ہے اس کے خاتمہ بالخیر کا یقین بھی ہے کہ نہیں تم جن کی قبر کی تعظیم وتوقیر کرتے ہو کیا خبر کہ صاحب قبر مرتے وقت ایمان پر قائم نہ رہا ہو ان کے ولی ہونے کا کیا ثبوت ہے یا تم جس صاحب قبر کی تعظیم کرتے ہو کیا خبر یہ اس کی قبر ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کا اس کو ولی جاننا، ان کے ولی ہونے کا ثبوت ہے۔ ہم نے جو کہا کہ مسلمانوں کا اس کو ولی جاننا اس کی پہچان رکھنا اس کے ولی ہونے کی علامت ہے اس لئے کہا کیوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انتم شھداء اللہ فی الارض (تم لوگوں میں رب تعالیٰ کے گواہ ہو) ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ خلق کی زبان خالق کا قلم ہے پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ صرف صحابہ کرام رضی

Marfat.com

اللہ عنہم اجمعین کے لئے کہ جس کی گواہی دیں وہ واقعی جنتی ہیں حدیث میں انتم خطاب سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر تو آج کے مسلمانوں پر نہ نماز ہے نہ روزہ ہے نہ حج ہے نہ زکواۃ کیوں کہ یہاں بھی خطاب صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہے الغرض مسلمانوں کو کسی کو ولی ماننا جاننا اس کے مزار پر جانا وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس کی علامت ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہے اور اللہ تعالیٰ کا دعاؤں کو قبول کرنا حاجتوں کو پورا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ ولی کامل کا مزار پر انوار ہے

رہی بات اللہ تعالیٰ اپنی بات کو تبدیل نہیں کرتا

اور اللہ جس کی چاہتا ہے تقدیر مٹا دیتا ہے اور نئی لکھ دیتا ہے

اس میں تعارض نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو اٹل ہے تاہم اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ اگر کسی کام کی دعا خاص الخاص کریں تو وہ قبول کرے۔

یہی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

بے شمار ایسے واقعات معرض وجود میں آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالحین کی دعاؤں سے بیمار شفایاب ہوئے مصائب کے شکار لوگوں کے مصائب ختم ہوئے۔

یہی اللہ تعالیٰ کے کلمات ہیں کہ اپنے خاص بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا جائے اور ان کی دعا سے لکھی تقدیر کو تبدیل کر دیا جائے

پیر کامل کی نشانی ہے کہ وہ

یحی القلب ویمیت النفس

دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے

ولایت کی تین صورتیں

فطری وھبی کسبی

فطری! جو مادر زاد ولی ہوتے ہیں وہ فطری ہیں

حضور غوث الاعظم پیران پیر روشن ضمیر سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ،

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت سخی سلطان العارفین سلطان باہو، بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ، شاہ مبارک حقانی رضی اللہ عنہ حضرت پیر مہر علی شاہ، سخی بادشاہاں صاحبان پیر سید احمد شاہ، پیر سید محمود شاہ، حضرت خواجہ غلام مرتضی بیر بلوی، حضرت خواجہ غلام محی الدین حضوری قصوری، حضور مجمع البحرین شاہ معروف رضی اللہ عنہ، نوشہ پاک رضی اللہ عنہ اور بے شمار اولیاء کاملین مادرزاد ولی اللہ ہیں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے کبھی رمضان المبارک میں اپنی والدہ کا دودھ نہ پیا آپ کا دودھ پینا یا نہ پینا چاند کے ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوتی تھی اسی طرح آپ کی اولاد پاک سے اکثر مادرزاد ولی ہوئے ہیں جنہوں بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے بچپن میں ماہ رمضان المبارک میں اپنی والدہ کا دودھ نہ پیتے تھے اور بچپن ہی سے رمضان المبارک میں روزہ رکھنا یہ ان کے مادرزاد ولی ہونے کی دلیل ہوتی۔

وھی! حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کا آستانہ تو حضور غوث الاعظم نے فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی ہاتھ جارہا ہے یہ ہماری عادت نہیں ہے کہ ہمارے دروازے سے کوئی خالی ہاتھ جائے خادم نے عرض کیا حضور اسے کیا دیا جائے، فرمایا وہ صرف دنیا لینے آیا تھا ہم اسے وہ چیز عطا کرتے ہیں جو دنیا و آخرت دونوں میں کام آئے گی فرمایا فلاں علاقے کا قطب وصال کر گیا ہے ہم نے اسے اس علاقہ کا قطب بنادیا

کیوں کہ سخیوں کے دروازے پر آنے والے کبھی خالی ہاتھ نہیں گئے ان آستانوں پر طلب سے سوا (زیادہ) عطا کیا جاتا ہے

کیوں نہ ایسا ہو اولیاء اللہ چونکہ وارثین مصطفیٰ ہیں اور سرکار دو جہاں نے اپنے دروازے پر آنے والے جان کے دشمنوں کو جنت کی ٹکٹ عطا فرمائی جس کی واضح مثال سراقہ بن مالک ہیں جو دنیا کے لالچ میں آئے تو محبوب خدا نے دنیا بھی عطا فرمادی اور جنت کا حقدار بھی بنادیا۔

حضرت فاروق اعظم جب دربار رسالت میں حاضری کے آئے تو جان کے دشمن

Marfat.com

تھے مگر رحمت عالم نے نہ صرف جنت کا حقدار بنا دیا بلکہ پوری امت مسلمہ کا سردار بھی بنا دیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جادوگر وآئے تو فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے تھے
آپ کی نظر عنایت نے کفر و گمراہی سے نکال کر جنت کا حق دار بنا دیا۔
کسی۔ وہ ولایت جو اپنی محنت اور عبادت سے حاصل کی جائے۔
اذاتم الفقر فھو اللہ جب فقر تمام ہوتا ہے تو اسے اللہ مل جاتا ہے
ولایت کسی سے ولایت وہبی اور ولایت وہبی سے ولایت فطری افضل اور اعلیٰ ہیں
حدیث قدسی میں ہے

☆ ان اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری
میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انہیں میرا غیر نہیں پہچان سکتا
☆ انا جلیس من ذکرنی جس نے میرا ذکر کیا میں اس کا ہم نشین ہوں
حدیث پاک میں ہے

☆ الفقر فخری والفقر منی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے
☆ العشق ناریحرق ماسوی المحبوب
عشق وہ آگ ہے جو ماسوائے محبوب کے سب کو جلا دیتی ہے
☆ الفقر فخری فافتخر علی سائر الاولیاء والمرسلین
فقر میرا فخر ہے اور میں اپنے فخر سے انبیاء و رسل پر فخر کروں گا
☆ الفقر بیاض الوجہ فی الدارین
فقر دارین میں سرخروئی کا نام ہے

اولیاء کرام سے محبت کا صلہ عظیم

من نظر الی فقیر یسمع کلامہ یحشرہ اللہ تعالی مع الانبیاء والمرسلین
جو شخص کسی فقیر کو دیکھ کر اس کی بات سنے اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء و مرسلین کے ہمراہ کرے گا۔

Marfat.com

☆ لکل شیء مفتاح و مفتاح الجنة حب الفقراء

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی چابی ہوتی ہے اور جنت کی چابی فقراء سے محبت ہے

مشکواۃ شریف میں روایت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شام میں 40 ابدال رہیں گے جن کی برکت سے زمین والوں پر بارشیں ہوں گی، اس حدیث پاک کی تشریح میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ 300 اولیاء حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر رہیں گے 40 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے 7 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، 5 وہ ہوں گے جن کا قلب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر جاری ہوگا 3 حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر 1 حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر جن میں ایک کا انتقال ہوگا تو تین میں سے 1 کی جگہ پر قائم مقام ہوگا تین کی کمی پانچ سے پانچ کی کمی سات سے سات کی کمی چالیس سے چالیس کی کمی تین سو سے اس طرح تین سو کی کمی عام مسلمانوں سے پوری کردی جاتی ہے

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابدال 40 ہیں اور اضاء 7 ہیں خلفاء 3 ہیں، قطب عالم ایک ہے اس قطب عالم کو سوائے تین خلفاء کے کوئی نہیں پہچانتا حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قطب سے مرکز عالم قائم ہے، اس کے دو وزیر ہوتے ہیں، دایاں اور بایاں دایاں عالم ارواح پر بایاں عالم اجسام کی حفاظت کرتا ہے، اس کے ماتحت 4 اوتاد ہوتے ہیں جو مشرق مغرب شمال وجنوب کے محافظ ہیں اور 7 ابدال اقالیم سبع (سات اقالیم) کے محافظ روح البیان سورۃ مائدہ پارہ 6 آیت و بعثنا منھم اثنی عشر نقیبا کے تحت تفسیر میں صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قطب کی وفات کے بعد اس کا دایاں وزیر اس کے قائم مقام ہوتا ہے اور بایاں دایاں بن جاتا ہے نیچے سے کسی کو ترقی دے کر بایاں وزیر بنا دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں دایاں بایاں سے افضل ہے اسی نکتہ پر صوفیا کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے

و اصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة و اصحاب المشئمة ما اصحاب

Marfat.com

المشئمة صوفیاء کے نزدیک اس آیت میں دونوں "ما" نافیہ ہیں بایاں وزیر جلالی اور اہل فنا سے ہے اور دایاں وزیر جمالی اہل بقاء سے ہے (روح البیان)

یہ تعداد اہل خدمت اولیاء اللہ کی ہے جنہیں تکوینی ولی کہتے ہیں جن کے ذمہ دنیوی انتظام ہیں باقی اولیاء اللہ شمار سے باہر ہیں

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ولی اللہ ہوتا ہے انہیں تشریعی ولی کہتے ہیں ان میں بعض کو خود اپنی ولایت کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

یہ درخشاں حقیقت ہے کہ اسلام کی ترویج واشاعت اولیاء کاملین کی سعی جمیلہ کا ثمر عظیم ہے

حیات ظاہری میں بھی وہ روشنی کے مینار ہیں اور وصال کے بعد بھی ان کی تعلیمات وذات ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں اور ان کے مبارک وجود سے فیض کا سلسلہ جاری رہتا ہے

حدیث پاک کی روشنی میں یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور موت اس قید خانہ سے آزادی کا نام ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں جب اہل صفا دنیا میں موجود رہتے ہیں تو قیود کی پابندی کے ساتھ مخلوق خدا کی تعلیم وتربیت فرماتے ہیں جب اس دار فانی سے وصال کر جاتے ہیں تو اب ان کے لئے کوئی قیود نہیں رہتی وہ آزادانہ طور پر مخلوق خدا کی راہنمائی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں

ہم سب بخوبی آگاہ ہیں کہ تجدید واحیائے دین میں حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ خواجگان سید معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز رضی اللہ عنہ، مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان مقدس ہستیوں کی اولاد پاک اور ان کے جانشین کی مساعی جمیلہ کا بڑا دخل ہے تبلیغ وسلوک وعرفان کا یہ وہ سلسلہ ہے جس نے دین کو عام کیا اور انوار رسالت سے سینوں کو منور کیا۔

Marfat.com

جہاں برصغیر میں داتا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کا فیضان ہے وہاں سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ کا فیضان بھی موجود ہے تاہم ہندوستان میں خواجہ خواجگان غریب نواز کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سلطان الہند بنا کر بھیجا گیا ہے آپ کا فیضان ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور سخی سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان پاک و ہند کے علاوہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے زیر نظر کتاب میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے چند گوشے سپرد قرطاس کئے ہیں امید ہے تصوف کے قارئین کے لئے ایک رہنما کا کام کریں گے۔

حضرت سخی سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

سلطان العارفین سلطان الفقر کے نام سے شہرت رکھنے والے عظیم صوفی بزرگ۔

ولادت باسعادت

سلطان العارفین سخی سلطان باہو یکم جمادی الثانی 1039ھ (17 جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقت فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ ہندوستان (موجودہ پاکستان) میں پیدا ہوئے۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17۔جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقت فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ صاحب ''مناقبِ سلطانی'' کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا جب انگہ (وادی سون سکیسر) سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفین کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کو نام بھی بتا دیا گیا تھا اس لیے بحکمِ خداوندی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''باھُو'' رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

نام باھُو مادر باھُو نہاد باھُو ۔۔۔ زانکہ باھُو دائمی باھُو نہاد

Marfat.com

2 باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ماں نے نام باھوؒ رکھا کیونکہ باھوؒ ہمیشہ کے ساتھ رہا

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھو رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اِسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھوؒ فنافی ھُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسمِ ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یاھُو است

اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یاھُو است

اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہو تو باھو عین یاھُو ہے۔

صاحبِ مناقبِ سلطانی سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام ''سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ'' لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد باھو رحمۃ اللہ علیہ یا سلطان محمد باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام ''باھُو'' تحریر فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باھُو کی والدہ نے اس کا نام باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) اِس لیے رکھا کہ وہ ہر لمحہ ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

صد آفرین ہو باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) کی والدہ پر باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) جو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکرِ یاھُو میں مسرور رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جہاں تک سلطان کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انسانِ کامل سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا ''سلطان'' ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

ذکرِ ھُو سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر فنافی ھُو ہو جائے وہی سلطان ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی

Marfat.com

سلطان العارفین ہیں اور مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان الفقر ہے اس لیے "سلطان" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بن گیا۔ اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر "محمد" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔ عوام الناس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "حق باھُو" کے نام سے پکارتے ہیں۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(حق کی طرف سے اُسے (باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو) یہ لقب ملا ہے کہ وہ (باھُو رحمۃ اللہ علیہ) حق کے ساتھ ہے)۔

یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "حق باھُو رحمۃ اللہ علیہ" کا لقب عطا ہوا ہے۔ اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ "حق باھُو" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں بچپن میں ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ یہ نورِ ازل زمانہ شیر خواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ عبادت یا ذکر و تصور اِسم اللہ ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہوگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی محبوبِ سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پر کشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ جاتا۔ یہ ایک عجیب و غریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم حد درجہ خائف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ اکیلا آیا

Marfat.com

کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہِ مہربانی منادی فرما دیا کریں تا کہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شورکوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحبِ ''مناقب سلطانی'' نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

اوائل عمری میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا ان میں سے ایک نے بطورِ حقارت پاؤں کی ٹھوکر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کہا۔ ہمیں راستہ بتاؤ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھتے ہی فرمایا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ سنیاسیوں کا یہ گروہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔

حصولِ علمِ ظاہری

Marfat.com

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست ما را علم ظاہر　　　ز علم باطنی جاں گشتہ طاہر

اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا اس لئے جملہ علوم میرے جسم میں سما گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔ اس قدر استغراق کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قدر ثابت قدم رہے کہ زندگی بھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم　　　پیشوائے خود شریعت ساختم

میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

شجرہ نسب

آپ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اعوان علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ سخی سلطان باہو کے والد بازید محمد پیشہ ور سپاہی تھے اور شاہجہان کے لشکر میں ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ ایک صالح، شریعت کے پابند، حافظِ قرآن فقیہ شخص تھے۔ سخی سلطان باہو کی والدہ بی بی راستی عارفہ کاملہ تھیں اور پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ سخی سلطان باہو کی پیدائش سے قبل ہی بی بی راستی کو ان کے اعلیٰ مرتبہ کی اطلاع دے دی گئی تھی اور ان کے مرتبہ فنافی ھُو کے مطابق ان کا اسمِ گرامی باھُو الہاماً بتا دیا گیا تھا جیسا کہ سخی سلطان

Marfat.com

باہو فرماتے ہیں:

نام باہو مادر باہو نہاد زانکہ باہو دائی باہو نہاد

(باہو کی ماں نے نام باہو رکھا کیونکہ باہو ہمیشہ ہو کے ساتھ رہا۔)

سلطان الفقر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دور کے دوسرے مصنفین کی طرح یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی تصانیف کے شروع میں پیش لفظ کے طور پر اپنے متعلق صرف تعارفی سطور رقم فرماتے ہیں اور پھر کتاب یا رسالے کی غرضِ تصنیف پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی کسی تصنیف کے پیش لفظ میں اپنا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنے نام کے ساتھ اعوان ضرور لکھا ہے۔ جیسے نور الہدیٰ کلاں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سچ کہتا ہے مصنفِ تصنیف سروری قادری فقیر باھوؒ، فنا فی ھُو ولد بازید محمد عرف اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کے فتنوں اور ظلم و ستم سے محفوظ رکھے)۔"

اسی طرح کی عبارت تھوڑی سی رد و بدل کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہر تصنیف کے آغاز میں ملتی ہے جس سے یہ بات پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق اعوان قبیلہ ہی سے تھا۔

اعوان کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟

اس سلسلہ میں سلطان حامد علی مصنف "مناقبِ سلطانی" رقم طراز ہیں کہ اعوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک سے ہیں۔ جب ساداتِ عظام نے مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے وطن چھوڑا اور ایران اور ترکستان کے مختلف حصوں میں بود و باش اختیار کی' قبیلہ اعوان چونکہ سادات کرام کا قریبی اور نسبتی تھا اس لیے اس مصیبت اور کٹھن

Marfat.com

دور میں وہ سادات کے رفیق و معاون بنے اس وجہ سے ان کی نسبت اعوان میں تبدیل ہوگئی یعنی سادات بنی فاطمہ کی مدد کرنے والے۔ علویت اور ہاشمیت کا لقب بدل کر اعوان بن گیا۔ سادات عجم میں آکر بدستور یادِ الٰہی میں مشغول رہے لیکن قبیلہ اعوان نے جنگ و جدل اور معرکہ آرائی جاری رکھی اور ہرات پر قبضہ کرلیا اور قطب شاہ نے ہرات کے تخت پر ہی وفات پائی۔ شاہ کا لقب سادات اور قریش کے ناموں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اعوان بھی اپنے نام کے ساتھ شاہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب سادات خراسان سے بسبب تفرقہ' مصیبت اور پریشانی' ہجرت کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے تو قبیلہ اعوان اس سفر اور ہجرت میں ان کے رفیقِ سفر بنے اور کالاباغ کے پہاڑوں' دریائے اٹک یا دریائے سندھ کے راستے پنجاب میں داخل ہوئے۔ سادات کرام حسبِ معمول دنیاوی جاہ وحشمت کو چھوڑ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی چنانچہ اوچ شریف میں بخاری' بھوٹ مبارک میں گیلانی' چوہان سیدن شاہ میں شیرازی' دنداشاہ بلاول میں ہمدانی سادات، خلقِ خدا کی رہبری اور فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔ لیکن اعوان قبیلہ نے کالاباغ پر قبضہ کرکے دریائے اٹک کے مشرقی کنارہ کے راستہ سے جلد ہی ہندوؤں کے مضبوط قلعوں' ملک دھنی و پوٹھوہار' کوہ پکھڑ' وادی سون سکیسر' کوہ پتاؤ' کوہ تاواہ' کوہ کھون وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ان علاقوں میں آباد ہوگئے۔ یہاں کے ہندوؤں نے اعوان قبیلہ کے غلبہ اور اسلام کے زور کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا۔ آج اعوان ان علاقوں میں کثرت سے آباد ہیں۔

پروفیسر احمد سعید ہمدانی قبیلہ اعوان اور ان کے جدِ امجد میر قطب شاہ کے بارے میں اپنی کتاب احوال و مقامات سلطان باھوؒ میں لکھتے ہیں

"سلطان محمود غزنوی جب سومنات پر حملہ کرنے کے لیے ہندوستان روانہ ہوا تو اس کے ساتھ علویوں کے ایک دستے نے ہمراہی کی اجازت چاہی جس کی قیادت میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کر رہے تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بخوشی اجازت دے دی اور اس

Marfat.com

دستے کو "اعوان" کا خطاب دیا بعد ازاں اس قبیلے کے لوگ اسی لقب سے موسوم ہوئے"۔

"اعوانوں نے سومنات کی لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے اور سلطان محمود غزنوی ان سے بہت خوش ہوا۔ جب لشکر واپس ہونے لگا تو میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر نے سلطان سے درخواست کی کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ملک کے دوسرے علاقوں میں حکمران راجپوت سرداروں اور جاگیرداروں کی سرکوبی کے لیے مامور کیا جائے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کی۔ چنانچہ میر قطب حیدر اعوانوں کے لشکر کو لے کر موجودہ پوٹھوہار کے گرد ونواح اور کوہستان نمک کے علاقوں میں برسرِ اقتدار جنجوعہ اور چوہان راجپوتوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو پسپا کر کے انہیں پہاڑوں سے نیچے دھکیل دیا اور اعوان قبائل ان پہاڑوں کی خوبصورت وادیوں پر قابض ہو کر ان میں آباد ہو گئے۔ اب یہ قطب شاہی اعوان کہلائے"۔

میر قطب شاہ وہی ہستی ہیں جن کے نسب کی وجہ سے اعوان قطب شاہی اعوان کہلائے اور جن کی سرپرستی میں اعوان سلطان محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہوئے اور وادی سون سکیسر اور پوٹھوہار میں قیام پذیر ہوئے۔ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:

"میر قطب شاہ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنفیہؓ سے ملتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد سادات فاطمی کی حمایت میں حکمرانوں سے لڑتے ہوئے اور سادات کو اپنی حفاظت میں لیے ہوئے افغانستان چلے آئے تھے اور ہرات میں آباد ہوئے بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں میر قطب شاہ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور انہوں نے شکست خوردہ راجاؤں کی بیٹیوں سے شادیاں بھی کیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں۔ میر قطب شاہ کے ساتھ آنے والے قبائل اور نومسلم باشندوں کے درمیان ددھیال ننھیال کے لحاظ سے مناکحت اور اولاد کا باہمی سلسلہ شروع ہوا تو بالآخر چونکہ ان کی معروف نسبی پہچان کے لیے میر قطب شاہ ہی مقتدر اور مشہور شخصیت تھے لہٰذا

Marfat.com

انہی سے منسوب ہوئے۔ اب بھی یہ لوگ کہیں بھی ہوں خود کو قطب شاہی اعوان ہی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب قطب شاہ وادی سون انگہ تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب پنجاب پاکستان میں اقامت پذیر رہے البتہ جائے قیام اور عرصہ قیام وفات آمد کا سن وفات کا سن اور مزار یا قبر کے بارے میں تذکرہ نویس خاموش ہیں"۔

سلطان حامد علی رحمۃ اللہ علیہ نے "مناقب سلطانی" میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت بازید محمدؒ بن شیخ سلطان فتح محمدؒ بن شیخ اللہ دتہ بن شیخ محمد تمیم بن شیخ محمد منان بن شیخ محمد موغلا بن شیخ محمد پیدا ابن شیخ محمد سگھرا ابن شیخ محمد انون بن شیخ محمد سلا بن شیخ محمد بہاری بن شیخ محمد جمیون بن شیخ محمد ہرگن بن شیخ انور شاہ بن شیخ امیر شاہ بن شیخ قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادھم شاہ بن حضرت شیخ عبق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمدؒ شاہ بن حضرت حجرؒ شاہ بن حضرت امیر زبیرؒ بن اسد اللہ الغالب امام امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالبؓ۔

قطب شاہ تک اعوانوں کا شجرہ نسب بالکل درست اور صحیح ہے میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کے بعد اعوانوں کے نسب نامہ میں اختلافات شروع ہوتے ہیں جیسا کہ قبیلہ اعوان کا ایک نسب نامہ اور بھی دستیاب ہے جو کہ کالاباغ خاندان کے ہی ایک فرد ملک شیر محمد نے اپنی کتاب "تاریخ الاعوان" میں درج کیا ہے۔ "مناقب سلطانی" کے بیان کردہ نسب نامے اور تاریخ الاعوان کے مصنف ملک شیر محمد کے بیان کردہ نسب نامے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سلطان حامد کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نسب کا سلسلہ ان کے بیٹے امیر زبیرؒ کے ذریعے پہنچتا ہے جبکہ ملک شیر محمد کے نزدیک سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے پہنچتا ہے۔ ملک شیر محمد تاریخ الاعوان کا

Marfat.com

شجرہ نسب ملاحظہ ہو:

میر قطب شاہ بن شاہ عطاء اللہ غازی بن شاہ طاہر بن شاہ طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف بن شاہ بطل غازی بن عبدالمنان غازی بن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب۔

"مناقبِ سلطانی" کے مصنف سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے جو شجرہ نسب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند امیر زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زبیر نام کے کسی بیٹے کا ذکر نسب کی کسی مشہور کتاب (معارف ابنِ قتیبہ، تاریخ طبری وغیرہ) میں نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی پوتے کا نام "حجر شاہ" منقول ہے۔ بعض لوگوں نے اس مشکل کو یوں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے علم کے مطابق حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوزبیر تھی۔ اس لیے صرف زبیر بھی لکھ دیا گیا۔

محمد سرور خان اعوان ان دونوں شجروں سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی کتاب "وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت)" میں لکھتے ہیں:

"یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اعوان قوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کا سلسلہ نسب آپؓ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ملتا ہے۔ بعض مؤرخین یا تذکرہ نویسوں نے ان تاریخی شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ظن وتخمین سے کام لے کر اعوانوں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے (اعوانوں کی) قومی تاریخ پر شکوک و شبہات کے سائے پڑ گئے ہیں۔ ذیل میں ان حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے ثابت ہو گا کہ اعوان قوم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور اس کے مورث اعلیٰ قطب شاہ بغدادی ہیں نہ کہ ملک قطب حیدر۔

Marfat.com

مورخین کی تصریحات کے مطابق حضرت علیؓ کے صرف پانچ بیٹوں سے نسل چلی ہے باقی فرزند یا تو لاولد فوت ہوئے یا شادی سے پہلے فوت یا کسی معرکہ میں شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ کتاب روضۃ الشہداء فارسی مطبوعہ نول کشور فصل ماتم کے صفحہ 377 پر مرقوم ہے "از پنج پسران امیر عقب ماند حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ و محمد اکبر کہ محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ گویند و عباس رضی اللہ عنہ شہید و عمر اطرف رضی اللہ عنہ انتہی"۔

مناقب المحبوبین فارسی مطبوعہ محمدی ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ (صفحہ 11) پر ہے۔ "واما نسل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ از پنج پسران باقی ماند یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ و محمد ابو الفضل عباس"۔

کتاب "نسب الاقوام" عربی مطبوعہ ایران و کتاب "ذکر العباس" اور کتاب "مراۃ الاسرار" کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ فرزندوں سے نسل چلی امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ، عباس علمدار رضی اللہ عنہ، محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اور عمر اطرف رضی اللہ عنہ۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ صاحبزادوں سے اولاد چلی ہے اور کتاب التحفید کے مطابق آپ رضی اللہ عنہٗ کے پانچوں فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے تاہم دیارِ ہند میں ایک امتیاز ہے کہ حسنین کریمینؓ کی اولاد کو سیّد اور باقی فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔

کتاب "میزان ہاشمی و میزان قطبی و خلاصۃ الانساب" کے مطابق اعوانوں کے مورثِ اعلیٰ قطب شاہ اولادِ عباسؓ بن علیؓ ہیں۔ چنانچہ کتب مذکورہ کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

"علویوں سے اعوان ہیں اور ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے عون بن علی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباسؓ بن علیؓ بن ابو طالبؓ ہاشم قریشی۔ عون بن علی جو علی بن قاسم عبد العلی عبدالرحمن ابراہیم اور قطب شاہ کے نام سے بھی معروف ہیں بغداد کے رہنے والے تھے انہوں نے اور ان کی اولاد نے یہاں سے ہند کا

Marfat.com

سفر کیا اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام کیا۔ ان کی اولاد میں کچھ لوگ علوی اور کچھ اعوان مشہور ہو گئے۔"

محمد سرور خان اعوان قطب شاہ کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت) میں فارسی کتاب "میزان ہاشمی" کے ترجمہ کا حوالہ یوں درج فرماتے ہیں:

"نام مبارک عون رحمۃ اللہ علیہ ہے اور عباس بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ ان کی زوجہ محترمہ عائشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی حقیقی بہن تھیں۔ جناب عونؒ پہلے امامیہ عقائد رکھتے تھے۔ جب ان کا بیٹا گوہر علی پیدا ہوا تو ان کے دل میں شیعہ مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے انہوں نے ماہر علماء سے ان کے بارے میں کافی بحث و تمحیص کی لیکن کہیں سے تسلی نہ ہوئی پھر امامیہ عقائد کے مطابق علماء شیعہ سے اپنے شکوک وشبہات کو اہلِ سنت کی طرف منسوب کر کے جوابات طلب کیے لیکن ان جوابوں سے ان کی ذہنی پراگندگی اور قلبی خلجان میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کہ 471ھ میں ان کی زوجہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی گود میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ فگن ہوئے۔ ایک دن جناب عون رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ عائشہ کے ہمراہ ان کی بہن کے گھر کسی کام کی غرض سے گئے تو ان کی نظر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال پر پڑی تو ان کے دل سے امامیہ عقائد جڑ سے نکل گئے۔ اسی دن اہلِ سنت کے طریقہ پر نماز ادا کی اور ہمیشہ اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیت کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بجنے لگا اور لوگ اطراف واکناف سے حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ جناب عون رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے لیکن اس بات کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وہ قطبِ مدار کے درجہ پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

اپنے بڑے فرزند گوہر علی کو اس راز سے آگاہ کر کے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا اور وہ بھی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد مذہب اہلِ سنت کو اعلانیہ اختیار کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ جناب عون رحمتہ اللہ علیہ اور ان کا سارا خاندان شیعت عقائد سے تائب ہو کر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقہ بگوش بن چکا ہے۔ اب جناب عون رحمتہ اللہ علیہ اپنے تمام اقارب و رشتہ داروں کو ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض کو بغداد میں ٹھہرنے اور بعض کو ہند کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حسبِ ارشاد عون رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیٹوں عبد اللہ اور محمد کو لے کر ہندوستان روانہ ہوئے اور کچھ لوگوں کو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چھوڑا۔ عون رحمتہ اللہ علیہ نے چند سال ہندوستان میں قیام کر کے سلسلہ قادری کی خوب اشاعت کی وہ ہند میں قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ وہ قطب مدار کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اسی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید انہیں قطب کہتے تھے اور ہندوستانیوں نے اس کے ساتھ لفظ "شاہ" کا اضافہ کر دیا۔ پھر قطب شاہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پر واپس بغداد پہنچے اور پہنچتے ہی مرضِ اسہال میں مبتلا ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے یہاں تک کہ شب جمعہ 3 رمضان 552ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ تعزیتی رسومات سے فارغ ہو کر ہر کوئی اپنے کاروبار میں لگ گیا۔ اس وقت آپ کے بیٹے گوہر علی کی اولاد سے چار افراد تھے۔ "گوہر علی عرف گولڑہ" حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق اپنی اولاد کے ہمراہ ہند میں اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی اولاد ابھی تک ہندوستان میں موجود ہے۔

ہندوستان میں غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدت مندوں کی کثرت کی

Marfat.com

وجہ یہی ہے کہ عون رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی اولاد نے ہند میں سلسلہ قادریہ کی اشاعت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ عون رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے پہلے کچھ عرصہ ہرات میں قیام کیا۔ ان دنوں ہرات میں قبیلہ ہرانیہ کے اکثر لوگ موجود تھے۔ ان کے بیٹے گوہر علی کی ولادت بھی یہاں ہوئی۔

میزان قطبی' میزان شاہی اور خلاصۃ النساب کے مطابق قطب شاہ حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے ہند اور ہرات کا سفر کیا۔ واپس بغداد پہنچ کر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد آج بھی ہند میں موجود ہے۔ اس نظریے کے برعکس کچھ اعوان تذکرہ نویسوں نے محض سنی سنائی بے سروپا روایات کی بنیاد پر نظریہ قائم کرنے کی کوشش کی کہ اعوان حضرت محمد بن حنفیہؓ کی اولاد ہیں اور اعوان کا لقب انہیں سلطان محمود غزنوی نے فوجی خدمات کے صلہ میں دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مستند تاریخی کتب سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ داستان گو اور قصہ گو لوگوں کی مبالغہ آمیز باتوں پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھی۔"

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی اپنی تصنیف "پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیّد قطب شاہ بغدادی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں اور انہوں نے براہِ راست سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ پھر مزید تفصیل اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سیّد عون قطب رحمتہ اللہ علیہ شاہ علوی بغدادی کئی ناموں سے مشہور رہیں مثلاً علیؒ، عون، عبدالرحمن، عبدالعلی، ابراہیم، قطب شاہ وغیرہ۔ شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح ملتا ہے: سیّد عون رحمتہ اللہ علیہ بن قاسم بن حمزہ ثانی بن طیار بن قاسم بن علی بن حمزہ الاکبر بن حسن بن عبد اللہ مدنی بن عباس علمدارؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت قطب رحمتہ اللہ علیہ شاہ سنہ 419ھ (1028ء) میں تولد ہوئے اور 3۔ رمضان 552ھ (1161ء) میں فوت ہوئے اور مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

آپ کی اولاد عرب، ایران اور برِصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں موجود ہے۔ پاکستان میں اعوان خود کو آپ کی اولاد ظاہر کرتے ہیں۔ (صفحہ 78)

فقیری سیّد یا قریش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ خورد)

معرفتِ الٰہی (راہِ فقر) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل اور بخشش و عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اس کا تعلق حسب، نسب اور عُرفیت سے نہیں ہے بلکہ دردِ دل سے ہے۔ اس کا تعلق، ہمت اور صدق سے ہے نہ کہ نسبتِ سیّدی و قریشی سے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے۔ (عین الفقر)

اگر سیّد اور سردار بننا چاہتا ہے تو اپنے جدِ امجد کے نقشِ قدم پر چل۔

(نور الہدیٰ کلاں)

سلطان العارفین کے آباؤ اجداد

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب پنجاب۔ پاکستان) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کے مزارات اور متعلقہ مقامات کے آثار اب تک انگہ اور اس کے گرد و نواح میں موجود ہیں۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اس کے ساتھ ہی سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی دادی محترمہ کا مزار مبارک بھی ہے۔ اس قبرستان سے ذرا آگے درمیان میں سڑک ہے اور اس سڑک کے ساتھ ہی پرانا قبرستان ہے جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا کی تربت مبارک موجود ہے۔

سلطان العارفین کے والدین

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ اپنی کتب کے شروع میں اپنا تعارف جن الفاظ سے کراتے ہیں اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے یعنی "تصنیف فقیر باھوؒ ولد بازید محمد عرف اعوان"۔

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی تھے اور مغل بادشاہ شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے ایک صالح' شریعت کے پابند حافظِ قرآن' فقیہہ شخص تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی لشکر کے ساتھ بسر کی اور تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نہیں تھی۔

ڈھلتی عمر میں شاہی دربار چھوڑ کر چپ چاپ واپس اپنے علاقے میں چلے آئے اور ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں اور پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ اکثر ذکر اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ وادی سون سکیسر کے گاؤں انگہ میں وہ جگہ اب تک معروف و محفوظ ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہا ایک پہاڑی کے دامن میں چشمہ کے کنارے ذکر اسم اللہ ذات میں محو رہا کرتی تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں۔ "مائی راستی صاحبہ (رحمۃ اللہ علیہا) کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھوؒ رکھا"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

راستیؒ راستی (حق) سے آراستہ ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستیؒ پر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا پایہ فقر میں بہت بلند تھا۔ اور اپنے بچے کا نام باھوؒ رکھا تو اس بناء پر کہ وہ فنا فی ھُو کے مرتبہ پر تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کو بارگاہِ حق تعالیٰ سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور بلند مرتبہ کی اطلاع مل چکی تھی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہا نے حکمِ الٰہی کے تابع آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام باھوؒ رکھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت بی بی

Marfat.com

صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے ہی ابتدائی باطنی تربیت بھی حاصل کی۔

حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نکاح کے بعد جب اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ رہنے لگے تو ان کی پارسائی اور عبادت گزاری سے بہت متاثر ہوئے۔ اب وہ خود عمر کے اس مرحلے پر تھے جب آدمی اپنے اندر تجزیے میں مصروف ہوتا ہے کہ زندگی میں کیا کھویا' کیا پایا۔ کچھ فیضِ ازلی نے آپ کو متوجہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا ترک کر دی اور طے کیا کہ آئندہ اسبابِ دنیاداری سے الگ رہ کر وہ بھی صرف یادِ خدا میں زندگی بسر کریں گے۔ دل میں یہ قصد لے کر ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو بتائے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ملتان پہنچے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوج چھوڑ کر گئے تھے اور سلطنتِ دہلی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مشتہر کیا جا چکا تھا اس لیے سرکاری اہلکار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں تھے۔ ملتان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پہچان لیے گئے اور حاکمِ ملتان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ملتان کے حاکم نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک' لباس اور سواری کی گھوڑی (شیہن) دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دو روپیہ یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں ایک مکان کے اندر تنہائی میں یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور بالآخر ولی اللہ اور بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندے ہوئے۔

"پس جس شخص کو ہادی مطلق ظاہری وسیلہ (یعنی سبب) کے بغیر خود فیض وفضل سے اپنے قرب کی طرف کھینچ لے اسے مجاہدات کی کیا ضرورت ہے اور وہاں دیر ہی کیا ہے۔ اس راہ میں عقل کا گھوڑا لنگڑا ہے۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عنایت کر دے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔ (فرمانِ غوث الاعظمؓ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران حاکمِ ملتان اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہا ملازم تھے اس لیے اس خدمت کے

Marfat.com

لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے یاد نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بخود گھوڑی پر ضروری اسباب باندھ کر اور ہتھیار لگا کر ملتان کے حاکم کی خدمت میں پہنچے اور کارِ خدمت کی درخواست کی۔ حاکم نے پوچھا کہ "آپ رحمۃ اللہ علیہ لشکر میں کس برادری کے جتھہ میں شریک ہو کر جنگ کریں گے؟" عرض کیا۔ "چونکہ میں اکیلا تنخواہ کھاتا رہا ہوں اب جو کچھ مجھ سے ہوگا اکیلا ہی خدمت کروں گا"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر دربار کے تمام امراء مسکرا دیے۔ حاکم نے کہا "کوئی مضائقہ نہیں جس طرح یہ مرد کہے اسی طرح کرنا چاہیے۔ "پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ "ایک شخص راستہ کا واقف اور ایک تصویر راجہ مروٹ کی عنایت ہو۔" چنانچہ دونوں چیزیں مہیا کر دی گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام کر کے روانہ ہوئے اور جب قلعہ مروٹ کے قریب پہنچے تو ساتھی کو رخصت کیا اور خود شہر کی راہ لی اور ایک ہی چھلانگ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گھوڑی قلعہ کی فصیل پار کر گئی۔ قدرت دیکھیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدھے راجہ مروٹ کی کچہری میں جا ٹھہرے اور سب درباریوں کی موجودگی میں راجہ کا سر کاٹ کر قربوس سے لٹکے ہوئے توبڑہ میں رکھ لیا۔ اس اچانک افتاد سے تمام درباریوں پر حالتِ سکتہ طاری ہو گئی اور کسی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شہر کے تمام دروازے بند کر دیے گئے تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرار نہ ہو سکیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شمس گھوڑی پھر ایک ہی چھلانگ میں قلعے کی فصیل پھلانگ گئی۔

حضرت بایزید محمد رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان کے حاکم کے دربار میں راجہ مروٹ کا سر اکیلے لے کر داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر حاکم حیران رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کارنامے کی شہرت جب دہلی کے دربار تک پہنچی تو پہچان لیے گئے اور شاہجہان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس بلوایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کی اور کہا کہ باقی عمر یادِ خدا میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان کی سابقہ خدمات کے پیشِ نظر یہ درخواست نہ صرف منظور ہوئی بلکہ شور کوٹ کی جاگیر بھی انہیں عطا ہوئی جس کا رقبہ 25 ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ انگہ کو چھوڑ کر شور کوٹ میں

Marfat.com

رہائش اختیار کرلی۔ تاریخ میں حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے سنِ وفات کا تذکرہ نہیں ملتا۔ مناقبِ سلطانی سے بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔ لیکن مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا اس وقت بھی زندہ تھیں جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک 40 سال تھی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزار مبارک شورکوٹ شہر میں ہیں اور مزار مبارک مائی باپ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہی ہیں لیکن مناقبِ سلطانی میں ایک سہو کی وجہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ صاحب "مناقبِ سلطانی" کے نزدیک بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا مزار مبارک ملتان میں ہے نہ کہ شورکوٹ میں۔ سلطان حامد تحریر کرتے ہیں "جناب (سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ) کے والد بزرگوار کا مزار قصبہ شورکوٹ میں ہے جو آنحضرت کی جائے پیدائش ہے۔ قصبہ مذکورہ کے شمال مغربی گوشہ میں قریشی صاحبان کی مسجد کے صحن میں شیخ طلحہ قریشی کی قبر کے پاس مزار اور خانقاہ ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ کے مزار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہیں مسجد میں جو دو مزار ہیں آنحضرت کے والدین کے مزار مبارک ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ملتان کے گرد و نواح میں لطف آباد کے قریب بی بی پور کے سادات عظام کے قبرستان میں ہے جو کہ "رانواں کلاں" نامی گاؤں سلطنتِ دہلی کی طرف سے آنحضرت کے والد کو بطور جاگیر ملا تھا اور بود و باش بی بی پور مذکورہ میں نیک لوگوں، شریفوں اور سادات عظام کے پڑوس میں اختیار کی تھی وہیں وفات پائی اور سادات شریف کے مقبروں کے پاس جگہ

Marfat.com

پائی۔(مناقبِ سلطانی۔باب اوّل۔فصل دوم)

"تزکرہ اولیائے جھنگ" کے مصنف بلال زبیری بھی صاحبِ مناقبِ سلطانی سے متفق نظر آتے ہیں' لکھتے ہیں:"اس پاک خاتون (بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا) کا انتقال شاہ جہان کے آخری سالِ حکومت 1068ھ میں ہوا آپ کا جسد قبرستان بیبیاں ملتان میں سپردِ خاک کیا گیا۔"

جب "تزکرہ اولیائے جھنگ" کے پہلے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں اس عبارت کی اشاعت پر بہت زیادہ تنقید اور اعتراضات ہوئے تو بلال زبیری صاحب نے چوتھے ایڈیشن میں اِن اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

"حضرت سلطان العارفین سلطان محمد باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کے مزار کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔میری تالیف میں اُن کا مدفن قبرستان بیبیاں ملتان میں مذکور ہے مگر بعض بزرگوں نے اسے غلط بتایا ہے۔ان کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ مزار کے متعلق واضح ترین سند کوئی نہیں ہے صرف کتاب مناقبِ سلطانی سے ہی مزار کے مقام کا تعین ہوسکتا ہے۔حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے حالات کے تحت متذکرہ صدر کتاب کا پورا حوالہ موجود ہے جس سے غلط فہمی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔"(صفحہ 10۔اشاعتِ چہارم)

اب ہم تحقیق کے مطابق اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار مبارک کی جگہ ملتان میں کیوں تحریر کی۔ پہلے وہ منطقی دلائل تحریر کیے جاتے ہیں جو ہر صاحبِ تصنیف نے اپنی تصنیف میں اس لیے تحریر فرمائے ہیں کہ ثابت کیا جاسکے کہ آپؒ کے والدین پاک کے مزارات وہی ہیں جو شور کوٹ میں مزارات "مائی باپ" کے نام سے مشہور و معروف ہیں نہ کہ ملتان میں ہیں۔

سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ مناقب سلطانی میں ہی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اس وقت بھی حیات تھیں جب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 40 سال تھی یعنی 1078ھ تک سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بقیدِ حیات تھیں اور یہ اورنگ زیب کا دورِ حکومت ہے نہ کہ شاہ جہاں کا۔ پھر آپؒ جب سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اس وقت بھی زندہ تھیں اور شورکوٹ میں ہی قیام پذیر تھیں۔

کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا انگہ سے شورکوٹ منتقل ہونے کے بعد سے لے کر اپنے شوہر کی حیات میں یا وصال کے بعد شورکوٹ سے باہر تشریف لے گئی ہوں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے شورکوٹ میں ایک وسیع جاگیر چھوڑی تھی۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تو اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اس لیے تمام جاگیر کی دیکھ بھال بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی ہی ذمہ داری تھی اس ذمہ داری کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو کبھی شورکوٹ سے باہر نکلنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔

والدہ محترمہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے تھے اور بوقت وصال حیات بھی تھے اور موجود بھی تھے۔ انہوں نے یقیناً اپنی والدہ محترمہ کو اپنے آبائی شہر اور اپنے والد محترم کے پہلو میں ہی دفن کیا ہو گا نہ کہ کسی دور دراز علاقہ میں لے گئے ہوں گے۔

مندرجہ بالا تمام دلائل یہ حقانیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ والدہ محترمہ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شورکوٹ میں ہی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قبرستان بیبیاں جو اَب ملتان شہر کے ریلوے سٹیشن کے جنوب میں واقع ہے اور بی بی پاک دامن یا پاک مائی کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے اس میں "بی بی راستی" کا فیروزی رنگ

Marfat.com

کی کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا تعمیر شدہ قدیم مزار مبارک موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ "بی بی راستی" رحمۃ اللہ علیہا شورکوٹ میں مدفون ہیں تو یہ "بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا" کون ہیں جو یہاں مدفون ہیں؟

تحقیق کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا جو یہاں مدفون ہیں وہ فرغانہ کی شہزادی تھیں اور اپنے والد سلطان جمال الدین محمد الفرغانی کے ہمراہ سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئی تھیں۔ سلطان جمال الدین محمد الفرغانی نے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور اُن کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور اُن کی صاحبزادی شہزادی بی بی راستی کی شادی حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ سے کردی اور عصمت مآب اور پاک دامن کا لقب عطا فرمایا اور آپ پاک مائی بی بی پاک دامن کے لقب سے مشہور ہوئیں اور انہی بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کے بطن مبارک سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شہزادی بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا وصال 695ھ میں ہوا اور قبرستان بیبیاں میں دفن ہوئیں۔

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی "پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں" میں ملتان میں مدفون بی بی راستی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت رکن الدین ابوالفتح عظیم المرتبت پیر طریقت تھے۔۔۔۔۔حضرت صدر الدین عارف کے فرزند اور حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے وقت کی رابعہ بصری کہلاتی تھیں انہوں نے اپنے سسر حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی و باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی قرآنِ مجید کی تلاوت سے انہیں خاص شغف تھا۔ روزانہ کلامِ

Marfat.com

مجید ختم کرتی تھیں۔" (فصل پنجم صفحہ 389)

قبرستان بیبیاں (قبرستان بی بی پاک دامن یا پاک مائی) میں مدفون بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی بہو، حضرت صدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

یہ سہو صاحبِ "مناقبِ سلطانی" سلطان حامدؒ صاحب سے کیونکر ہوا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ "مناقبِ سلطانی" کی تصنیف کے دوران سلطان حامد ملتان تشریف لے گئے تھے اور بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار پر حاضری دی تھی جس کا ذکر انہوں نے مناقبِ سلطانی میں بھی فرمایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نام کی مماثلت کی وجہ سے اُن سے یہ سہو ہو گیا ہو۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مستند سوانح نگار اس پر متفق ہیں کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے والد اور والدہ محترمہ کے مزارات وہی ہیں جو شور کوٹ میں "مائی باپ کے مزارات" کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفین کی ولادت اور زمانہ بچپن

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17۔جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقت فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ صاحبِ "مناقبِ سلطانی" کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا جب انگہ (وادی سون سکیسر)[1] سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفین کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو نام بھی بتا دیا گیا تھا اس لیے بحکمِ خداوندی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام "باھُوؒ" رکھا گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

باھُوؒ کی ماں نے نام باھُوؒ رکھا کیونکہ باھُوؒ ہمیشہ hoo کے ساتھ رہا

آپ رحمتہ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھو رحمتہ اللہ علیہ نہیں

Marfat.com

ہے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُوؒ فنا فی ھُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جابجا اپنی فنا اور بقا اسمِ ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُوؒ عین یا ھُو است" (اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہوتو باھُو عین یا ھُو ہے۔)

صاحبِ مناقبِ سلطانی سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا پورا نام "سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ" لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام محمد باھو رحمتہ اللہ علیہ یا سلطان محمد باھو رحمتہ اللہ علیہ بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام "باھُو" تحریر فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"باھُو کی والدہ نے اس کا نام باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) اِس لیے رکھا کہ وہ ہر لمحہ ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔" (محک الفقر کلاں)

صد آفرین ہو باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کی والدہ پر باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) جو بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکرِ یاھُو میں مسرور رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جہاں تک "سلطان" کے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"انسانِ کامل سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا "سلطان" ہے۔" (شرح فصوص الحکم والایقان)

میرے مرشد پاک سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

"ذکرِ ھُو سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر فنا فی ھُو ہو جائے وہی 'سلطان' ہے"۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی

Marfat.com

سلطان العارفین ہیں اور مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلطان الفقر ہے اس لیے "سلطان" آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بن گیا۔ اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر "محمد" آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔ عوام الناس آپ رحمتہ اللہ علیہ کو "حق باھُو" کے نام سے پکارتے ہیں۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حق کی طرف سے اُسے (باھُو کو) یہ لقب ملا ہے کہ وہ (باھُو) حق کے ساتھ ہے"۔ یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو "حق باھُو" کا لقب عطا ہوا ہے۔ اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ "حق باھُو" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں بچپن میں ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ یہ نورِ ازل زمانہ شیر خواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ عبادت یاذکر وتصور اِسم ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہوگا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پرکشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آجاتا۔ یہ ایک عجیب وغریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم حد درجہ خائف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بچہ اکیلا یا کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہِ مہربانی منادی فرما دیا کریں تا کہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شورکوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں، دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس

Marfat.com

پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی نظر پڑی وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا "میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔" جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحبِ "مناقب سلطانی" نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

اوائل عمری میں ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا ان میں سے ایک نے بطور حقارت پاؤں کی ٹھوکر سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اٹھا کر کہا "ہمیں راستہ بتاؤ" آپؒ نے اٹھتے ہی فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔ سنیاسیوں کا یہ گروہ آپؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔

علمِ ظاہری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں:

وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اگر چہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک و طاہر ہو گیا اس لئے جملہ علوم میرے جسم میں سما گئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔" اس قدر استغراق کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قدر ثابت قدم رہے کہ زندگی بھر آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے اور پھر علومِ باطنی کے حصول کے لئے والدہ محترمہ کا سایہ ہی کافی تھا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔

ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نموزار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں آگاہ کیا کہ میں علی ابن طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کم عمر تھے مگر کم علم نہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نثار کر دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا "فرزند آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو"۔ پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہو گئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہٗ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی توجہ کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا "میرے ہاتھ پکڑو"۔ اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اول و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا "تو میرا فرزند ہے"۔

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
شد اجازت باہو رحمۃ اللہ علیہ را از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
خوانده است فرزند ما را مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
خلق را تلقین بکن بہر خدا

مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو تلقین کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فرزندِ خود خوانده است مارا فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

معرفت فقر است بر من خاتمہ

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند بنایا ہے۔ اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہو گئی۔

مرشد کامل سے بیعت

اس باطنی مہربانی کے بعد جب سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ واپس گھر پہنچے تو والدہ محترمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے گوش گزار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے سارا ماجرہ سن کر فرمایا اب تمہیں کسی مرشد کامل سے ظاہری دستِ بیعت کر لینی چاہیے۔ "بیعت تو میں کر چکا ہوں" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا "اویسی طریقہ کے مطابق مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیضان حاصل ہوا ہے، حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے مجھے باطنی فیض سے مالا مال کیا ہے اور تلقین وارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے"۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ باطنی بیعت ہے راہِ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے اور اس کیلئے مرشدِ کامل تلاش کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی میری مرشد ہیں"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے جواب دیا "بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے بیعت و تلقین نہیں کی۔" حضرت سخی سلطان باھور رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا "کہاں تلاش کروں؟" فرمایا: "روئے زمین پر ڈھونڈو" اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ کامل کی تلاش میں ایک بار پھر گھر سے نکل پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تجسس کی مسافت کے راستوں کو طے کرتے مختلف درویشوں اور فقیروں سے ملے لیکن کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طلب پوری نہ کر پا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لا تعداد فقراء سے گڑھ بغداد (میاں چنوں ضلع خانیوال۔ پنجاب پاکستان) راوی [illegible] کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیّدنا

Marfat.com

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک میں سے تھے، کا شہرہ سنا تو ان سے ملاقات کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ چنانچہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے آپ گڑھ بغداد تشریف لے گئے۔ جیسے ہی خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا خانقاہ درویشوں، فقیروں اور خدام سے پُر ہے۔ لوگ جوق در جوق ایک جانب آگ پر رکھی پانی سے بھری دیگ میں ہاتھ ڈالتے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے جاتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خاموشی سے یہ منظر دیکھا اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ دفعتاً شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی تو انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ "تیری ظاہری حالت سے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تو طویل مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچا ہے پھر اب خاموش اور علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اُٹھ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنی مراد پا"۔ فقر کے شہسوار حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے خاموشی سے ان کی بات سنی اور ادب سے بولے۔ "مجھے کشف و کرامت کے یہ کھلونے متاثر نہیں کرتے اور نہ میری مراد ایسی ہے جو اس طرح بر آئے"۔ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے چونک کر آپ رحمتہ اللہ علیہ پر نظر ڈالی اور کہا "بے شک تمہاری مراد اور طلب بلند تر ہے لیکن تو یہ بھی جانتا ہے کہ بلند آرزو کی تکمیل کیلئے کٹھن مراحل طے کرنا پڑتے ہیں"۔ "بے شک" حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا "اور میں نے یہ طویل مسافت بے سبب طے نہیں کی، آپ حکم دیجیے" شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کچھ دیر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے رہے پھر بولے "اچھا فی الحال تو حوض میں پانی بھر۔" یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو بلایا جس نے ایک مشکیزہ لا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے وہ مشکیزہ اٹھایا اسے پانی سے بھرا اور لے جا کر حوض میں ڈالا حوض ایک ہی مشکیزہ پانی سے لبالب بھر گیا۔ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ سمیت تمام حاضرین نے حیرت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پھر شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ سے مخاطب ہوئے:

"کیا تو آزمائش کیلئے خود کو آمادہ پاتا ہے؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا "تیرے پاس کوئی دنیاوی مال واسباب بھی ہے۔" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ برجستہ بولے "درویش اور دنیاوی مال کا آپس میں کیا تعلق؟ ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھی جاسکتی ہیں۔ تو ایک دل میں دو محبتیں جمع کرنا چاہتا ہے۔"

یہ سن کر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فوراً گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر جا کر انہوں نے تمام مال اکٹھا کیا اور باہر پھینک دیا حتیٰ کہ پنگھوڑے میں سوئے ہوئے اپنے شیر خوار بچے کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی بھی اتار کر باہر اچھال دی۔ اگلی صبح طویل مسافت طے کر کے گڑھ بغداد پہنچے اور سیدھے شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے پیش ہو گئے۔ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں دیکھتے ہی اُٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بولے "بے شک تو نے دنیاوی مال سے تو نجات حاصل کر لی مگر ابھی عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کر پائے۔ دونوں میں سے کس کا حق ادا کرنے کا ارادہ ہے؟ خدا کا یا بیویوں کا؟"

یہ سننا تھا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کچھ کہے اور کچھ آرام کئے بغیر ایک بار پھر طویل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔ ایک بار پھر گھر جا پہنچے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ الہاماً جانتی تھیں کہ آج بیٹا کس غرض سے گھر واپس آیا ہے مگر انجان بنتے ہوئے بولیں "کیوں باھو (رحمتہ اللہ علیہ) بیٹے اب کیسے آنا ہوا؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نرمی سے سر جھکا کر مقصد بیان کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے قریب بٹھایا اور آہستگی سے مخاطب ہوئیں "اے بیٹا باھو رحمتہ اللہ علیہ تمہاری بیویوں کے جو حقوق تم پر ہیں آج سے تم ان سے آزاد ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت کے حصول میں کامیاب ہو گئے تو بہتر ہے لیکن محض بیویوں کے حقوق پورے کرنے کی خاطر گھر آنے کی ضرورت

Marfat.com

نہیں۔لہٰذا اب طلاق کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔"

والدہ محترمہ کی یہ قابلِ قبول تجویز سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ پر سکون اور مطمئن انداز میں دوبارہ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا پہنچے۔شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پرتپاک استقبال کیا اور نظر سے ان پر توجہ کی پھر پوچھا "اے باھوؒ مطمئن بھی ہو کچھ مشاہدہ بھی کیا؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا "شیخ جو کچھ آج مجھ پر منکشف ہوا اس سے تو میں پنگھوڑے میں ہی آشنا ہو گیا تھا میری تمنا اس سے زیادہ کی ہے۔" شیخ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب تو نہ دیا البتہ بیٹھے بیٹھے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس عمل کا مقصد امتحان ہی ہے۔چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی جھٹ ان کے تعاقب میں پہنچے اور ایک کھیت میں ضعیف کاشتکار کی شکل میں شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو محنت مشقت کرتے پایا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نزدیک جا کر فرمایا "ضعیفی اور یہ مشقت؟ آپ آرام کریں میں کام کرتا ہوں۔" شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصل روپ میں آئے اور ہنس کر انہیں ساتھ لیا اور آگے بڑھے مگر چند قدم چلنے کے بعد پھر غائب ہو گئے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور اب کی مرتبہ انہیں ایک آبادی میں ایک بوڑھے برہمن پنڈت کی شکل میں،لوگوں کو تلک لگاتا پایا۔حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ مسکرا کر نوجوان کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔"بابا میرا ماتھا تو خالی ہے کیا یہ میرے بھاگ میں نہیں کہ میرے ماتھے پر بھی آپ تِلک لگائیں۔" دوسرے لمحے شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ پھر اپنی اصلی شکل میں حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔انہوں نے حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گئے مگر تیسری مرتبہ پھر وہی عمل کیا یعنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کہاں پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ان کے پیچھے لپکے اور ایک مسجد میں انہیں جا ڈھونڈا جہاں شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ ایک معمر امام مسجد کے روپ میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دے

Marfat.com

رہے تھے۔ چنانچہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی جھٹ ایک بچے کے روپ میں قاعدہ پکڑے ان کے سامنے جا بیٹھے اور ایک حرف پر انگلی رکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھنے لگے "بابا یہ کیا ہے؟" اس بار شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگے۔ "بس باھُوؒ بہت ہو چکا" لیکن سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حالت نہ بدلی۔ آپ بدستور اسی حرف پر انگلی جمائے پوچھنے لگے۔ "بابا بتاؤ یہ کیا ہے؟" شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیچارگی سے بولے۔ "سلطان میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو میرے بس کا کام نہیں۔ تمہارا نصیب حضرت شیخ عبدالرحمن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے جو دہلی میں ہیں۔"

ایک اور روایت کے مطابق غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دستِ بیعت کا حکم دیا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ حکم ملتے ہی فوراً دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے دور ہی تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آگے بڑھ کر حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں عزت سے چھونے کے بعد عرض کیا کہ اس کو شیخ سیّد عبدالرحمن قادریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استقبال کیلئے روانہ کیا ہے۔ 29 ذیقعد 1078ھ (11 مئی 1668ء) بروز جمعۃ المبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمن جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیبہ اسمِ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ذات کی صورت میں ایک قدم میں ہی ایک دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا اور اسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ الستی فیض سے مستفیض، نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ خَلقِ خدا کیلئے آپ نے فیض عام کر دیا

Marfat.com

اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اردگرد خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ راستے بند ہو گئے' شہر میں شور مچ گیا۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب طلبی فرمائی کہ "ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی اور تو نے عام کر دی۔" عرض کیا! "یا پیرومرشد جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا توا بازار سے خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا آیا درست ہے یا نہیں اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے کہ نہیں۔ پس آپ سے جو نعمتِ عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس نعمت کی آزمائش کی کہ مجھے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کس قدر نعمت حاصل ہوئی ہے۔ پس جس طرح حضرت سیّد المرسلین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا ہے کہ خلقِ خدا کو تلقین کروں اور فیض کو عام کروں۔ انشاء اللہ قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہوگی۔" حضرت شیخ سیّد عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ یہ دلیل سن کر مسکرا اُٹھے اور کہنے لگے "باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) میں تجھے منع نہیں کرتا مگر اس کا خیال رکھا کر کہ ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔" اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اورنگ زیب ارکانِ حکومت سمیت جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سب سے پیچھے جہاں جوتیاں رکھتے ہیں کھڑے ہو گئے اور جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے توجہ کی تو تمام مسجد میں شور اور وجد برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف تین آدمی اورنگ زیب' قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محجوب رہے۔ جیسے ہی حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے توجہ منقطع کی اور مجمع اپنی حالت میں واپس آیا تو وہ تینوں حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ "ہمیں کیوں نعمت سے محروم رکھا گیا؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہم نے توجہ یکساں کی تھی۔ تم پر اس واسطے اثر نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت تھے۔" انہوں نے دست بستہ ہو کر فیض کیلئے التجا کی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

Marfat.com

کہ "اس کیلئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پس ماندگان کیلئے دنیاوی مال ومتاع سے مروت نہ کریں اور ہمارے مکان اور گھر نہ آئیں تاکہ تمہارے دنیاوی امور کے سبب ہماری عیال اور اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگ زیب سے یہ اقرار لیکر اس پر توجہ کی اور خاص فیض تک پہنچایا۔ بعدازاں جب وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو اورنگ زیب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یادگار کیلئے التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب "اورنگ شاہی" تصنیف فرمائی جسے شاہی محرروں نے اسی وقت تحریر کرلیا۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری مرشد ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک پر اَسرار کے وہی پردے پڑے ہوئے ہیں جو سروری قادری مشائخ کا خاصہ ہیں یعنی دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہنا۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی کے مطابق "سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلطنتِ دہلی میں منصب دار تھے اور شاہی خزانہ کے امانت دار اور کلید دار تھے جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح پہرہ داروں کا انتظام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مریدین سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو چہرہ مبارک پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمالِ الٰہی کے انوار تاباں تھے لوگ اِن کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیاوی منصب پر بھی فائز تھے۔"

مناقبِ سلطانی کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل الجھنیں جنم لیتی ہیں:

1. چونکہ سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فقر کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اس لیے ادنیٰ واعلیٰ طالبانِ مولیٰ فقر کی نعمت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتے ہوں گے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ عالیہ سے بھی مستفید ہوتے ہوں گے' ہندوستانی مصنفین کے مطابق

Marfat.com

لاکھوں لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فیض پایا' اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ شاہی منصب پر فائز ہوتے تو ایسا ممکن نہ ہو پاتا کیونکہ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس دنیاوی منصب کے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ مصروف رہتے۔ پھر شاہی منصب دار کی حیثیت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔ ہندوستانی مصنفین نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ صرف آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں کیا ہے جو صرف چند سطروں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ دنیوی منصب پر فائز تھے اور شاہی خزانہ کے انچارج ونگران تھے تو شاہی خاندان کے ہر فرد اور دربار کے ہر ملازم کا آپ رحمتہ اللہ علیہ سے واسطہ رہتا ہوگا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں درجنوں مورخینِ تاریخ کا ایک ایک لمحہ قلمبند کرنے پر مامور تھے لیکن کسی نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں کیا جو عجیب سی بات محسوس ہوتی ہے۔

2. جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور سب پر نگاہ فرمائی سب پر اس کا اثر ہوا لیکن اورنگ زیب عالمگیر اور کوتوال پر نہیں ہوا جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے فیض کی درخواست کی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے "رسالہ اورنگ شاہی" تصنیف فرمایا۔ کیا اِس ملاقات میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ سوال نہیں کیا ہوگا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی کیسے تشریف لائے؟ اور جواب میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سیّد عبد الرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہوگا، اگر سیّد عبد الرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ شاہی ملازم ہوتے تو اورنگ زیب عالمگیر فوراً سیّد عبد الرحمن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو پہچان جاتا اور پھر سیّد عبد الرحمن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے مسلسل ملاقات رکھتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے مشیروں میں شامل کرتا۔

3. پھر چہرے پر نقاب ڈالنا سروری قادری مشائخ کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس طرح سے انسان زیادہ مشہور اور معروف ہوتا ہے اور اس کی شہرت جلد پھیلتی ہے جبکہ سروری

Marfat.com

قادری شیخ گمنامی اور خمول کو پسند کرتا ہے اور حکمرانوں سے دور بھاگتا ہے اور عوام میں رہتا ہے۔

4. آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں لاہوری دروازہ سے کافی فاصلے پر باہر واقع ہے اور ساتھ ہی مسجد شاہ عبدالرحمن بھی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قلعہ کے اندر نہیں بلکہ باہر عوام الناس میں رہے اور عوام الناس ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت یہی ہوتا ہے کہ صاحبِ مناقب سلطانی نے تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس غرض سے دہلی کا سفر فرمایا۔ جو روایت خاندان میں کسی سے سنی درج فرما دی۔

1934ء میں سیّد تجمل شاہ نقوی اچوی کی کتاب "باغِ سادات" شائع ہوئی۔ 1947ء میں بارِ سوم شائع ہوا۔ اب یہ کتاب نایاب ہے اس کتاب کا بارِ اوّل تو 1934ء ہی میں شائع ہوا کیونکہ "شریف التواریخ" جو 1934ء میں شائع ہوئی تھی، میں اِس کتاب کا حوالہ موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ 61 پر سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح درج کیا گیا ہے:

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ابو صالح نصر	سیّد یٰسین
سیّد احمد شاہ	سیّد عبدالقادر

سیّد عبداللطیف

سیّد عبدالرحمن عرف بھولو شاہ مدفن دہلی پیشوا سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

یہ شجرہ نسب آگے اس طرح چلتا ہے:

پیر حبیب شاہ	پیر رجب شاہ

Marfat.com

عبداللہ محمد شاہ

پیر اللہ بخش پیر کریم شاہ

حضور شاہ نور شاہ

زمان شاہ (مزار موضع تنگ عیسیٰ خیل میانوالی پاکستان میں ہے)

اس نسب نامہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا لقب کبھی بھی بھولو شاہ نہیں رہا۔ بھولو شاہ رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں 1200ھ میں ایک اور قادری بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے دو یا تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کا تذکرہ ہندوستان کی موجودہ اور قدیم کتب میں ملتا ہے۔ ان کو تمام مصنفین نے بھولو شاہ رحمتہ اللہ علیہ، مگر غلام یحییٰ انجم نے تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں شاہ بہلن" عرف بھولو شاہ لکھا ہے۔ بھولو شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک مجذوب قادری بزرگ تھے اور پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے تھے سلسلہ قادریہ میں آپ عبدالحمید کے مرید و خلیفہ تھے۔ 'واقعات دارالحکومت دہلی" (جلد دوم) میں ہے:

"بھولو شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار 1201ھ کابلی دروازہ تو اب نہیں رہا مگر اس کی جگہ سب کو معلوم ہے اسی کے پاس آپ کا مزار ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے 1201ھ میں انتقال کیا، مست روز الست تاریخ وفات ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے برابر ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مرید شاہ محمد حفیظ صاحب کا مزار ہے جن کے برابر ان کے صاحبزادے شاہ غلام محمد مدفون ہیں۔ 19 محرم کو بھولو شاہ صاحب کا عرس ہوتا ہے"۔ (صفحہ 473)

محمد عالم شاہ فریدی کی کتاب "مزاراتِ اولیاء دہلی" اولین کتاب ہے جو 1927ء میں دہلی کے مزارات کے بارے میں شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن 1930ء میں طبع ہوا۔ 1947ء میں مصنف اور پبلیشر پاکستان ہجرت کر آئے۔ 2006ء میں ڈاکٹر حفیظ الرحمن صدیقی نے اضافہ و تصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ دہلی سے شائع

Marfat.com

کیا ہے۔اس میں درج ہے:

”بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ 1789ء نزد کابلی دروازہ پرانی دہلی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے رہنے والے تھے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخر الدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب سالک تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 20 محرم 1204ھ بمطابق 1789ء کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر ہے“۔

(طبع دہلی انڈیا۔صفحہ 157۔158)

راہنمائے مزاراتِ دہلی میں ہے:

”آپ (حضرت بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ) سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں حضرت شاہ عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن پنجاب تھا اور حضرت شیخ نانو و حضرت شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہم کے صحبت یافتہ تھے۔20 محرم 1204ھ میں وفات پائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مٹھائی پل پر داہنی طرف نیچے اتر کر ریلوے لائن کے پاس ہے (لاہوری گیٹ 4 پرانی دہلی 6) قریب میں مسجد بنی ہوئی ہے۔حضرت شاہ حفیظ الرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ بھولو رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر شاہ ثانی کے دورِ حکومت میں 30 ذیقعد 1236ھ میں وفات پائی اور اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔حضرت شاہ غلام محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے ان کا مزار اپنے مرشد والد کی پائنتی کی طرف ہے“۔(طبع دہلی انڈیا۔صفحہ 284 تا 286)

غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں رقمطراز ہیں:

”حضرت شاہ بہلن عرف بھولوشاہ رحمۃ اللہ علیہ۔آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ سے ہے اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے مولانا فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت

Marfat.com

مجذوب سالک کی سی تھی 19 محرم 1204ھ (1789ء) کو وصال ہوا۔ مست روز الست تاریخ سنہ ولادت ہے۔ دہلی میں کابلی دروازہ سے متصل "تکیہ بھولو شاہ" میں دفن ہوئے مزار مقدس پر موسم بہار میں بسنت کا میلہ بڑی دھوم دھام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند مناتے ہیں"۔ (طبع دہلی انڈیا۔ صفحہ 291)

ان تمام تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب باغِ سادات نے سیّد عبدالرحمن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب بھولو شاہ صاحب کے نام سے درج کیا ہے وہ سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کا تعلق پنجاب سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ سے قادریہ سلسلہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پنجاب میں ہی رہی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ محمد حفیظ صاحب اور اس کے بعد اُن کے صاحبزادے شاہ محمد صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے مزارات حضرت بھولو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہیں۔ سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ان کے مزار سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر لاہوری گیٹ صدر بازار ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹر پرانی دہلی 6 میں واقع ہے۔

'مزاراتِ اولیاء دہلی" میں ہے:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے مستند اولیاء میں سے ہیں قادریہ خاندان میں سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں اور سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیرومرشد ہیں۔ صاحبِ تصرف وکرامات تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ریلوے سٹیشن صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال آخر زمانہ شاہجہاں یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سن وفات معلوم نہیں۔ (طبع اوّل دہلی 1927)

اور اسی کتاب کے بعد شائع ہونے والی کتب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اسی طرح نقل در نقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

Marfat.com

"راہنمائے مقاماتِ مقدس دہلی" میں درگاہ سیّد عبدالرحمن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں درج ہے:

"یہ درگاہ متصل صدر سٹیشن دہلی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ اولاد سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہیں۔ اعظم اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء اللہ پنجاب میں مشہور ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تصرفِ ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کو سڑک اور ریل سے بچایا بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا اور جنگلہ آہنی اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ بنوا دیا ہے۔" (طبع 1914 دہلی)

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ جلد سوم میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سیّدنا شیخ عبدالرحمن گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار دہلی کے اہم مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نسبی رشتہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہے۔ تقویٰ، تدین اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے کشف و کرامات میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند تھا۔ حضرت سیّد عبدالرحمن گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ قادریہ کی دولت سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ انہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دہلی اور اس کے اطراف و نواح میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات سے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ بے شمار بندگانِ خدا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے اور کتنوں کو اجازت و خلافت کا منصب عطا ہوا۔ مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کے خلیفہ تھے۔"
(طبع دہلی 2006)

راہنمائے مزارات دہلی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں تذکرہ ہے:

"حضرت عبدالرحمن گیلانی رحمتہ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ تصرف و کرامات اور خاندانِ

Marfat.com

قادریہ کے مستند بزرگ تھے"۔ (طبع دہلی 2007ء)

بیلی (Bale) نے اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری (Oriental Biographical Dictionary) میں تحریر کیا ہے کہ سیّد عبدالرحمن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو عبدالعزیز نقشبندی کے فرزند تھے اور جن کی بیٹی کی شادی داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ سے ہوئی۔ ڈاکٹر راما کرشنا کا بھی یہی موقف ہے لیکن یہ بات قیاس لگتی ہے کیونکہ ایک تو سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نسبی جیلانی سادات ہیں اور دوسرے آپ سلسلہ فقر میں پشت ہا پشت سے قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اُن کے والد نقشبندی سلسلہ سے ہوں اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہند تشریف لائے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نہیں آئے تھے اور پھر بیلی (Bale) کی اس رائے کو کسی نے بھی مستند نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سلسلہ سروری قادری یا قادری سلسلہ میں کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ قدیم اور جدید مصنفین میں سے کسی نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہندوستانی اور پاکستانی مصنفین کی تمام تحقیق ہم نے واضح طور پر بیان کر دی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مصنفین وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں جو 1914 میں "آثارِ دہلی" یا 1927 میں "مزاراتِ اولیاء دہلی" میں شائع ہو چکا ہے اور پاکستانی مصنف وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں جو "مناقبِ سلطانی" میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کرنا تو دور کی بات ہے کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک تک جانے کی کوشش تک نہیں کی۔

سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مخطوطہ سیّد سلیم الزماں ہاشمی کے مطابق سیّد عبدالرحمن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ درج کی جا رہی ہے۔

سیّد عبدالرحمن دہلوی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح حضرت

Marfat.com

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جاملتا ہے:

سیّد عبدالرحمن دہلوی جیلانی بن سیّد عبدالقادر بن شرف الدین بن سیّد احمد بن علاؤالدین ثانی بن سیّد شہاب الدین ثانی بن شرف الدین قاسم بن محی الدین یحییٰ بن بدرالدین حسین بن علاؤالدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحییٰ بن ظہیر الدین بن ابی نصر بن ابوصالح نصر بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شام کے شہر حماہ میں 1024ھ (1615ء) میں پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ درویش منش انسان اور ولیٔ کامل تھے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 35 سال کی عمر میں حماہ سے بغداد تشریف لائے اور جدِ امجد غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر معتکف ہو گئے۔ تین سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف پر معتکف رہے تین سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی جانب سے باطنی حکم ملا کہ ہندوستان میں سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 38 سال کی عمر میں شاہ جہان کے دورِ حکومت میں 13۔ ذیقعد 1062ھ (15 اکتوبر 1652ء) بروز منگل براستہ ایران اور افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور، عادل پور یا دریائے سندھ کے کنارے مقیم سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اُن کے دستِ مبارک پر 10۔ ذوالحجہ 1062ھ (10 نومبر 1652ء) بروز سوموار بیعت کی اور سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ 9 صفر 1063ھ (8 جنوری 1653ء) بروز بدھ دہلی تشریف لائے اور اب جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، وہاں اپنا مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی اور ارد گرد کی زمین خرید کر سالکین کے لیے حجرے بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کروائی جو اب بھی مسجد شاہ عبد الرحمن کے نام سے موجود ہے۔ موجودہ صدر سٹیشن پرانی دہلی اور مسلم وقف بورڈ کوارٹرز آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر بنائے گئے ہیں۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خمول وگمنامی کی زندگی گزاری شہرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت نفرت تھی کبھی شاہی دربار اور درباری حکام سے ملاقات کے لیے نہیں گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف قادری فقیر تھے۔ دہلی اور اس کے گردونواح میں لاکھوں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا اور لاکھوں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام فقیر تھے یعنی وہ فقیر جو ایک ہی جگہ مقیم رہ کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ دہلی آمد کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی دہلی سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، قد میانہ اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اتنا نور ہوتا تھا کہ طالبِ مولیٰ کے لیے زیادہ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں جمائے رکھنا ممکن نہ تھا۔

سیّد عبد الرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 6 جمادی الثانی 1065ھ (12۔اپریل 1655ء) بروز سوموار دہلی میں جیلانی سادات میں سیّدہ زاہدہ خاتون سے نکاح فرمایا۔ 1070ھ (1660ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلے فرزند سیّد تاج العارفین کی ولادت ہوئی جن کا 1075ھ (1665ء) میں مرضِ اسہال سے وصال ہو گیا۔ 1082ھ (1671ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دوسرے فرزند سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ دورِ عالمگیری میں 21۔رمضان المبارک 1088ھ (16 نومبر 1677ء) شبِ جمعہ وصال فرمایا اور اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے۔ سیّد عبد الرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سیّدہ زاہدہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا 10 سال حیات رہیں اُن کا وصال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے اور سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے

Marfat.com

سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل ہوئے جن کا مزار احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور پاکستان میں ہے۔

سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے:

آپ مرید تھے سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالبقاء رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سیّد عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مرید تھے سیّد نجم الدین برہان پور والے کے، وہ مرید تھے سیّد محمد صادق یحییٰ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالجبار بن ابوصالح نصر کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید تھے سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ سیّد عبدالرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ خلفاء اصغر میں شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اصغر سیّد محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ تھے جو پہلے سجادہ نشین ہوئے اور لاولد فوت ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک 21۔رمضان المبارک کو ایک عرصہ تک بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوتا رہا ہے اور اب بھی عقیدت مند ہر سال 21 رمضان المبارک کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جس حجرہ میں رہائش پذیر تھے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہیں دفن کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سیّد محمد صدیق دربار کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے لیکن دور عالمگیری میں ہی وہ لاولد فوت ہو گئے۔ اُن کا کب وصال ہوا اور تربت مبارک کہاں ہے کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ برطانوی دورِ حکومت میں جب اس علاقہ سے سڑک اور ریل کی پٹڑی گزاری گئی اور صدر ریلوے سٹیشن بنایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو محفوظ بنانے کے لیے پٹڑی کا رخ بدلا گیا اور ایک احاطہ بنا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو

Marfat.com

اس نظام سے علیحدہ رکھا گیا۔

مزار کا پتہ: پرانی دہلی 6۔ لاہوری دروازہ سے مشرق کی جانب نزد صدر ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی 6۔ انڈیا

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ پر تحقیق کرنے والوں میں سب سے زیادہ اختلاف آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سید عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت کے معاملہ پر پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیعت فرمایا اور آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد فرمایا اور انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ہی "شیخِ ما" فرمایا ہے۔ دوسری دلیل یہ لوگ یہ لاتے ہیں کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے خود اپنی کسی کتاب میں بھی اس ظاہری بیعت کا تذکرہ نہیں کیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کسی سے فیض حاصل کریں اور اُس کا تذکرہ بھی نہ کریں۔ اگر اِن لوگوں کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی اپنی کسی کتاب میں اپنے مرشد کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی سیّد حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "سِرّ الحبیب" میں کہیں بھی اپنے مرشد سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا۔ سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا ذکر صرف "مناقبِ سلطانی" میں شجرۂ طریقت کے ساتھ مذکور ہے اور چونکہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی حیات پر یہ اوّلین تصنیف ہے اس لیے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اور اختلاف تو تب کیا جائے جب کوئی دوسری وجہ یا ثبوت موجود ہو۔ اب ہم اس سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

فقیر نور محمد کلاچوی "مخزنِ اسرار" میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔ (مخزن الاسرار۔ صفحہ 260۔259)

لیکن فقیر نور محمد کلاچوی مرحوم ہی اپنی کتاب "انوارِ سلطانی پنجابی شرح اشعارِ سلطانی" میں صفحہ 8 پر سلسلہ سروری قادری کا شجرہ طریقت درج فرماتے ہیں اس میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے پہلے "پیر رحمٰن" (سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا نام موجود ہے۔ یعنی دوسری کتاب میں خود اپنی ہی بات کو ردّ فرما رہے ہیں۔ اور پھر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری (جو اُن کے جانشین بھی ہیں) نے "حیاتِ سروری" کے صفحہ 133132 اور 219 پر جو شجرہ طریقت قادریہ سروریہ دیا ہے اس میں سیّد عبدالرحمن دہلوی کا نام "پیر رحمن" کے نام سے موجود ہے۔ راہِ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ شجرہ طریقت بیعت کرتے وقت مرشد پڑھتا ہے۔ اب فقیر نور محمد کلاچوی کی بات کو اُن کے جانشین فرزند ہی ردّ فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے "دیوانِ باھو" میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری مرشد سے بے نیاز فرماتے ہیں اور "شرح ابیاتِ باھو" کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ وہی تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جابجا "شیخِ ما" لکھا ہے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لیکن اپنی کتاب "مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل)" میں اپنی اس بات سے مراجعت فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فقیر تو جو کچھ چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کے پاس دہلی چلے جائیں جن کا نام پیر سیّد عبدالرحمن گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب

Marfat.com

دہلی پہنچے تو سیّد السادات حضرت پیر عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا منتظر پایا انہوں نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً ہی فیضِ ازلی عطا فرما دیا۔" (صفحہ 114)

پھر پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ نمبر 120 اور 121 پر سلسلہ قادریہ کے جو شجرہ ہائے طریقت درج فرماتے ہیں اُن میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک سے پہلے سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری بیعت سید عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر کی تھی۔

اس سلسلہ میں سب سے سخت موقف پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کا ہے انہوں نے "شیخِ ما حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد" کے عنوان سے اپنی کتاب سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ (حیات و تعلیمات) میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اس بحث سے پہلے انہوں نے "مناقبِ سلطانی" کی عبارت درج کی ہے۔

پہلے "مناقبِ سلطانی" کی عبارت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مشہور تھے۔ اُن کی خدمت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو قوت و ہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سیّد عبدالرحمن قادری دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں تشریف لے جایئے"۔ صاحبِ مناقب سلطانی" کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر عبدالرحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔۔۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشدِ کامل

Marfat.com

سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا۔"

پھر پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب "مناقب سلطانی" سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مناقبِ سلطانی" کے مصنف نے انہی عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرۂ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا ایک کشف بھی لکھا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوسیلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ خلقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ کشف کا یہ واقعہ مصنف "مناقبِ سلطانی" حضرت سلطان حامد صاحب نے اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ سنا ہے۔ یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دن شورکوٹ کے آس پاس کہیں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور' صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھا لیا۔۔۔۔۔ یہ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ تھے۔۔۔۔۔ (بعدازاں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضری اور صحابہ کبار اور اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی برکت سے مملو ہو کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کیا گیا۔" رسالہ روحی شریف" میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ جب ارواح سلطان الفقر کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے بارے میں فرماتے ہیں: "یکے روحِ شیخ ما' حقیقت الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق' حضرت محبوبِ سبحانی" (ایک روح ہمارے شیخ' حقیقت الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق حضرت محبوبِ سبحانی ہیں) اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کی

Marfat.com

روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس "فتحِ کبیر" کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ پر تجلیاتِ ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود ارواحِ جلیلہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو رشد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا پھر کسی پیر سے "ازلی نصیبہ" پا لینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔"
اس کے بعد پروفیسر احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں:

"مناقبِ سلطانی" میں یہ بھی لکھا ہے کہ "چونکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ مادرزاد ولی تھے اس لیے روزِ پیدائش سے ہی صاحب اسرار تھے۔ نیز آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور ورد وظیفہ کے لیے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی الذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا وِرد وظیفہ کی فرصت و ضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ اسی طرح بے نیاز تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی' اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھا دی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے اُستاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا' اسی طرح طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا' وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق ہے' انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل و کتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر سیّد عبدالرحمن قادری کا ذکر نہیں فرمایا' اس کے برعکس اپنے اویسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پس منظر میں اپنے جدِ امجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرۂ طریقت سے منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ظاہری مرشد کا حوالہ اُن کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔" (صفحہ 46 تا 50)

Marfat.com

ممتاز بلوچ "ھُودے بیت" میں فرماتے ہیں:

حضرت عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہوراں دے ہتھیں آپ رحمتہ اللہ علیہ دی بیعت دا تذکرہ محض قیاسی اے جیہدا حقیقت نال کوئی تعلق نہیں بن دا تے نہ ای اجیہا کوئی تعلق نظر آندا اے۔

حضرت عبدالرحمن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کا تذکرہ محض قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہوا نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

ممتاز بلوچ صاحب ایک تو صرف محقق ہیں اس لیے ان کی کتاب میں فقر کے بارے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ علم کی حد تک ہے پھر اس عبارت کے سلسلہ میں بھی انہوں نے فقیر نور محمد کلاچوی' سلطان الطاف علی اور پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی اُن تحریروں کا سہارا لیا ہے جن میں وہ لوگ اس ظاہری بیعت کے مخالف نظر آتے ہیں۔

مولوی محمد دین گجراتی نے سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر ایک رسالہ 1927 میں طبع کرایا تھا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

"پیر عبدالرحمن قادری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا: تو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا تو تربیت یافتہ ہے' پس حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بشارت پا کر بازارِ دہلی میں تشریف لا کر بازاریوں پر توجہ فرمائی۔ پس دوکاندار' خاص و عام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔"

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ جو صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات مرشد' امانتِ الٰہیہ' خلافتِ الٰہیہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اُن کا تعلق بھی خانوادہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے ہے' فرمایا کرتے تھے:

Marfat.com

"سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی سیّد عبدالرحمن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت فقر کی ضروریات کی تکمیل تھی۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حاضر ہوئے بیعت کی اور واپس آ گئے"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر ظاہری بیعت نہ کرتے تو سلسلہ سروری قادری کی کڑی جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی تھی وہ ٹوٹ جاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ اتصال نہ رہتے۔ ہندوستان سے شائع ہونے والی تمام کتب آثارِ دہلی، راہ نمائے مزاراتِ دہلی، مشائخِ قادریہ، مزاراتِ اولیاءِ دہلی اور بہت سی کتب میں جہاں سیّد عبدالرحمن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا ہے اس میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ آپ (سیّد عبدالرحمن دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور صوفی حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت سے اختلاف کیا ہے یہ اُن کی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے علم اور موجود کتب سے کی لیکن ہماری تحقیق کا مقصد اُن کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اُن کے کام کو مزید آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ محقق صرف تحقیق ہی کر سکتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن پھر بھی ان محققین کی بات علم کی حد تک درست ہے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

1. سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت فرماتے ہیں۔ اس کے وجود سے بد خلقی کی خوبو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)
2. ایک اس (اعلیٰ) مرتبے کے سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسولِ ربّ

Marfat.com

العالمین سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے ایک لحہ بھی خود سے جدا ہونے نہیں دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

جنہوں نے ظاہری بیعت کو رد کیا ہے انہوں نے اویسی سلسلہ یا طریقہ کا سہارا لیا ہے۔ اویسی سلسلہ یا طریقہ موجود ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ اویسی طریقہ وہ ہے جس میں فیض براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی کامل جو وصال پا چکا ہو سے ملتا ہے۔ اس میں تین طریقے ہیں:

1. جن عظیم ہستیوں کو تلقین وارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے ان کے لیے اویسی طریقہ سے براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل کرنے کے باوجود ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ ان کا مرشدِ اتصال ہونا ضروری ہے۔ اس ضمن میں یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے، جن کو معراج کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت فرمایا، مادرزاد ولی ہیں اور جن کی مہربانی اور کرم کے بغیر کوئی فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا، جن کو اویسی طریقہ سے سب کچھ عطا ہو چکا تھا جیسا کہ ہمعات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔" یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کچھ اویسی نسبت سے حاصل کیا اور سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ ان ہی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور "شیخِ ما" فرماتے ہیں۔ اگر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب کچھ اویسی طریقہ سے مل چکا تھا تو انہیں پھر ظاہری بیعت کی ضرورت کیوں پیش

Marfat.com

آئی؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت شیخ مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری بیعت مستند روایات کے ساتھ کتب سیر وتصوف میں منقول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت اس طرح ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا کھلایا' خرقہ پہنایا اور بات ختم ہوگئی۔ اسی دن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت بھی اسی طرح ہے اور مولوی محمد دین گجراتی کی عبارت سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہری مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور تمام فیض یک دم پالیا کیونکہ فقر کی تمام منازل تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی طریقے سے طے کر چکے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ تلقین وارشاد کی مسند کے لیے ظاہری بیعت ہونی کیوں ضروری ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقر میں سلاسل کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے جو درجہ بدرجہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ہر مرشد کامل کو "شیخِ اتصال" ہونا چاہیے یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک شجرۂ طریقت پہنچنے تک سلسلے کا کہیں "انقطاع" نہیں ہونا چاہیے اور شجرۂ طریقت بابِ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گزر کر مدینۃ العلم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک سلسلہ پہنچنے تک درمیان سے کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ بڑے بڑے فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر لوگ نبوت اور جعلی مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو کوئی گمراہ کسی گدی پر بیٹھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اُسے براہِ راست فیض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی سے مل گیا ہے اور اسے ظاہری بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اُسے جوتے مارو۔ آج کل گلی گلی جو جعلی پیر پھیلے ہوئے ہیں اُن سب کا کہنا ہے کہ اُن کو براہِ راست فیض ملا ہوا ہے اور ظاہری بیعت سے انکاری ہیں اور کچھ جدی اور پیدائشی پیر ہیں۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

ظاہری بیعت رسماً اسی نسبت سے ہے۔ اور تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تلقین وارشاد کے فرائض ادا کرنے تھے اور ایک زمانے کو فیض پہنچانا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نے تا قیامت قائم رہنا ہے۔ دوسری وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کی یہ ہے کہ مستقبل میں کوئی گمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیوں کو مثال بنا کر اویسی طریقہ کا سہارا لے کر مسندِ تلقین وارشاد پر نہ بیٹھ جائے۔ تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کوئی تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوا ہو اور مرشدِ اتصال نہ ہو اور ظاہری بیعت سے بے نیاز ہو۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "مشائخِ عظام کہ جن کا سلسلہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچتا ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعہ بلاتے ہیں"۔ (سرّ الاسرار فصل 5)

اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صاحبِ تلقین وارشاد ہونے کے لیے "مرشد اتصال" ہونا ضروری ہے۔

2. دوسرا اویسی طریقہ وہ ہے جس میں تلقین وارشاد کا کام نہیں لیا جاتا صرف دین کا کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے اس کی مثال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے اویسی طریقہ سے فیض ملا حالانکہ اوائل عمری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں ظاہری بیعت بھی کر چکے تھے لیکن اپنے کلام میں کہیں بھی ظاہری مرشد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مولانا رومؒ کو ہی اپنا مرشد قرار دیتے ہیں۔

3. تیسرا اویسی طریقہ وہ ہے جس کے تحت ابتدائے حال میں کسی طالب کی راہِ حق میں تربیت کی جاتی ہے۔ اب اس طالب کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔ پھر ظاہری مرشد کی بارگاہ میں مکمل تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

امید ہے اس تحریر سے حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

ظاہری بیعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہوگئی ہوں گی۔

ظاہری دستِ بیعت کے بعد دہلی سے واپس تشریف لا کر سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے رشد وہدایت کا آغاز فرمایا تھا۔ اس روز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات وانوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم میں واصل باللہ کر دیتے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے رسمی پیر یا سجادہ نشین شیخ کے مقابلے میں آزاد فقیر کی تعریف یہ کی ہے "آزاد فقیر مصلحتوں اور آداب ورسوم کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوتا ہے، آزاد فقیر ایک تو کسی جگہ کا پابند ہو کر رہنے پر مجبور نہیں ہوتا دوسرے اس کا فیض ہر حال اور ہر صورت جاری رہتا ہے عام طور پر وہ سیر وسفر میں رہتے ہوئے فقر کی نعمت لوگوں کے گھروں اور دروازوں پر لٹاتا پھرتا ہے"۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کو معرفت اور فقر کی تعلیم وتلقین کیلئے ہمیشہ سفر میں رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر گھوم پھر کر محبت اور معرفتِ الٰہی کا خزانہ بانٹتے پھرے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

نفس را رسوا کنم بہر از خدا ہر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا

میں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں اور رضائے الٰہی ہی کی خاطر ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

تلقینِ رشد وہدایت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خاں، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی کتاب، مجموعہ یا ملفوظات میں اس لیے نہیں ملتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے تہذیب وثقافت اور علوم کے مراکز سے دور رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کسی صاحبِ تصنیف سے بھی نہیں ہوئی۔ دہلی جانے کا بھی ذکر ایک بار ہی ملتا

Marfat.com

ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ دیہاتوں کے سیدھے سادھے لوگوں میں اسمِ ذات کا خزانہ لٹاتے رہے اور پھر انہی دیہاتی لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھایا۔

سفر میں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کسی پر نگاہ فرماتے اور اسے خدار سیدہ بنا دیتے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ کو شہنشاہ شاہ جہاں کی طرف سے ایک بہت بڑی جاگیر ملی ہوئی تھی جس میں ایک اینٹوں کا قلعہ اور کئی آباد کنویں بھی تھے۔گو خاصی وسیع جاگیر تھی اور ہمہ وقت انتظام اور نگرانی کی متقاضی تھی لیکن حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جب جذبہ نے غلبہ کیا گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔مصنف "مناقبِ سلطانی" لکھتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عمر بھر کسی دنیاوی تعلق یا شغل سے دستِ مبارک کو آلودہ نہ فرمایا۔ہاں دو دفعہ بیل لیکر اپنے ہاتھ سے ہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن دونوں مرتبہ عشقِ الٰہی کے جذبات کے سبب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بیلوں کو جتے جتائے کنویں پر چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفاتِ دیدار میں مست ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے اور مرشدِ کامل نور الہدیٰ سالک (طالب اللہ) کو تعلیم، توجہ اور تلقین کے ذریعے عین العیان کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔یہاں تک کہ اسے ذکر، فکر ورد و وظائف کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری۔اور خلقِ خدا کو تلقین کی یہ ذمہ داری آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئی تھی۔

سلطان العارفین کا لقب

اولیاء کرام، عارفین اور دنیا بھر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ "سلطان العارفین" کے لقب سے مشہور ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جب دنیا میں لقب "سلطان العارفین" سے

Marfat.com

مشہور ومعروف ہو گئے تو تمام دنیا، خاص طور پر پاک وہند، جموں وکشمیر میں کچھ جعلی پیروں نے اور کچھ اولیاء کے مریدوں اور پیروکاروں نے اپنے پیروں کے نام کے ساتھ "سلطان العارفین" کے لقب کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ بات اچھی طرح جان لی جائے کہ "سلطان العارفین" کا لقب پوری دنیا میں صرف حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مخصوص ہے، وہی اس لقب کے صحیح حقدار اور اس نے حقیقتاً اور اصلاً ملقب ہیں۔ باقی سب ان کی نقالی کرتے ہیں۔

سلطان العارفین کا مقام ومرتبہ

''سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ "سلطان الفقر" پر فائز ہیں مرتبہ سلطان الفقر کے متعلق جاننے کے لیے "سلطان الفقر" کا اسی ویب سائٹ پر مطالعہ فرمائیں۔

جس طرح غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ وعظ، بحکم خداوندی یہ اعلان فرمایا:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

(میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے)

اسی طرح سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ہے:

تا آنکہ لطف ازلی سرفرازیٔ عین عنایت حق حاصل شد واز حضور فائض النورِ اکرم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمِ ارشاد خلق شدہ، چہ مسلم، چہ کافر، چہ بانصیب، چہ بےنصیب، چہ زندہ وچہ مردہ بزبان گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی ومجتبیٰ آخر زمانی فرمودہ (رسالہ روحی شریف)

جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام خلقت 'کیا مسلم' کیا کافر' کیا بانصیب' کیا بےنصیب' کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفی ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

مصطفی اور مجتبیٰ: دونوں کے لغوی معانی چنا ہوا' انتخاب کیا ہوا' پسندیدہ اور برگزیدہ کے ہیں' لیکن یہ دونوں القاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے خاص ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو مصطفی ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے اس سے مراد ہے کہ آخری زمانہ میں جب گمراہی عام ہوگی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات روشنی کا مینار ہوں گی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے والا کوئی فرد لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے گا اور اس کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی راہنمائی حاصل ہوگی کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ آخر زمانہ میں خود ظاہری طور پر موجود نہ ہوں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اِرشاد بھی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے کہ " جب گمراہی عام ہوجائے گی، باطل حق کو ڈھانپ لے گا، فرقوں اور گروہوں کی بھرمار ہوگی ہر فرقہ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھے گا اور گمراہ فرقوں اور گروہوں کے خلاف بات کرتے ہوئے لوگ گھبرائیں گے اور علمِ باطن کا دعویٰ کرنے والے اپنے چہروں پر ولایت کا نقاب چڑھا کر درباروں اور گدیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹ کر اپنے خزانے اور جیبیں بھر رہے ہوں گے تو اس وقت میرے مزار سے نور کے فوارے پھوٹ پڑیں گے"

اس قول سے مراد بھی یہی ہے کہ گمراہی کے دور میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی غلام آپ کی روحانی راہنمائی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی تعلیماتِ حق کو لے کر کھڑا ہوگا، گمراہی کو ختم کرے گا، دینِ حق کا بول بالا کرے گا اور دینِ حنیف پھر سے زندہ ہوجائے گا

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پنجابی ابیات کے ذیل کے مصرعوں میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

چڑھ چناں تے کر رشنائی ذکر کریندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہو

Marfat.com

اے میرے فقر کے چاند تو جلد طلوع ہو اور اپنی نگاہِ کامل سے اس دنیا کو جو ظلمت و تاریکی میں ڈوب چکی ہے نورِ الٰہی سے منور کر دے اور طالبانِ مولیٰ جو حق تعالیٰ کی طلب میں اِس گمراہ دور میں بھٹک رہے ہیں اور تیرے جیسے ہادی کا انتظار کر رہے ہیں اور تیرے منتظر یہ طالبانِ مولیٰ جو معرفتِ الٰہی کے غواص اور جوہر شناس ہیں در بدر تیری تلاش اور جستجو میں پھر رہے ہیں (یعنی حق کی تلاش میں کسی راہنما کی پیروی کرتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد ہی وہ دھوکہ باز اور جعل ساز نکل آتا ہے یعنی ہے تو لومڑی لیکن شیر کی کھال پہن کر نقلی شیر بنا ہوا ہے اس لیے ہر شخص تیرے جیسے ہادی یا راہنما کا انتظار کر رہا ہے جو اُمت کی کشتی کو پار لگا دے)

چڑھ چناں تے کر رشنائی ذکر کریندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہو
تیرے جیہے چن کئی سے چڑھدے، سانوں سجناں باجھ ہنیرا ہو
جتھے چن اساڈا چڑھدا ، اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ہوا

اے فقر کے چاند (انسانِ کامل، فقیر کامل) تو جلد طلوع (ظاہر) ہو کر اس ظلمت کدہ کو اللہ کے نور سے منور کر دے۔ طالبانِ مولیٰ اور مومنین تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مصنوعی چاند تیرا روپ دھار کر طلوع ہو چکے ہیں اور اُمت کو دھوکہ دے چکے ہیں لیکن تیرے بغیر اے محبوب دنیا ظلمت کدہ ہے۔ جہاں ہمارا چاند (محبوب) طلوع ہو گا وہاں دوسرے (مصنوعی) چاندوں کی روشنی جو اصل میں ظلمت ہے ختم ہو جائے گی اور یہ جو دھوکہ باز راہنما بن کر اُمت کو دھوکہ دے رہے ہیں، بھاگ جائیں گے۔

دوسری شرح اِن القاب کی یہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر چکے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار سے ہر لمحہ فیضِ فقر جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی

Marfat.com

زندگی میں چار نکاح فرمائے۔

1. آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیوی حضرت مخدوم برہان الدین احمد ساکن لنگر مخدوم والا ضلع جھنگ کے خاندان سے تھیں۔ حضرت مخدوم برہان الدین احمد سلسلہ سہروردیہ سے صاحب ارشاد تھے ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور دوسری روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے صاحبزادے تھے۔ (تذکرہ اولیائے جھنگ)

- دوسری بیوی اپنی ہم کفو یعنی قوم اعوان سے تھیں۔
- تیسری بیوی بھی قریبی رشتہ دار تھیں۔
- چوتھی بیوی ملتان کے ایک ہندو ساہوکار خاندان سے تھیں جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو کر آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس واقعہ کو صاحبِ مناقب سلطانی نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لے گئے اور دعوتِ قبور کیلئے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر سوار ہوئے۔ پہلے تو قبر جنبش میں آئی لیکن فی الفور پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے بہاؤالدین یہ ہمارا محبوب ہے اس سے الفت کرنا۔ جو کچھ یہ کہے بجالانا پس حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور فرمایا جو حکم ہو فرمائیں تا کہ میں بجالاؤں۔ اس حالتِ جذبہ میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار اصرار کیا گیا تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شہر میں سے ایک پاکیزہ (سعید) آدمی کا بازو دو۔ اتنا کہہ کر اس مستی اور جذبہ کی حالت میں مزار مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب ظہر کی نماز کیلئے دریا کے کنارے پر وضو کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کنواری نوجوان عورت جوتے ہاتھ میں لئے کھڑی ہے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا! تو کون ہے؟ عرض کیا کہ فلاں ساہوکار کی

Marfat.com

لڑکی ہوں جب آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا (رحمتہ اللہ علیہ) کے مقبرہ مبارک میں گئے اور وہاں سے نکلے تو میں اسی وقت مسلمان ہوگئی کیونکہ حضرت بہاؤالدین زکریا (رحمتہ اللہ علیہ) نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت کرنے بلکہ لونڈی ہونے کا حکم دیا ہے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی جگہ نزدیکی گاؤں میں لوگوں کی موجودگی میں ان سے نکاح فرمایا۔

سلطان العارفین کی اولاد

"مناقبِ سلطانی" میں سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی ہے جو اس طرح ہے:

- حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان ولی محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان لطیف محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان صالح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان اسحاق محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان شریف محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت سلطان حیات محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے "مراتِ سلطانی باھو نامہ کامل" میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی مائی رحمت خاتون بھی تھیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے تمام صاحبزادگان میں سے صرف تین صاحبزادوں حضرت سلطان نور محمد رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سلطان ولی محمد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سلطان لطیف محمد رحمتہ اللہ علیہ سے اولاد کا سلسلہ چلا جبکہ باقی صاحبزادگان لاولد فوت ہوئے اور ایک صاحبزادہ سلطان حیات محمد صاحب کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔

Marfat.com

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزار مبارک کو چھوڑ کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر علاقہ گڑانگ فتح خاں چلے گئے جو ڈیرہ غازی خان میں وھوا کے قریب ہے اور وہیں رہائش اختیار کی اور سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بیس سال بعد واپس تشریف لائے اور یہیں وفات پائی اور مزارِ مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لیہ میں آباد ہے۔

دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ آخری سفر میں ڈیرہ غازی خان (اب رحیم یار خان) کے قریب شہر مرٹہ میں حضرت غیاث الدین تیغ ہراں عادل غازی شہید کی خانقاہ کے قریب وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد چاہ سمندری (پرانا دربار سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ)؛ موجودہ دربار شریف، احمد پور شرقیہ اور رحیم یار خان کے آس پاس آباد ہے۔ آپ کی اولاد ہی سے تمام سجادہ نشین مقرر ہوئے اور زمین اور جائیداد کے وارث ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے اور بعض نے سیاست کے میدان میں بھی بڑا نام کمایا۔ میرے مرشد پاک کا سلسلہ نسب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کے واسطہ سے حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

سلطان لطیف محمد رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد بہت تھوڑی تعداد میں سبزل کوٹ (صادق آباد) میں آباد رہی۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تنگدستی میں وقت گزارا اور بالآخر ان کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ اب صرف دو صاحبزادوں سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد سے اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔

منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کے متعلق ذکر کرنے سے پہلے امانتِ الٰہیہ اور خلافت کے متعلق تفصیل بیان کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

امانت الٰہیہ کی منتقلی

امانتِ الٰہیہ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

امانت الٰہیہ کیا ہے؟

"ہم نے بارِ امانت (امانتِ الٰہیہ) کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا"۔ (الاحزاب 72)

فقراء کاملین کے نزدیک اس امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت اسمِ ذات یعنی امانتِ فقر (امانت الٰہیہ) ہے۔

جس انسان میں امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر منتقل ہونا ہوتی ہے وہ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔) کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

جب طالب یا سالک فقر کی انتہا بقاباللہ پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر "انسانِ کامل" کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔
اس کائنات کے کامل ترین انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور باقی لوگ حسب مراتب تقریب رکھتے ہیں"۔ (عین الفقر)

انسانِ کامل ہی امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے "جمعیت جو کہ لطفِ رحمٰن ہے انسانِ کامل کے نصیب ہوتی ہے کامل انسان صرف انبیاء اور فقراء ہیں۔ (فضل اللقاء)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اُس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔"

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ

Marfat.com

ذات وصفات واسماء وافعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "مراۃ العارفین" میں فرماتے ہیں:

"پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ میں اور اسما انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے انسانِ کامل تمام صفات وذات کیلئے مجمل اور مفصل ہے"۔

فقر کی اسی منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرت کبریا کے عشق کی توفیق نہیں، پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرت کبریا کے انوارِ تجلی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی "عین" ہے اور ہم تمہاری "عین" ہیں حقیقت میں تو ہماری "حقیقت" ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور "ھُو" میں "سرِ یاھُو" ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یہاں ھُو سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور یاھُو سے مراد "حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" ہے اور "سر" سے مراد تکمیلِ باطن وصالِ الٰہی ہے یعنی مقام فنا فی اللہ بقا باللہ ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر "اماتتِ الٰہیہ" کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

عقلِ بیدار میں انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں: "انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم ومسمیٰ کا گنج ومعمہ ہے۔"

Marfat.com

یہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے۔ انسانِ کامل "اسم ()اور مسمّٰی" (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہ کو حل کر کے پہنچا جا سکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو جاننا بھی ایک معمہ ہے اور جو اس معمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔

علامہ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

"چونکہ اسم ذات جامع جمیع صفات ومنبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات ورب الارباب کہلاتا ہے اور اسکا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحت امر وقربِ فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے"

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اور ہر امر (چیز) کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امام مبین میں۔

اس آیت میں امام مبین سے مراد "انسانِ کامل" ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان واندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ ابنِ عربی انسانِ کامل کے مقام کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"چونکہ اسم ذات جامع جمیع صفات ومنبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و ربّ الاربابّ کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے۔ وہ

Marfat.com

بالکل بے ارادہ تحتِ امر وقرب وفرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسکے توسط سے کرتا ہے"۔ (فصوص الحکم صفحہ نمبر 232 ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور)

حضرت شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ اسم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور صورۃً ولفظاً عالمِ صورت والفاظ سے ہے۔ جمیع حقائق کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولی کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔"

(تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۱۴۱)

حضرت سید عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

"وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ ان کمالات میں منفرد ہیں آپ انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء واولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں: "انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور مِلک واصالت اسماء ذاتی وصفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اس کیلئے ممکن کہ سوائے اسم کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے

Marfat.com

اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل اپنے اسماء صفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔ یہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہے یہی معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے:

ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔

آپ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انسانِ کامل قطبِ عالم ہے جس کے گرد اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتداء ہوئی اس وقت سے لے کر ابدالاباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا اس کا اصلی نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ ہے اور اس کا لقب شمس الدین ہے، پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔

"حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اُس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔" (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ "فصوص الحکم" میں بیان کرتے ہیں: ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔

پس ازل سے ابد تک انسانِ کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحبِ لولاک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے

Marfat.com

تمام رسولوں، نبیوں، خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختمِ نبوت کے بعد غوث، قطب، ابدال، اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔
(شرح فصوص الحکم والایقان)

حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسانِ کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمُّ الکتاب ہے' باعتبار قلب کے لوحِ محفوظ ہے' باعتبار اپنے نفس کے محو و اثبات کی کتاب ہے۔ انسانِ کامل ہی صحفِ مکرمہ اور یہی وہ کتاب مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی۔ اس کے اسرار و معانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔
(سرّ دلبراں، ناشر الفیصل ناشران کتب لاہور)

مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی "امانت" (امانتِ الٰہیہ) بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔" (مثنوی مولانا روم دفتر سوم)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِذن کے بغیر کسی انسان کو امانتِ الٰہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خزانہ فقر خاتونِ جنت حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فقر کی پہلی سلطان (سلطان الفقر اوّل) ہیں۔ یہی خزانہ فقر بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوا جن سے سلاسل کا آغاز ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر حسنین کریمین ؓ کو منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا پھر خزانہ فقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا۔ اب جب بھی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ

Marfat.com

وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کرتے ہیں اور پھر وہاں سے اُسے امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانہ فقر کے مختارِ کل صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانتِ الٰہیہ کا حامل، جسے صاحبِ مسمّٰی مرشد کہا جاتا ہے ہی مرشدِ کامل اکمل نور الھدیٰ ہوتا ہے۔ اگر طالب کو ایسا مرشد مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دِن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم "ھُو" عطا کر دیتا ہے اور اسمِ ذات تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔ اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن پکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے۔ سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔

یہی انسانِ کامل صاحبِ مسمّٰی مُرشد کامل اکمل نور الھدیٰ حاملِ امانتِ الٰہیہ اور خزانہ فقر کا مالک اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اس کی تلاش اور غلامی فقراء نے فرض قرار دی ہے اس لیے طالبِ مولیٰ پر اس کی تلاش فرض ہے۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ منتقلی امانتِ الٰہیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

مجھے کوئی ایسا طالبِ مولیٰ زندگی میں نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ لیکر آیا ہو بلکہ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی نفسانی دنیاوی اور ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے آیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں تیس سال تک اس طالبِ حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ الٰہیہ منتقل کرسکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔ (امیر الکونین)

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

میں ایسے ہی طالبِ مولیٰ کا خواہش مند ہوں اور ایک کامل مرشد کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات سے واقف ہوں۔

میں سالہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الٰہی کے لائق ہولیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں: سالہا سال سے میں طالبانِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے وسیع حوصلے اور ہمت والا لائقِ تلقین طالبِ صادق نہیں ملا جسے معرفت و توحیدِ الٰہی کے ظاہری و باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (ورثہ فقر۔ امانتِ الٰہیہ) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الٰہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑا لوں۔ (باب شرح فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اوپر حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت سلطان العارفینؒ کو اپنی زندگی میں کوئی ایسا طالب نہ ملا جس کو امانتِ الٰہیہ منتقل کی جا سکتی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ امانتِ الٰہیہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے۔

اس امانت کو بعد از وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبِ حق سلطان التارکین حضرت سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل کیا۔

سیّد محمد عبد اللہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1186ھ (2 دسمبر 1772ء) جمعۃ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پدرانہ شجرہ نسب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے جبکہ والدہ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امام سیّد محمد تقی علیہ السلام کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک جا پہنچتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سیّد عبد الرحمن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سیّد عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا ہیں۔ سیّد عبد اللہ شاہ کے دادا سیّد عبد العزیز 1696ء میں دہلی سے بغداد تشریف

Marfat.com

لے گئے پھر 1698ء میں مدینہ منتقل ہوئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی بچپن سے ہی نورِ حق سے درخشاں تھی، جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوانہ ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی عباداتِ الٰہی سے خصوصی شغف تھا۔ 12 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کر لیا۔

والدین کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر بار چھوڑ کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام وقت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اور عبادات میں مصروف رہتے۔ عرصہ چھ سال کی خدمت اور غلامی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیدار کی نعمت عطا کی اور پوچھا "تو اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتا ہے"؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے" اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "فقر کے لیے تجھے ہند سلطان العارفین سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس جانا ہوگا"۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مستفید فرمایا اور پوچھا کہ "اس خدمت کے بدلہ میں کیا چاہتے ہو؟" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "تجھے فقر سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) سے ہی ملے گا" اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تو اس علاقے کی زبان اور رسم رواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "ہم تجھے اپنے محبوب شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری رہنمائی کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب ان کی ذمہ داری ہے۔

خواب سے بیدار ہوتے ہی سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ حکم کے مطابق بغداد شریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار مبارک پر پہنچے اور وہاں سے اُن کی باطنی رہنمائی میں تمام سروری قادری مشائخ کے مزارات سے ترتیب وار فیض حاصل کرتے ہوئے جھنگ پاکستان حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر 1825ء میں پہنچے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے باطنی طور پر انہیں امانتِ فقر منتقل فرمائی۔ حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے مزار حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر ہی رہائش اختیار کر لی جہاں چھ ماہ تک حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر حکم دیا کہ احمد پور شرقیہ میں رہائش اختیار کر کے طالبانِ مولیٰ کی راہِ فقر پر راہنمائی کریں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکم پر عمل کیا۔

احمد پور شرقیہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معتقدین میں نواب بہاول خان سوئم بھی شامل تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بارگاہ سے سلطان التارکین کا لقب عطا ہوا۔ 29 رمضان المبارک 1276ھ (20 اپریل 1860ء) میں اپنے وصال سے قبل حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ فقر اپنے سب سے صادق اور لائق طالب اور دل کے محرم حضرت پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک فتانی چوک احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور (پنجاب) پاکستان میں ہے۔

راہِ فقر میں خلافت سے مراد مرشد کامل نور الہدیٰ (انسانِ کامل) کا مختلف سالکین کی تربیت فرما کر اور انہیں اپنی کسی ایک صفت یا چند صفات سے متصف فرما کر خلقِ خدا کو تلقین کے لیے مختلف جگہوں یا علاقوں میں متعین کرنا ہے۔ ان کو خلیفہ، جس کی جمع خلفاء

Marfat.com

ہے، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اصل ہدایت کا منبع تو امانتِ الٰہیہ کا حامل "انسانِ کامل" ہی ہوتا ہے۔ یہ ان کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ خلافت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سالک فنا فی اللہ یا بقا باللہ ہی کے مقام پر فائز ہو بلکہ ضرورت کے مطابق اس کی تربیت کر کے اسے اس کی ڈیوٹی پر متعین کر دیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل اور اس کے خلفاء کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کریں ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر علاقے کا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے، اصل کرنٹ اور بجلی تو بجلی گھر سے آ رہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اسے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت تو مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی ہوتی ہے جو خلفاء کے قلوب سے منعکس ہو کر سالکین تک پہنچتی ہے۔ خلافت میں کسی غلطی پر باطنی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کے قلب سے جو نور خلیفہ کے قلب میں آ رہا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے یا کسی غلطی سے رجعت ہو جاتی ہے لیکن انسانِ کامل چونکہ خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور محبوبیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس لیے اس کی قوت سلب نہیں ہوتی یا اسے رجعت نہیں ہوتی۔ سلسلہ سروری قادری میں خلافت بہت کم عطا کی جاتی ہے۔ اس میں مرشد کامل اکمل چونکہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز اور امانتِ الٰہیہ یعنی تصورِ اسم ذات کا حامل ہوتا ہے اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اس کی محفل میں رہ کر "اسم ذات" کا تصور کرنا ضروری ہے کیونکہ خلفاء سے وہ چیز عطا نہیں ہو سکتی جو اسے یہاں سے بلاواسطہ عطا ہو جائے گی۔ البتہ مرشد کامل نور الہدیٰ کے ظاہری وصال کے بعد خلفا کی باطنی قوت کئی گنا تک بڑھ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر انسانِ کامل ایک ہی جگہ دوبار ظاہر نہیں ہوتا اور پھر سالکین کو اس کی پہچان نئی جگہ پر کافی دیر کے بعد ہوتی ہے۔

اسی طرح سجادہ نشینی یا گدی نشینی کی اصطلاح آج کل عام ہو گئی ہے اور عام طور پر لوگ اسی کو اہلِ مزار کا روحانی اور باطنی جانشین یا نائب سمجھتے ہیں جو گدی پر بیٹھا ہو۔

Marfat.com

انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی اسی طرح سجادہ نشینی یا گدی نشینی کی اصطلاح آج کل عام ہوگئی ہے اور عام طور پر لوگ اسی کو اہلِ مزار کا روحانی اور باطنی جانشین یا نائب سمجھتے ہیں جو گدی پر بیٹھا ہو۔ انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی نشین اہلِ مزار کا عام طور پر روحانی اور باطنی نائب یا جانشین ہی ہوا کرتا تھا لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس عظیم خانقاہی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اس کو وراثت میں شامل کر دیا۔ اب قانونِ وراثت کے تحت دوسری جائیداد کی طرح بطور وراثت گدی یا سجادہ نشینی ملتی ہے خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اہلِ مزار اپنے وصال سے قبل اپنے دل کے محرم یا روحانی یا باطنی جانشین کو گدی نشین مقرر کر دے تو عدالت کے ذریعہ چند ماہ کے اندر اندر اسے بے دخل کر دیا جائے گا اور گدی یا سجادہ نشینی اولاد کو بطور وراثت منتقل ہو جائے گی۔ عدالتوں کے اندر گدی یا سجادہ نشینی کی جنگ اکثر لوگوں نے دیکھی ہوگی یا اخبارات میں پڑھی ہوگی بلکہ اب تو اس کے حصول کے لیے قتل و غارت گری تک نوبت آگئی ہے کیونکہ گدی کے ساتھ جائیداد اور مزار کی آمدن منسلک ہوتی ہے اور اب تو گدی کی وجہ سے سیاست میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگوں نے فیض پایا اور صاحبِ حال ہوئے لیکن ہم اِس ضمن میں صرف اُن خلفاء کا ذکر کریں گے جنہوں نے براہِ راست آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

ایک مرتبہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کی غرض سے پنجاب میں دامانِ کوہ مغربی جبل اسود تشریف لے گئے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹے سے بچے کو گائے چراتے ہوئے دیکھا۔ اس بچہ کے فیضِ ازلی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو جنبش دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نگاہ سے اسے مجذوب الی اللہ کر دیا۔ نور نے بچے کے جسمِ مطہرہ کو منور کر دیا اور پھر وہ بچہ پروانہ وار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے گرد فدا ہونے لگا اس بچہ کا نام سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک اپنے مرشد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اس کے بعد شرف خلافت سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ ان کا مزار مبارک جبل اسود کے دامن میں ڈیرہ غازی خان کے نزدیک قصبہ "وھوآ" میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے اور آپ کے دربار کو "سلطان صاحب کا دربار" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت نورنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے فیض کو عام کرنے کیلئے ہزاروں لوگوں کو تلقین وارشاد سے مشرف فرمایا اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے فیضِ روحانی جاری ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک بار سیر وسیاحت کرنے اور فیضِ روحانی کو عام کرتے ہوئے علاقہ سنگھڑ کے قصبہ جنگ میں تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ اتفاقاً ایک بچہ جس کا نام لعل شاہ تھا اور عمر سات آٹھ سال تھی مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔ اس بچے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک کا ایسا اثر ہوا کہ اس میں جذبہ عشقِ الٰہی پیدا ہو گیا اور وہ ساری رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا نہ گھر گیا اور نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوا۔ اس بچے کے وارث جب تلاش کرتے ہوئے صبح مسجد آئے تو اُسے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پایا۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ بچے کو گھر لے جائیں مگر وہ بچہ کسی طرح بھی گھر جانے پر راضی نہ ہوا۔ لوگوں نے جا کر لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بڈھن شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو بڈھن شاہ اپنے مریدوں اور دیگر معزز دوستوں کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی "حضرت اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں بہت پریشان ہے"۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بڈھن شاہ سے فرمایا کہ یہ بچہ تمہاری ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیبہ میرے سپرد فرمایا ہے لہٰذا اس بچے کی روحانی تربیت اب میری ذمہ داری ہے۔ یہ

Marfat.com

سن کر بڈھن شاہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا حضرت! لعل شاہ اب آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہے۔ شیخ بڈھن شاہ امیر کبیر پیروں کے خاندان سے تھا اس نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اور لعل شاہ صاحب اور پہلی بیوی (لعل شاہ صاحب کی والدہ) کو لاوارثوں کی طرح رکھا ہوا تھا اور ان ماں بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جب لعل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کو معلوم ہوا تو اس پاک باز عورت نے حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ لعل شاہ میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور اسی کی امید پر جی رہی ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اجازت فرمائیں باپردہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اور اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہی رہوں۔ شیخ بڈھن شاہ نے بھی اپنی پہلی بیوی کو پردہ میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وہ باپردہ خاتون گھر میں ہی بیٹھی رہے اور بے پردہ ہو کر باہر نہ آئے۔ اس عورت نے جب یہ سنا تو زاروقطار رونے لگی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت مجھے کیوں فیض اور نعمتِ ازلی سے محروم رکھتے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ جیسے سخی اور فیاض کے فیض سے میں کیوں محروم رہوں۔ یہ سن کر حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے توجہ کی اور اسے گھر بیٹھے بیٹھے نواز دیا۔ یہ مائی صاحبہ اتنی صاحبِ حال ہو گئیں کہ کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتی تھیں اگر کبھی روٹی پکانی پڑ جاتی تو توے پر روٹی ڈال کر سکر و مستی میں چلی جاتیں اور روٹی توے پر جل جاتی۔

حضرت سلطان العارفین لعل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اسی وقت اپنے خادم، جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ رہتا تھا، سے فرمایا کہ میرا وضو کا لوٹا، جائے نماز اور مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو۔ لعل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کے بعد تیس سال تک حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے اور اس ساری مدت میں ان کی کُل متاع ایک سیاہ کمبل تھا جو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوڑھ لیتے۔ جب تیس سال کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے خلافت عطا کر کے رخصت فرمایا اور گھر

Marfat.com

تشریف لے گئے تو بدستور اسی سیاہ کمبل کا لباس زیب تن فرمائے رکھا صرف سوتی کپڑے کی ایک پگڑی کا اضافہ فرمالیا۔ اپنے وطن سنگھڑہ میں قیام فرما کر تلقین وارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں وصال فرمایا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

دو سیب دو بیٹے

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک بار بھکر تشریف لے گئے وہاں حضرت شعلی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھے ان کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی۔ سلطان طیب کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے۔ اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو سیب پڑے تھے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سیب سلطان طیب کو دے دیئے اور ارشاد فرمایا اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دیدو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا ان میں سے ایک تو تمہارے کام کا ہوگا اور ایک ہمارے کام کا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کو دو فرزند عطا کیے۔ ایک کا نام انہوں نے سلطان عبد اور دوسرے کا سلطان سوہارا رکھا۔ سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے۔ جب حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ اُن کے خلیفہ نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی حاجات عرض کی ہیں تو انہیں اپنے مرید پر سخت رنج اور غصہ آیا اور اپنے خلیفہ کا سارا فیض اور باطنی نعمت سلب کر لی اور سلطان طیب گونگے لنگڑے ہو کر گھر میں پڑ رہے۔ جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کا حال معلوم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت ناراض ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید سلطان طیب کو پہلے سے ساٹھ گنا زیادہ فیض اور نعمت عطا فرمائیں۔

Marfat.com

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اہم خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ عشقِ مرشد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بہت کم معلوم ہیں۔ "مناقبِ سلطانی" سے صرف اتنا معلوم ہے کہ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھکر تشریف لے گئے اور بھکر کے نواح میں سیر کیلئے نکلے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "حمید! اس ٹیلے سے جلدی نیچے اُترو یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔"

بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگے کاش میرے پاس دنیا کی دولت ہوتی تو آج میں بھی اپنے مرشد اور ہادی کا بستر ریشم اور مخمل کا بنواتا۔ میری غربت کی وجہ سے میرے مرشد کا جسم خاک آلود ہوا ہے۔ اتنے میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اس کے زانو سے اٹھایا اور فرمایا حمید! تو نے کیا خیال کیا؟ انہوں نے عرض کر دیا۔

فرمایا! آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے جس میں ایک خوبصورت مجلس آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کر لو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے اور نرم زبان سے اپنے سے دور رہنے کو کہا اور کہا کہ یہ ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اسی اثنا میں مراقبہ سے سر اٹھایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا حمید تو نے

Marfat.com

کیا دیکھا؟ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تو جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کر رہا تھا' یہ ہی دنیا تھی کیوں اسے قبول نہ کیا؟ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا! حضور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال و دولت نہیں چاہتا۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا" فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا" اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ سلطان حمید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چول پر میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد محمد موسیٰ شاہ ہے لیکن موسن شاہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سیّد عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

سیّد موسیٰ شاہؒ بن سیّد عابدؒ بن سیّد عبدالجلیلؒ بن سیّد کمال الدین شاہ بن سیّد مبارک شاہ بغدادی عادل پوری بن سیّد حسین دہلوی بن سیّد محمد مکی العربی بن سیّد یونس بن سیّد احمد بن سیّد جعفر بن سیّد عبدالقادر ثانی بن سیّد ابونعمان بن سیّد حمید الدین بن سیّد عبد الجلیلؒ بن سیّد عبدالجبارؒ بن غوث الاعظم محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانیؓ۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ گھوٹکی کے رہائشی تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد سیّد عابد رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کم عمری میں ہی وفات پا چکے تھے۔ ایک کمہار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی غرض سے پنجاب گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی اس کمہار کے ہمراہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے حصولِ علم کی تلقین کی اور ان کی والدہ محترمہ کو نصیحت بھیجی کہ اس کمسن بچے کو پہلے ظاہری علوم کی تکمیل کرائیں

Marfat.com

اور پھر میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے گئے اور حصولِ علم کے بعد دوبارہ اسی درویش کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور زیارت کو آئے لیکن اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے ایک روز قبل اپنی انگشت مبارک سے "اسم" لکھا اور اپنے فرزندوں کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ جنوب کی طرف سے موسن شاہ آ رہے ہیں اُن کو دے دیں۔ موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی اس "اسمِ ذات" کو دیکھا کامل و مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو پانی میں حل کیا اور پی لیا۔ ایک اندازہ کے مطابق سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں تقریباً ایک لاکھ لوگوں کو فیض سے نوازا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور فیض کی بدولت سندھ سے بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا۔ صوبہ سندھ میں روہڑی اور گھوٹکی کے درمیان لوصاحبان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرکز بنایا اور 1148ھ (1735ء) میں یہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی اب یہ علاقہ "لوموسن شاہ" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا وصال 8۔ ذوالحجہ 1173ھ (21 جولائی 1760ء) بروز سوموار ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے قریب ہی مرجع خلائق ہے۔

اِن دونوں بھائیوں کے مزارات خوشاب میں "دربارِ شاہاں" کے نام سے مشہور ہیں اور اِن کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں بس اتنا معلوم ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک روایت کے مطابق دونوں بھائی عالمگیر کے لشکر میں تھے۔ عالمگیر اور داراشکوہ کے درمیان جب خوشاب میں جنگ ہوئی اور جنگ کے دوران داراشکوہ کا پلہ بھاری نظر آنے لگا تو اُس موقعہ پر عالمگیر نے دونوں بھائیوں سے دعا کی التجا کی دونوں بھائیوں کی دعا سے عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی مگر اس واقعہ کے بعد دونوں بھائی لشکر میں نہ رہ سکے اور خوشاب میں ہی رہائش اختیار کر لی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ قندھار بلوچستان کے علاقہ ڈھاڈر سے سلطان العارفین

Marfat.com

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے اور بیعت اور تلقین حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی صوبہ بلوچستان میں تلقین وارشاد کا آغاز کر دیا تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بلوچستان میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار سبی شہر کے قریب کُرک میں ہے اور اخوند معالی کی زیارت کے نام سے معروف ہے۔ 7

آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کو تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک قندھار (بلوچستان) کے نواح میں ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بلوچستان کے شہر ڈھاڈر میں ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ملتان کے نواح میں دریائے راوی کے مشرقی گاؤں سردار پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گاؤں سردار پور پہنچے تو وہاں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی شیخ جنید قریشی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اعزاز میں دعوت کی۔ شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے جنڈ کے درخت کا پھل جسے عرفِ عام میں سنگری کہتے ہیں اور جو باریک اور لمبا ہوتا ہے اس کا گودا سخت اور سویوں کی طرح ہوتا ہے، پکانے کے لیے درویشوں کے حوالے کیا جب وہ پک گیا تو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف سے سویوں میں تبدیل ہو گیا جب یہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لائی گئیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پاک مٹی اور پاک پانی طلب کیا اور اِن سویوں پر ڈال دیا تو وہ خاک اور پانی چینی اور گھی میں تبدیل ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ جنید

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کو فیض سے نوازا۔ اُن کا مزار مبارک اسی گاؤں سردار پور میں واقع ہے۔

شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ طلبِ حق لے کر سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کو آئے تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ سے "ھُو" کی آواز سنی۔ بڑے شوق اور اشتیاق سے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو موجود نہ پایا پھر حجرہ سے باہر "ھُو" کی آواز سنی تو فوراً دوڑ کر باہر نکلے تو وہاں بھی کوئی نہ تھا پھر سے حجرہ کے اندر سے "ھُو" کی آواز آئی پھر دوڑتے ہوئے حجرہ کے اندر گئے مگر وہی پہلے والی کیفیت تھی۔ حجرہ خالی تھا اسی طرح وہ کئی بار حجرہ کے اندر اور باہر آتے جاتے رہے۔ آخر کار شوقِ دیدار انتہا کو پہنچ گیا' بے قراری میں بے خود ہو گئے تو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیدار کی نعمت عطا فرمائی۔ بیعت فرمایا بعد میں خلافت بھی عطا فرمائی۔ اُن کا مزار اپنے والد شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ واقع ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے عقب میں ہے آپ شریف شاہ ہمدانی دنداشاہ بہاول کے فرزند ہیں۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک دفعہ آئے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے مہربانی فرمائی تو وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ساری زندگی مزار شریف پر ہی گزار دی وہیں محبوب کے قدموں میں 1328ھ کو جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے لعل شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا تھا:

"تو میرا معشوق ہے میں زندگی بھر مزار سے تجھے دیکھتا رہوں گا اور مرنے کے بعد قبر بھی اپنے پاس بنواؤں گا اور قبر میں بھی تا قیامت تجھے دیکھتا رہوں گا۔" (سبحان اللہ)

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔

Marfat.com

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کی تاریخ، ماہ اور سال پر تحقیق:

اس بات پر تقریباً تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ہجری سال کے مطابق تریسٹھ برس تھی۔

سلطان محمد نواز فرماتے ہیں:

دنیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 63 سال گزارے سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے اتنی ہی عمر حاصل رہی۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں تریسٹھ سال تھی، نہ ایک دِن کم نہ ایک دِن زیادہ۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال اور دِن ایک ہی ہے۔

- سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ نے مناقبِ سلطانی میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت کو تو درج نہیں فرمایا البتہ وصال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ اوّل جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا۔

- سیّد احمد سعید ہمدانی "حضرت سلطان باھُوؒ حیات وتعلیمات" میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ شاہجہان کے دور میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان 1628ء کو تخت نشین ہوا اور سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں ہوئی۔ لیکن تاریخِ وصال 1690ء درج کی گئی ہے۔ اپنی کتاب "شمع جمال" میں سالِ ولادت 1627ء اور 1631ء کے درمیان اور سالِ وصال 1690ء جبکہ "احوال ومقامات سلطان باھُوؒ" میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال 1691ء (1102ھ) تحریر کرتے ہیں۔

Marfat.com

فقیر نور محمد کلاچوی نے مخزن الاسرار میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ تحریر کیا ہے۔ نور الہدیٰ کلاں کے ترجمہ میں بھی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ شب جمعہ درج کی ہے۔

سید امیر خان نیازی' جو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم ہیں، نے اپنے تراجم محک الفقر کلاں، شمس العارفین، عین الفقر، کلید التوحید کلاں، نور الہدیٰ کلاں میں کتب کے آغاز میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کے مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ درج فرمائی ہے۔

طارق اسماعیل ساگر نے "صاحبِ لولاک" میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال 1691ء درج کیا ہے۔

ڈاکٹر سلطان الطاف علی "مرآتِ سلطانی (باھُو نامہ کامل)" میں سالِ ولادت 1039ھ درج فرما کر ماہِ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں "شعبان المعظم کے اواخر میں یقیناً اسی سال مذکورہ میں ولادت ہوئی کیونکہ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ پینے سے اجتناب فرماتے تھے۔" اگر ان کی اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی بجائے باسٹھ برس سات ماہ اور پانچ دن نکلتی ہے جو بالکل حقائق کے برعکس ہے اور پھر رمضان المبارک میں دودھ نہ پینا شعبان میں ولادت کی کوئی مؤثر دلیل نہیں بنتی۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ شعبان سے قبل کسی ماہ میں پیدا ہوئے ہوں تو پھر بھی رمضان میں دودھ نہیں پئیں گے۔ اگر اُن کی اس بات کو مان لیا جائے تو انہوں نے ایک متفق علیہ مسئلہ کو کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، متنازعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے ان کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات بوقت عصر ہوا۔

Marfat.com

اس بات پر تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی نہ ایک دِن کم اور نہ ایک دِن زیادہ۔ اور تمام سوانح نگار سالِ ولادت 1039ھ پر متفق ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا، اگر 1102ھ میں سے 63 کو منفی کریں تو سالِ ولادت 1039ھ ہی نکلتا ہے۔ اب مسئلہ رہ گیا تاریخِ ولادت اور وقتِ ولادت کا۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت یکم جمادی الثانی 1039ھ کو ہوئی ہوگی تو تب ہی عمر مبارک سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ برس مکمل ہوتی ہے۔ اس لیے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت مبارک یکم جمادی الثانی 1039ھ جمعرات ہوئی اور وصال مبارک یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات ہوا اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کا دِن اور تاریخ ایک ہی ہے اور عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو شور کوٹ میں دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر واقع قلعہ قہر گان میں دفن کیا گیا یہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک 78 سال 1102ھ تا 1180ھ (1691ء۔ 1767ء) تک رہا۔ جب جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے لاہور پر قبضہ کیا تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک پنجاب کے مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی چند ایک فقیر اور خلفاء مزارِ مقدس میں رہتے تھے۔ 1180ھ (1767ء) میں دریا قلعے تک آپہنچا اور اسے گرا دیا اور پھر قبروں تک جا پہنچا۔ فقیروں اور خلفاء نے باقی مزاروں کو نکال لیا اور صندوقوں میں رکھ لیا۔ حضرت سلطان العارفینؒ کا مزار بدستور رہا کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا صندوق نہ مل سکا۔ فقیر اور خلفاء نا امید ہو کر رونے لگے۔ فقیروں اور خلفاء کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہوگا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور اس وقت تک دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی اور حکمتِ غیبی کے

Marfat.com

ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز نقاب پوش شخص ظاہر ہوا۔ اس نے چہرہ پر سے نقاب نہ اٹھائی اور آتے ہی بلا تامل اس مٹی میں سے جو فقیروں اور خلفاء نے کھود رکھی تھی حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا صندوق نکالا۔ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ منتقلی مزار کے متعلق گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا! "وہ نقاب پوش خود حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ تھے"

دریائے چناب کے قریب بستی سمندری میں پیپل کے کنوئیں پر ایک بڑی حویلی کی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھتا بے ہوش ہو جاتا۔ یہاں تک کہ مال مویشی بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ لوگ خوفزدہ ہو کر اس کنوئیں کو ویران کر کے چلے گئے تھے۔ وہ مکان اور حویلی پاک اور منزہ تھی۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا مزار اب پیپل والے کنوئیں کی حویلی میں 'جو ہمارے مقام سے نزدیک ہے' بنایا جائے کیونکہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر اور معین ہے۔ پس درویشوں نے حویلی کے وسط میں جو مذکورہ بالا کنوئیں کے مغرب کی طرف تھی' آپؒ کا مزار بنایا۔ صندوق مبارک زمین کے اندر دفن نہ کیا گیا بلکہ زمین کے اوپر رکھ کر مزار مبارک بنایا گیا۔ اس جگہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار 157 برس (1180 تا 1336ھ۔ 1917ء ۔1767ء) تک رہا۔ حسبِ پیشگوئی حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ دریا پھر دربارِ مقدس و معلیٰ کے قریب آ پہنچا۔ یہ واقعہ 1336ھ کا ہے۔ اس دریا بردی کے وقت سلطان حاجی نور احمد رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین تھے۔ جب دربار شریف کے فقیر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالنے لگے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولادِ پاک کے جتنے مزارات تھے سب کے صندوق مبارک

Marfat.com

ملتے چلے گئے مگر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ انور سے صندوق مبارک بصد کوشش اور بعد از کمال جستجو کے ایک بار پھر نہ مل سکا جس سے تمام حاضرین کو سخت پریشانی ہوئی۔ یوں تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کا ارشادِ گرامی ہے:

باھُوؒ گم قبر گم جثہ گم نام ونشان　　جثہ را با خود برد در لا مکان

مگر چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقِ خدا کی راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے اور ہر ایک کافر اور مومن بے نصیب اور بانصیب زندہ اور مردہ کیلئے فیضِ زماں بنا کر بھیجا ہے' اس نازک دور میں دینی خدمات سرانجام دینے اور مخلوقِ خدا کی راہنمائی کیلئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ اور صحیح جانشین مقرر فرمایا ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لازمی ظہور فرمانا تھا اس وقت کی پوشیدگی میں کوئی مصلحت تھی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضرت سلطان دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اس بے چینی کو دور کر دیا اور اسی مقام سے زمین کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے روز اسی مقام سے علی الصبح زمین کھودنے پر صندوق کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی تو خوشبو کے جلے آنے شروع ہو گئے۔ اس خوشبو کی مثال دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق تو مل گیا مگر کثرتِ خوشبو کے سبب اب وہاں ٹھہرنا محال ہو چکا تھا۔ قبر شریف کے اندر کوئی شخص پورے پندرہ منٹ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بمشکل صندوق باہر نکالنے کا کام سرانجام دیا گیا۔ اس خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے لوگوں کے لباس پھٹتے پھٹ گئے مگر خوشبو ان میں جوں کی توں باقی رہی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک 1336ھ (اکتوبر 1917ء) کو دس محرم سے پہلے پہلے نکال کر وہیں محفوظ رکھا گیا۔ اس دربار شریف سے شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر موجودہ محل شریف کی تعمیر شروع کی گئی اور چھ ماہ کے عرصہ میں محل شریف' مسجد شریف اور اردگرد کے جو متعدد حجرات موجود ہیں' تیار ہو گئے۔ اس محل شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک اپریل 1918ء بروز جمعہ دفن کیا گیا۔

Marfat.com

موجودہ دربار شریف ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف اچھی خاصی آبادی ہے۔ یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر شہر گڑھ مہاراجہ ہے جنوب کی طرف احمد پور سیال، مشرق کی طرف دریائے جہلم اور چناب کو عبور کر کے شہر شور کوٹ اور مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مظفر گڑھ روڈ گزرتی ہے۔ آج کل دربار شریف جانے والے زائرین کو بڑی سہولت ہے کیونکہ دربار شریف تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور اب احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ دونوں طرف سے آنے والے زائرین رات دن میں جب چاہیں دربار شریف پہنچ سکتے ہیں۔ مزار مبارک سے لاکھوں طالبانِ حق فیض پاتے ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ دربار پاک کے اندر داخل ہوتے ہی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس مزار مبارک سے جہاں بھر کو فیض پہنچتا ہے۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی مرادیں پاتے ہیں اور ہزاروں عاشقانِ الٰہی حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سے صاحبِ احوال اور صاحبِ ارشاد و تلقین ہوئے ہیں۔ اس مزار پاک کی لاکھوں کرامات محفوظ ہیں۔

یہ دربار پاک ہر قسم کی بدعت والی رسوم سے بھی پاک اور محفوظ ہے۔ سینکڑوں صاحبِ حال فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ اور دیدار کیلئے معتکف رہتے ہیں۔ مزار پاک کے اندر داخل ہونے کے بعد باہر نکلنے کو دل نہیں چاہتا اور جو اس دربار پر طلبِ حق کا سوال کرتا ہے اسے تو کبھی خالی لوٹایا ہی نہیں جاتا۔

ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جاتا ہے جس میں دور دراز سے لوگ شرکت کرتے ہیں۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت میں غرق تھے اور ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک شہدائے کربلا کا عرس منایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود جاری ہے

Marfat.com

۔عاشورہ محرم کے دس دنوں کے اندر زائرین کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ ہزاروں آرہے ہیں تو ہزاروں زیارت کر کے واپس جارہے ہوتے ہیں۔ عاشورہ کے آخری تین ایام میں تو تعداد لاکھوں سے تجاوز کر جاتی ہے۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر ہر سال دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں لاکھوں لوگ حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔

پیدائشی ولی

سخی سلطان باہو پیدائشی عارف باللہ تھے۔ اوائل عمری میں ہی آپ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ آپ نے ابتدائی باطنی و روحانی تربیت اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی۔ آپ کی پیشانی نورِ حق سے اس قدر منور تھی کی اگر کوئی کافر آپ کے مبارک چہرے پر نظر ڈالتا تو فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔

تلاش مرشد

آپ اپنی کتب میں بیان فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک مرشد کی تلاش میں رہا مگر مجھے اپنے پائے کا مرشد نہ مل سکا۔ یہ اس لیے کہ آپ فقر کے اس اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے جہاں دوسروں کی رسائی بہت مشکل تھی۔ چنانچہ آپ اپنا ایک کشف اپنی کتب میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ دیدارِ الٰہی میں مستغرق شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت سوار نمودار ہوئے جنہوں نے اپنائیت سے آپ کو اپنے قریب کیا اور آگاہ کیا کہ میں علیؓ ابنِ طالبؓ ہوں اور پھر فرمایا کہ آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو۔ پھر ایک لمحے میں آپ نے خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہ میں ابوبکر صدیق، عمر، عثمان غنی اور تمام اہلِ بیت حاضر تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی پہلے ابوبکر صدیق نے آپ پر توجہ فرمائی اور مجلس سے رخصت ہوئے، بعد ازاں عمر اور عثمان غنی بھی توجہ فرمانے کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے ۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا میرے ہاتھ پکڑو اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔ بعد ازاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

آپ کو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا۔ پھر عبدالقادر جیلانی کے حکم پر سخی سلطان باھو نے دہلی میں عبدالرحمن جیلانی دہلوی کے ہاتھ پر ظاہری بیعت کی اور ایک ہی ملاقات میں فقر کی وراثت کی صورت میں اپنا ازلی نصیبا ان سے حاصل کر لیا۔

سلسلہ نسبت

سخی سلطان باھو کا تعلق سلسلہ سروری قادری سے ہے۔ سلسلہ قادری کا آغاز عبدالقادر جیلانی سے ہوا اور اس کی دو شاخیں سروری قادری اور زاہدی قادری ہیں۔ سخی سلطان باھو کا سلسلہ سروری قادری ہے اور آپ سروری قادری طریقہ کو ہی اصل قادری یا کامل قادری تسلیم کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے، ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مرشد صاحبِ اسم اللہ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جس طالب اللہ کو حاضراتِ اسمِ اللہ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ اتنا لا یحتاج و بے نیاز متوکل الی اللہ ہو جاتا ہے کہ اس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہو جاتا ہے۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اس کے پیٹ میں طعام تک نہیں جاتا، بارہ سال کی ریاضت کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی اس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اسے سالک مجذوب یا مجذوب سالک بنا دیتے ہیں اس کے مقابلے میں سروری قادری کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں، سلطان باھو)

آپ سروری قادری مرشد کا مرتبہ یوں بیان فرماتے ہیں: سروری قادری کی ابتداء کیا ہے؟ قادری کامل (سروری قادری) نظر سے یا تصورِ اسمِ اللہ ذات سے یا ضربِ کلمہ طیب سے یا باطنی توجہ سے طالبِ اللہ کو معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق کر کے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ طریقہ قادری میں یہ پہلے ہی روز کا سبق ہے۔ جو مرشد اس سبق کو نہیں

Marfat.com

جاننا اور طالبوں کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ قادری کامل ہرگز نہیں۔ (کلید التوحید کلاں، سلطان باہو) سلطان العارفین سخی سلطان باہو اسی اعلیٰ ترین پائے کے مرشد کامل اکمل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم
زابتداء تا انتہا یکدم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا
تا رسانم روز اول باخدا

ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کا طالب ہے میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ میں اسے ابتدا سے انتہا تک فوراً پہنچا دیتا ہوں۔ اے طالب آ۔ اے طالب آ۔ اے طالب آ تا کہ میں تجھے پہلے ہی دن اللہ تعالیٰ تک پہنچا دوں۔

سلطان الفقر

فقر میں سخی سلطان باہو کا مقام و مرتبہ ہر کسی کے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہے۔ آپ سلطان الفقر پنجم کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ آپ کو وہ خاص روحانی قوت حاصل ہے کہ آپ قبر میں بھی زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام خلقت، کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب کیا بے نصیب، کیا زندہ کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔ (رسالہ روحی شریف، سلطان باہو)

سخی سلطان باہو نے ہر لحہ استغراقِ حق میں مستغرق رہنے کی وجہ سے ظاہری علم حاصل نہیں کیا لیکن پھر بھی آپ نے طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کے لیے ایک سو چالیس کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی تمام کتب علمِ لدنی کا شاہکار ہیں۔ ان کتب کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ انہیں ادب اور اعتقاد سے پڑھنے والے کی مرشدِ کامل اکمل تک راہنمائی ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔اپنی تمام کتب میں آپ نے معرفتِ الٰہی کی منازل طے کرنے کے لیے راہِ فقر اختیار کرنے اور مرشدِ کامل کی زیرِ نگرانی ذکر و تصورِ اسمِ ذات کی تلقین کی ہے۔آپ ذکر و تصورِ اسمِ ذات کو قلب (باطن) کی کلید فرماتے ہیں جس کے ذریعے تزکیہ نفس اور تجلیہ روح کے بعد طالبِ مولیٰ کو دیدارِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے اعلیٰ ترین مقامات عطا ہوتے ہیں۔سخی سلطان باہو فرماتے ہیں کہ میں تیس سال ایسے طالبِ حق کی تلاش میں رہا جسے میں وہاں تک پہنچا سکتا جہاں میں ہوں لیکن مجھے ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔چنانچہ آپ امانتِ فقر کسی کے بھی حوالے کیے بغیر وصال فرما گئے۔

پنجابی کے صوفی شاعر۔جس چیز نے ان کو شہرت دوام بخشی وہ (ابیات باہو) ہے۔اس کے ہر مصرعے کے بعد (ہو) کے آتا ہے۔جو ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔یہ خاص رنگ سخن باہو کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔کہا جاتا ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔آپ کی تمام شاعری تصوف سے مملو ہے۔کرامات باہو جب آپ شورکوٹ میں کاشتکاری کرتے تھے تو افلاس اور ناداری سے تنگ ایک سفید پوش عیال دار سیّد صاحب بزرگوں اور فقیروں کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے تھے کہ کہیں سے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور اس کی دعا سے میری غربت اور تنگدستی دور ہو جائے۔اسی طلب میں وہ ایک فقیر کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کی جان توڑ خدمت کی ایک دن فقیر کو اس کے حال پر رحم آیا اور پوچھا تیری مراد اور حاجت کیا ہے؟ اس سیّد نے عرض کی کہ میرا بڑا بھاری کنبہ ہے اور قرض بہت ہو گیا ہے جوان لڑکیاں اور لڑکے ہیں افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے ان کی شادی بھی نہیں کر سکتا۔ظاہری اسباب ختم ہو چکے ہیں اب تو غیبی مدد کے سوا میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے؟ تب اس فقیر نے کہا کہ میں تجھے ایک مردِ کامل کا پتہ بتا دیتا ہوں سوائے اس کے تیرا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔تو سخی سلطان باہو کے پاس شورکوٹ (جھنگ) چلا جا اور ان کی بارگاہ میں عرض پیش کر۔وہ پریشان حال سیّد صاحب سلطان العارفین کے پاس پہنچ گئے لیکن ان کی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی جب دیکھا کہ آپ کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں

Marfat.com

اور پھر انہیں اردگرد سے پتہ چل چکا تھا کہ لوگ آپ کو فقیر کی حیثیت سے نہیں یہاں تو کسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مایوس ہو کر واپس مڑنے ہی والے تھے کہ سلطان العارفین نے، جو ان کی قلبی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے، ان کو آواز دی۔ آپ کی آواز سن کر ان سیّد صاحب کی کچھ ڈھارس بندھی اور دل میں کہنے لگے کہ اب خود بلایا ہے تو عرض پیش کرنے میں کیا ہرج ہے؟ سیّد صاحب نے قریب آ کر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگذشت سنا دی۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے آپ میرا ہل پکڑ کر کھین میں پیشاب سے فارغ ہو لوں۔ غرض آپ نے پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد وہ ڈھیلا ہاتھ میں لیے سیّد صاحب سے مخاطب ہوئے۔ "شاہ صاحب آپ نے مفت تکلیف اٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہوں"۔ سیّد صاحب کا دل پہلے ہی سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں آ کر بولے کہ ہاں یہ میری سزا ہے کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ سلطان العارفین کو جلال آیا اور اپنی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھتے ہوئے وہ پیشاب والا ڈھیلا زمین پر دے مارا۔ نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ قوم اتے موقوف نہیں کیا سید کیا جٹ آپ کے پیشاب والا ڈھیلا اسی جُتی ہوئی زمین پر دور تک لڑھکتا چلا گیا اور زمین کے جن جن مٹی کے ڈھیلون سے لگتا گیا وہ سونے کے بنتے چلے گئے۔ سیّد صاحب یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور آپ کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب یہ وقت رونے کا نہیں یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے ان سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور آپ کے پاؤں چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔

بچپن ہی میں آپ کے روحانی کمالات کے ظہور سے آئندہ زندگی کی تصویر نمایاں تھی آپ اپنی والدہ ماجدہ قدس سرہا کا دودھ رمضان المبارک میں سحری سے لے کر

Marfat.com

شام تک نہیں پیتے تھے۔ یعنی اپنے والدین کی طرح صائم رہتے تھے جب دایہ آپ کو سیر و تفریح کے لیے گھر سے باہر لے جاتی تو آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر اکثر ہندو لوگ کلمہ طیب پڑھ لیتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز شہر کے تمام ہندو اکٹھے ہو کر آپ کے والد ماجد بازید محمد قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دایہ آپ کے فرزند ارجمند کو وقت بے وقت باہر لانے سے ہمارے دین کا سخت نقصان کرتی ہے آپ مہربانی فرما کر اپنے برخوردار کے لیے سیر و تفریح کا وقت مقرر کر دیں ہم اپنے دین کی حفاظت کے لیے منادی کرنے والے ملازم رکھ لیں گے آپ نے ان کی درخواست منظور فرما لی چنانچہ ہندوؤں نے اس کام کے لیے نوکر مقرر کر لیے اور انہیں تاکید کر دی کہ جس وقت بازید محمد قدس سرہ کا صاحبزادہ محمد باہو قدس رہ گھر سے باہر تشریف لائے فوراً با آواز بلند منادی کر دیں ہ جب نوکر منادی کرتے تو ہندو لوگ فوراً اپنے دکانوں یا مکانوں کے اندر گھس جاتے۔

سلطان الاولیاء امام الاتقیا شیخ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سلطان شیخ غلام باہو قدس سرہ کی زبان درفشاں سے خاص وقتوں میں جب کہ آپ اسرار بیان فرمایا کرتے تھے۔ یہ سنا کہ شروع سے لر کر آخر تک سلطان العارفین سلطان باہو کی نگاہ مبارک جس غیر مسلم پر پڑی وہ فوراً کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ سبحان اللہ یہ کتنا بڑا فضل خداوندی ہے کہ اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلیمات کی امت کے اولیاء کی نظر میں اتنی تاثیر کر دی۔ نظر جناندی کیمیا سونا کر دے وٹ رب دیاں دتیاں ذاتاں کیا سید کیا جٹ

بچپن میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے لوگ ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لیے اس کے گھر گئے۔ برہمن نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا بہتر یہی ہے کہ آپ کا کرتا یہاں لے آئیں۔ مریدوں نے ایسا ہی کیا جب اس برہمن طبیب نے کرتا کو دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان سے کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کی یہ کرامات گرد و نواح میں ابھی تک مشہور ہے اور یہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہزاروں خاص و عام دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک۔

Marfat.com

دیکھتے رہیں گے کہ جس وقت لوگ آپ کے مزار مقدس کی زیارت کے لیے خانقاہ شریف کے اندر داخل ہوتے ہیں اور مزار شریف کو دیکھتے ہی بے اختیار ذات الٰہی کے شوق سے رونے لگ جاتے ہیں اور ذکر بہران کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے سینکڑوں بانصیب آدمی صاحب حال زندہ دل صاحب تاثیر ذاکر روحی ہو جاتے ہیں۔ یہ محض کمال اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وسلم کا نتیجہ ہے۔ (کتاب عرفان باہو۔ صفحہ 25)

وصال

آپ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقت عصر ہوا۔ سلطان العارفین سخی سلطان باہو کا مزار مبارک گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ پاکستان میں ہے۔ آپ کا عرس ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔

اقوال حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

مرشد کامل وہ ہے کہ نجس اور پلید اور اہل نفس خراب حال طالب کو ایک ہی نگاہ سے حرص، طمع، تکبر، خود پسندی اور خواہشات سے پاک کردے اور ایک ھی توجہ سے معرفت خداوندی اور دیدار خداوندی تک پہنچا دے،

فرمان حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

اگر تیرا مقصود خانہ کعبہ ھے اور وہ ھزاروں سال کی مسافت پر ھے۔ لیکن عشق تیرا رھبر ھو تو یہ فاصلہ نصف قدم بھی نھیں۔ (امیر الکونین)

اگر خشخاش کے دانے جتنی بھی محبتِ الٰہی نصیب ھو جائے تو یہ مسائلِ فِقہ کی فضیلت اور ستر (۷۰) سال کی پارسائی سے بہتر ھے۔ (عین الفقر)

اپنے دل کو طلبِ الٰھی کے سواھر طلب سے پاک کر کے عشق وَحدت حق کے نور سے روشن کر لے (جب تو ایسا کر لے گا)

Marfat.com

اے جانِ من! تیرا تن مرجائے گا۔ لیکن دل زندہ ہوجائے گا۔ اور تُو سراپا تجلّی بن جائے گا۔ تیری چشمِ دل روشن ہوکر دیدار بین ہوجائے گی۔ اور تو پل بھر میں حق الیقین کے مرتبے پر پہنچ جائے گا۔ (عین الفقر)

اسم اللہ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن مجید اور ہر قسم کی ظاہری عبادات میں مشغول رہے یا عالمِ دین بن کر اہلِ فضلیت بن جائے لیکن اگر تصورِ اسم اللہ ذات اور تصورِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیگانہ رہا تو اُس کی ساری عمر کی ریاضت وعبادت برباد و ضائع ہوگئی۔ (عین الفقر)

جس شخص کے وجود میں ذکر جاری ہوجاتا ھے تو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ھے۔ اور وہ ذِکر اللہ اور اسم اللہٗ ذات کے سوا کسی دوسری چیز کو نھیں دیکھتا۔ اُس کا دِل غنی ہو جاتا ھے۔ (عین الفقر)

اے طالب حق! اپنے دل سے دنیا و آخرت کا غم نکال دے کہ دل تو ایک گھر ہے جس میں اسبابِ زیست کی گنجائش ہے یا خیالِ یار کی۔ (عقل بیدار)

جو نفس روح سے مل جاتا ہے وہ روح بن جاتا ہے اور اللہ کی عبادت اُس کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا گیا: "کہ آپ اللہ کی عبادت کس غرض سے کرتی ہیں؟ جہنم کے خوف سے یا اُمیدِ بہشت میں؟ اُنہوں نے جواب میں التجا کی:۔" خداوندا! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈال دے، اگر میں تیری عبادت اُمیدِ بہشت میں کرتی ہوں تو مجھ پر بہشت حرام کردے اور اگر میں تیری عبادت محض تیری طلب میں کرتی ہوں تو مجھ پر اپنا دیدار و جمال بند نہ کر"۔ (عین الفقر)

نہ میں عالم نہ میں فاضل نہ میں مفتی قاضی ھو
نہ میرا دل دوزخ منگے نہ شوق بہشتی راضی ھو۔
نہ میں ترییے روزے رکھے نہ میں پاک نمازی ھو

Marfat.com

8 باجھ وصال اللہ دے باھو دنیاں کوڑی بازی ھو

سلطان الفقر، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا اس کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 140 ہے۔ ابیاتِ باھو رحمتہ اللہ علیہ جو کہ پنجابی میں ہے، کے علاوہ تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔

سلطان الفقر، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی فارسی کتب کے مترجمین نے اکثر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ اُن کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف خلفاء اور درویشوں کے نسخہ جات ہی ملے ہیں۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم سید امیر خان نیازی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب اسرار القادری کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش لفظ میں لکھی ہے۔ لکھتے ہیں "ایک مترجم کی حیثیت سے میرے لیے سب سے بڑی پریشانی یہی ہے کہ قلمی نسخہ جات میسّر نہیں ہو پاتے تا کہ تقابلی جائزے کے بعد صحیح فارسی متن اخذ کر کے ترجمے کا صحیح حق ادا کیا جا سکے۔ اگر سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے اپنے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا ایک بھی نسخہ مل جائے تو باقیوں کی ضرورت ترجمے کے لیے نہیں رہتی۔ بدقسمتی سے کسی ایک کتاب کا نسخہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود نہیں۔ وہ بھی اس طرح ضائع ہو گئے کہ خلفائے عظام نے انہیں عام کرنے کی بجائے اپنے صندوقوں میں محفوظ کر دیا۔"

اپنی تصنیف "عین الفقر" میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محمد مصطفی عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومرا علمِ ظاہر ہیچ نہ بود۔ از علم حضور است وظاہر و باطن علم چندیں واردات فتوحاتِ کشادہ است کہ دفترہا باید"۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجھے علمِ ظاہر کسی نے نہیں سکھایا کہ ہمیں علمِ حضوری عطا کیا گیا ہے جس کی واردات وفتوحات سے ظاہر و باطن میں اتنا وسیع علم منکشف ہوا ہے کہ جس کے اظہار کے لیے بے شمار دفاتر (کتب) کی ضرورت ہے۔

آپ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے

Marfat.com

اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اُمّی تھے اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی کوئی آیت، حدیث یا تحریر دستیاب نہیں ہے اسی طرح حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کی بھی کوئی تحریر دستیاب نہیں ہو سکتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جو کچھ مکاشفاتِ الٰہیہ سے بیان فرماتے درویش یا خلفاء اسے قلم بند کر لیتے تھے اور وہی نسخہ جات دستیاب ہیں۔ اس لیے اگر سلطان الطاف علی صاحب یا صاحبِ مناقبِ سلطانی یا کسی دوسرے صاحب کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ جن کتب کے تراجم ہوئے ہیں اُن کے نسخہ جات خانوادہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے ورثہ سے ہی مترجمین تک پہنچے ہیں پھر اکثر مترجمین نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخہ جات کا تقابل کر کے ہی اُن کا ترجمہ کیا ہے اس لیے تقریباً دستیاب تمام تراجم میں تعلیمات کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

حضرت سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ نے "مناقبِ سلطانی" میں کتب کی جو فہرست دی ہے وہ بہت کم ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "مناقبِ سلطانی" کی تصنیف کے وقت ہی اکثر و بیشتر کتب زمانہ کی دست برد کی نذر ہو چکی تھیں یا اُن کے پاس موجود نہ تھیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے علوم اور کتب کی اشاعت کیلئے کوئی ادارہ قائم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے ان کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ممکن نہ ہو سکی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں جتنی بھی کوششیں ہوئیں وہ انفرادی تھیں۔ یا پھر ان کتب کے لمبا عرصہ تک پردہء اخفا میں رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ "کیمیائے گنج" نااہلوں سے دور رکھنا چاہتے ہوں یا پھر ان کے ظاہر ہونے کا ایک خاص وقت اور زمانہ مقرر ہو۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آخری زمانہ کی ہدایت کیلئے مصطفی ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی کتب علمِ لدنی کا شاہکار ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی ولی واصل عالم روحانی یا عالمِ قدس شہود میں رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو تو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کیلئے مرشدِ کامل ثابت ہوگا اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہکی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی روحانی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ضرورت کے مطابق آیاتِ قرآنی' احادیث مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں ان کا ذکر ہے وہاں سے اگر ان کو نکال دیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیات قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کا اثر دوچند ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ابیات سلطان باھوؒ (پنجابی) ۲۔دیوانِ باھوؒ (فارسی) ۳۔عین الفقر ۴۔مجالستہ النبیؐ

Marfat.com

۵۔کلید التوحید (کلاں) ۶۔کلید التوحید (خورد) ۷۔شمس العارفین ۸۔امیر الکونین ۹۔تیغ برہنہ ۱۰۔رسالہ روحی شریف ۱۱۔گنج الاسرار ۱۲۔محک الفقر (خورد) ۱۳۔محک الفقر (کلاں) ۱۴۔اسرارِ قادری ۱۵۔اورنگ شاہی ۱۶۔جامع الاسرار ۱۷۔عقلِ بیدار ۱۸۔فضل اللقاء (خورد) ۱۹۔فضل اللقاء (کلاں) ۲۰۔مفتاح العارفین ۲۱۔نور الہدیٰ (خورد) ۲۲۔نور الہدیٰ (کلاں) ۲۳۔توفیقِ ہدایت ۲۴۔قرب دیدار ۲۵۔عین العارفین ۲۶۔کلیدِ جنت ۲۷۔محکم الفقراء ۲۸۔سُلطانُ الوَھم (کلاں) ۲۹۔سُلطانُ الوَھم (خورد) ۳۰۔دیدارِ بخش ۳۱۔کشف الاسرار ۳۲۔محبت الاسرار۔ ۳۳طرفۃ العین

سُلطانُ الوَھم کلاں اور خورد کا نسخہ جیکب آباد (سندھ) میں سیّد سلطان شاہ لائبریری سے 1977 میں دریافت ہوا۔

شمس العارفین دراصل سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموعۃ الفضل، عقلِ بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ، عین نما، اور فضل اللقاء سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہنے ترتیب دی تھی۔ اب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کے نام سے مشہور ہے۔

مناقبِ سلطانی اور شمس العارفین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں۔ (۱) مجموعۃ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوانِ باھوؒ کبیر و صغیر۔ ایک ہی دیوانِ باھوؒ (فارسی) دستیاب ہے یہ یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی واحد پنجابی کتاب جو پنجابی شاعری پر مشتمل ہے ابیاتِ باھوؒ کے نام سے مشہور و دستیاب ہے۔

سلطان العارفین کی تعلیمات

فقر کے لغوی معنی احتیاج کے ہیں۔ عام طور پر اس سے تنگ دستی، غربت و مفلسی

Marfat.com

اور ناداری مراد لی جاتی ہے۔ دینِ اسلام میں "فقر" سے وہ راہ یا وہ طریق مراد ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان سے تمام حجابات کو ہٹا کر بندے کو اللہ کے دیدار اور وصال سے فیض یاب کرتا ہے۔ "فقر" دراصل دینِ اسلام کی حقیقت ہے۔ جو اولیاء کرام اور ہمارے سلف صالحین کا اللہ تک رسائی کا طریقہ رہا ہے لیکن دورِ جدید کے علمائے کرام اور مغرب زدہ طبقہ نے اس طریق اور علم سے ناواقفیت کی بنا پر عوام الناس کی توجہ اس راہ سے ہٹا کر ظاہریت پرستی کی طرف مبذول کرا دی ہے اور عوام روح اور اللہ کے تعلق کو بھلا کر صرف جسمانی اعمال و عبادات میں الجھ گئے ہیں۔ آج مسلمان بھی اس لفظ "فقر" اور اس کی حقیقت سے اتنے ہی ناآشنا ہیں جتنے غیر مسلم۔ حالانکہ ہمارے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقر کو اپنا فخر فرمایا ہے اور اسے بطور خاص اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حساب کمالات اور اوصاف سے نوازا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی کسی خوبی پر فخر نہیں فرمایا۔ صدق پر نہ عدل پر، نہ تقویٰ و صبر پر، نہ سخاوت پر نہ شجاعت پر، نہ ترک نہ توکل پر، نہ فصاحت و بلاغت پر، نہ حسن پر، نہ صادق و امین ہونے پر اور نہ نسب پر حتیٰ کہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کا حبیب ہوں لیکن اس پر فخر نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف اور صرف فقر پر فخر فرمایا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام علومِ دین کا منبع اور سرچشمہ ہیں۔ قرآن و حدیث، فقہ، تمام بنیادی عقائد و عبادات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی اُمت کو حاصل ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی علم کو اپنی ذات سے منسوب نہ فرمایا سوائے فقر کے۔

"فقر" یعنی روح کے اللہ تعالیٰ سے قرب کی وہ انتہا جہاں روح اللہ کا دیدار اور اللہ سے وصال کی تکمیل پاتی ہے معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا اور آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے تحفتاً مانگ لیا۔ چنانچہ ظاہری پاکیزگی کے لیے نماز اور روزوں کا تحفہ ملا اور باطنی پاکیزگی کے لیے فقر کا نور عطا کر کے دیدارِ الٰہی کی راہ اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کھول دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے جب بھی کسی نبی نے دیدارِ الٰہی کی التجا کی تو انہیں "faqr(4)" یعنی "تو ہرگز نہیں دیکھ سکتا" کی صدا سنا پڑی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے وسیلے سے اُن کی اُمت کو اپنے دیدار کی نعمت عطا کی جو اس کائنات کی سب سے اعلیٰ نعمت ہے اور اس لذتِ دیدار سے بڑھ کر اور کوئی لذت نہیں۔ اسی نعمت کے حصول کی خاطر تمام انبیاء نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں شامل ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ کی اسی عنایتِ خاص کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء پر اور اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام امتوں پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مبارک ہے:

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ اور فقر ہی کی بدولت مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت حاصل ہے۔ (عین الفقر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "فقر لوگوں کی نگاہ میں معیوب وحقیر ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حد گراں قدر چیز ہوگی"۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "فقر دنیا میں مومن کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) تحفہ ہے۔"

(مکاشفۃ القلوب، باب فضیلتِ فقراء از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

مزید فرمایا کہ "فقر اس کے اہل کے لیے موجبِ عزت ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیدارِ الٰہی کی نعمتِ فقر کو اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ قرار دیا کیونکہ اس خزانے کو حاصل کرنے والا دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں، آسائشوں اور خزانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جسے تمام خزانوں کا مالک (اللہ) مل جائے

Marfat.com

اسے باقی خزانوں کی کیا ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

فقر کا یہ خزانہ روح کی معراج پر بصورتِ وصالِ حق تعالیٰ بندے کو عطا ہوتا ہے۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب ووصال کی انتہا کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

پھر (اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان) صرف دوکمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔

(اس سے بھی کم فاصلہ) کی تفصیل کوئی نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان قرب کی انتہا کیا تھی البتہ معراج کے بعد نازل ہونے والی کچھ آیات اس قرب ووصال کی انتہائی صورت یعنی یکتائی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (میدان جنگ میں) دشمنوں کو جو کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماریں وہ دراصل (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں بلکہ) اللہ نے ماریں تھیں۔

جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے (درحقیقت) اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

وہ (نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے۔

ایک حدیث قدسی میں بھی بندے کے اللہ سے وصال کی اسی صورت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جب بندہ زائد عبادات سے میرے قریب ہو جاتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ مجھ سے پکڑتا ہے میں اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے بولتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں وہ مجھ سے چلتا ہے۔"

Marfat.com

فقر دراصل روحانیت کی وہ معراج اور کمال ہے جب روح نورانیت اور پاکیزگی کی اس انتہا کو چھو لیتی ہے جہاں وہ اپنے پاک ربّ سے یوں وصال پالیتی ہے جیسے قطرہ سمندر سے مل کر خود سمندر ہو جاتا ہے۔ فقر کی انتہا خود کو اپنے رب کی ذات میں یوں گم کر دینا ہے کہ انسان کا اپنا وجود ختم ہو جائے اور باقی رہے وہ ذات جسے دائمی بقا ہے۔ فقر کے اسی انتہائی مقام پر پہنچ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذاتِ الٰہی کے کامل مظہر بن گئے۔ جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے چہرے کا آئینہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور ہر صفت ان میں منعکس (ظاہر) ہے۔

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فقر (دیدار و وصال الٰہی) مجھ سے ہے۔" یعنی میری ذات ہی 'فقر' ہے۔

"جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا۔"

یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر حاصل کر لیا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ہو گئے۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر کی یہ نعمت فقر کی پہلی سلطان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حاصل کی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی حقیقت تک رسائی حاصل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فاطمہؓ مجھ سے ہے۔" پھر بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں فنا ہو کر حقیقتِ فقر کو پا گئے تو فرمایا "علیؓ مجھ سے ہیں۔" پھر حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ خزانہ عطا ہوا تو فرمایا: "حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں۔" پھر یہ خزانۂ فقر سینہ بہ سینہ اُمت کو منتقل ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر اُمتی جو اُن سے سچا عشق رکھتا ہے اور اُن کے واسطے سے اپنے ربّ سے ملاقات کا خواہاں ہے اس خزانۂ فقر کا وارث ہے۔ جیسا کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

فقر ذوق و شوق اور تسلیم و رضا کا نام ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے اور ہم اس کے وارث ہیں۔

فقر اور شاہی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے وارد اور عطا ہوتے ہیں یہ سب ان کی پاک ذات کی تجلیات ہیں۔

ہر اُمتی اپنی اپنی استعداد اور توفیق کے مطابق راہِ فقر اختیار کر کے روحانیت کی وہ معراج پا سکتا ہے جہاں وہ اپنے رب کا دیدار کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "نماز مومن کی معراج ہے" میں ہر مومن کو معراج کی خوشخبری سنا دی گئی ہے البتہ خواہش اور کوشش اُس کے اپنے ذمہ ہے۔

راہِ فقر ان تمام مومنین کی راہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام نازل کیا اور جن کی راہ اختیار کرنے کی ہم سورۃ فاتحہ میں دعا مانگتے ہیں۔ فقر ہی وہ صراطِ مستقیم ہے جو بندے کو سیدھا اس کے رب سے ملاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فقر کے متعلق فرماتے ہیں:

"جو اہلِ بیت سے محبت کرے اسے جامۂ فقر پہننے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے"۔ (نہج البلاغہ)

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جب اللہ تک معراج نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا:

"اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے اصحاب اور احباب سے کہہ دو اگر میری صحبت چاہتے ہیں تو فقر اختیار کریں۔ جب اُن کا فقر پورا ہو جائے تو وہ نہیں رہتے بجز میرے۔ (رسالۃ الغوثیہ) پھر فرمایا "اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ! جب تم کسی فقیر (وہ انسان جو فقر کی انتہا تک پہنچ جائے) کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ حال ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔" (رسالۃ الغوثیہ)

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی تصنیف سرّ

Marfat.com

الاسرار میں فقر کی تعریف بڑے جامع انداز میں فرماتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "فقر میرا فخر ہے اور میرے لیے باعث افتخار ہے" میں 'فقر' سے مراد وہ فقیری (غربت و افلاس) نہیں جو عوام میں مشہور ہے بلکہ یہاں حقیقی فقر مراد ہے' جس کا مفہوم اللہ کے علاوہ کسی بھی اور کا محتاج نہ ہونا اور اس ذاتِ کریم کے علاوہ تمام لذات ونعم کا بجان ودل ترک کر دینا ہے۔ جب انسان اس مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے تو یہی مقام فنافی اللہ ہے کہ اس ذات وحدہٗ لاشریک کے سوا انسان کے وجود میں کسی اور کا تصور تک باقی نہ رہے اور اس کے دل میں ذات خداوندی کے علاوہ کسی اور کا بسیرا نہ ہو۔"

فقر کے متعلق آپؒ مزید فرماتے ہیں:

شانِ فقر موٹے کپڑے پہننے اور بے مزہ کھانا کھانے میں نہیں۔ شانِ فقر تو تیرے دل کے زُہد اختیار کرنے میں ہے۔ (الفتح الربانی)

فقر وتصوف جدوجہد کا نام ہے اس میں کسی بیہودہ چیز کی آمیزش نہ کر۔ اللہ ہمیں اور تمہیں اس کی توفیق کی ارزانی کرے۔ (فتوح الغیب)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فقر کے متعلق فرماتے ہیں:

فقر ایسی صفت ہے کہ اللہ کی خاص مخلوق کے لیے زیبا ہے۔ (کشف المحجوب)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقر دنیا میں آخرت کے غنا کی چابی ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقر شرف اور بزرگی کی چادر، مرسلین علیہم السلام کا لباس اور صالحین کے اوڑھنے کی چادر ہے۔

فقر حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو

Marfat.com

تصوف اور نہ ہی طریقت کا بلکہ 'فقر' کا نام دیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تر تعلیمات راہِ فقر اور اس سے منسلک مقامات اور افکار سے متعلق ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حقیقتِ فقر ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

جو شخص اللہ اور اس کا دیدار چاہتا ہے وہ فقر اختیار کرے۔ (عین الفقر)

فقر عین ذات پاک ہے۔ (عین الفقر)

فقر دراصل دیدارِ الٰہی کا علم ہے۔ (عین الفقر)

جس نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ کو اختیار کیا' اس نے فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا رفیق بنالیا۔ فقر سے بلند تر اور فخر والا کوئی دوسرا مرتبہ نہیں اور نہ کوئی ہوسکتا ہے۔ فقر ہمیشہ کی زندگی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

فقر کے پاس تمام الٰہی خزانے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خزانے کو زوال ہے اور دنیا خواب و خیال ہے۔ فقر کا خزانہ معرفت اور توحیدِ لازوال ہے۔ جو بعینہٖ وصال ہے۔ دنیاوی لذت چند روزہ ہے۔ آخر معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہی پڑتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

فقر ایک بادشاہ ہے جو خدا کے قرب میں ہونے کی بنا پر دونوں جہان سے بے نیاز ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں کہ وہ ہر وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے مدِ نظر رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

راہِ فقر ہدایت ہے جس کے ہادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (عین الفقر)

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "فقر مجھ سے ہے" راہِ فقر اختیار کرنے والا جب روحانی و باطنی پاکیزگی کی انتہا کو پہنچتا ہے تو اسے روحانی طور پر دیدارِ الٰہی سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ جہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اس کی رہنمائی اور تربیت فرماتے ہیں۔ وہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِ نظر رہتا ہے اور ان کی مجلس جہاں اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور عارفین کی ارواح موجود ہیں' سے باطنی طور پر بلاواسطہ فیض یاب

Marfat.com

ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہیں جہاں دین کی بنیاد کی تکمیل ہوتی ہے۔ باطن میں ان سے اعلیٰ اور کوئی مقام نہیں۔ جب بندے کا دین ان ٹھوس بنیادوں پر استوار ہوگا اور وہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرے گا تو اس کے دین کی عمارت بھی مضبوط اور مکمل ہوگی۔ اسی لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رسائی کو دین کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اس مقام تک رسائی کے بغیر دین بے بنیاد اور کھوکھلا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی مجلس) تک خود کو پہنچا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مکمل دین ہیں اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچتا تو تیرا سارا دین ابولہب کا دین ہے۔ (اقبالؒ)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہوئے، جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے پا پیادہ دوڑے، عرش سے فرش تک دونوں جہان آراستہ کیے گئے، اٹھارہ ہزار عالم کو پیراستہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور جبرائیلں آگے بڑھنے سے رُک گئے، اس سارے اہتمام کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نگاہ ذاتِ حق تعالیٰ سے نہ ہٹائی چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے (بہکی نہیں آپ کی نگاہ نہ حد سے بڑھی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تمام اہتمام پر توجہ نہیں دی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ سلطان الفقر کی لذت سے لطف اندوز ہوئے، فقرِ نورِ الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال سے مشرف ہوکر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے پھر اس سے آگے بڑھ کر مقامِ فقر فنا فی اللہ میں داخل ہوئے، ملاقاتِ فقر سے غرق فنا فی اللہ مع اللہ ذات ہوکر رفیقِ فقر ہوئے اور محبت، معرفت، عشق، شوق، ذوق، علم، حلم، جودو کرم اور خُلق سے متخلق ہوئے جیسا کہ فرمایا گیا ہے (اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو) اس

Marfat.com

طرح کمالِ فقر پر پہنچ کر جب سارا دریائے توحید آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں جمع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زبانِ دُرّ فشاں سے اِس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلسِ صحابیت میں پہنچے اور دریائے فقر سے حقیقتِ فقر موجزن ہوئی تو فقرِ معرفت کے احوال سن کر صحابہ اکرامؓ کی ایک کثیر تعداد فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طلبگار ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ ہر وقت ان فقراء پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور ان سے اپنی نگاہیں نہ ہٹائیں کہ یہ ہر وقت ذکر اللہ میں غرق رہنے والے لوگ ہیں"۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ! اب ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل سے دم بھر کے لیے بھی فارغ نہیں ہوں گے۔ (محک الفقر کلاں)

جان لے کہ فقر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طلب ہے۔ صحابہ اکرامؓ کی طلب ہے اور اولیاء اللہ کی طلب ہے۔ (محک الفقر کلاں)

فقر کی تین اقسام ہیں۔ "اوّل فقر فنائے" "ہے"۔ دوم "فقر بقائے" "ہے"۔ اور سوم "فقر انتہائے" "ہے"۔ جو راہنما ہے۔ فقر اللہ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہے یگانگی اور بیگانگی کا کوئی جوڑ نہیں جب تک فنا حاصل نہ ہو جائے بقا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ (عین الفقر)

فقر کی نظر بھی خزانہ ہوتی ہے اور اس کے قدموں میں بھی خزانہ ہوتا ہے لیکن فقر اس کے باوجود لایحتاج رہتا ہے۔

فقر کی کامل تعریف یہ ہے کہ فقر جملہ مراتب خاص سے بہت آگے کا مرتبہ ہے۔

جان لے کہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفتِ توحید الٰہی سراسر اطاعت و بندگی ہے جبکہ مراتب عزّ و جاہِ دُنیا سراسر مُردار گندگی ہے اور فقیری و درویشی سنتِ انبیا علیہم السلام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اے باھو رحمتہ اللہ علیہ! فقر کو تُو کیا سمجھتا ہے؟ فقر ہر دم لاھوت میں رہنے کا مقام ہے اور اس

Marfat.com

کے لیے دائمی سکوت چاہیے۔

راہ فقر فیضِ ربانی ہے بلکہ فیضِ عام ہے جبکہ راہِ دنیا سراسر مطلق شرک ہے راہِ دنیا کو ترک کر راہِ فقر اختیار کر لے کہ راہِ فقر ہدایت ہے جس کے ہادی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

فقر وحدت کا راز ہے فقر کی نظر ہمیشہ حق پر رہتی ہے خاص الخاص فقر وہ ہے جو ذاتِ حق سے باخبر ہو۔

فقر فیض وفضل اور جود وکرم کا دریا ہے فقر رات دن ذاتِ حق کے سامنے سربسجود رہتا ہے۔

اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! برکاتِ فقر کو ذاتِ حق میں تلاش کر جس چیز کا تعلق غیر حق سے ہو اسے اپنے دل سے نکال دو۔ (محک الفقر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ فقر جہادِ اکبر ہے کہ یہ نفس کے خلاف جہاد ہے یہ جو کفار کے ساتھ جہاد ہے چھوٹا جہاد ہے اور ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے "ہر نبی کا ایک حرفہ (پیشہ، ہنر، کسب) ہے اور میرے دو حرفے ہیں ایک حرفہ فقر کا اور دوسرا جہاد کا جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔" (محک الفقر کلاں)

فقر کیا چیز ہے؟ فقر کسے کہتے ہیں؟ اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ فقر نورِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمام عالم کا ظہور نورِ فقر سے ہوا ہے فقر ہدایت ہے، فقر نورِ حق کی ایک صورت ہے جو اس درجہ خوبصورت ہے کہ دونوں عالم اس کے شیدا اور اس پر فریفتہ ہیں مگر فقر کسی پر توجہ نہیں کرتا مگر حکمِ الٰہی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے۔ (توفیق الہدایت)

فقر فیض وفضل ہے۔ فقر رحمتِ روح ہے۔ فقر لطف ہے، فقر ہدایت ہے، فقر ولایت ہے۔ فقر عنایت ہے، فقر فنا ہے، فقر لقاء ہے، فقر رضا ہے، فقر قضا ہے، فقر قدرت

Marfat.com

ہے، فقر جمیعت ہے، فقر جمال ہے، فقر جلال ہے، فقر علم ہے، فقر سِرِّ اسرار ہے، فقر نورِ حضور ہے، فقر عقلِ کُل ہے، فقر مالک الملک مقربِ رحمٰن ملک سلیمانی کی بادشاہی ہے، فقر گنجِ کیمیا ء کا تصرف ہے، فقر حیات وممات ہے۔ (کشف الاسرار)

جو شخص فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی جانتا ہے وہ جہان سے خالی جاتا ہے ۔(امیر الکونین)

جان لے کہ فقر میں ثابت قدم وہ شخص رہتا ہے جس کی نظر میں اللہ تعالیٰ سے غیبی خزائن کی قدرو قیمت بادشاہِ دنیا کے خزانوں سے کہیں بڑھ کر ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

اے عزیز! راہِ فقر میں اللہ کے سوا تجھے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ تیرے لیے راہزن ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

فقر سے روگردانی وہ شخص کرتا ہے جس کے دِل کو زَر کی زردی نے خجل وخوار کر رکھا ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

فقر جاودانی زندگی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

فقر خدا کا سِرّ ہے۔ (محبت الاسرار)

فقر رحمت ہے اور وحدت کا راز ہے اللہ کا نور ہے فقیر (صاحبِ فقر) کے پاؤں کے نیچے زمین وآسمان کا ہر طبق ہے۔

جو فقر کے مقام کو دیکھ لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے فقر سے ہی فقیر کو وحدت حاصل ہوتی ہے۔

فقر اس نظر کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ فقر اس بات کا نام ہے جو مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے نکلی ہو۔ (مفتاح العارفین)

"راہِ فقر بہت دور ہے اور اس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ جہاں پر فقر کی تکمیل ہوتی ہے نہ تو وہاں پر علم اور تعلیم ہے اور نہ ہی مسائل، قصے کہانیاں ہیں۔ یہ تو بت پرستی کی دنیا ہے۔ (فقیری نہ تو عالمانہ گفتگو میں ہے اور نہ تو مسئلہ مسائل اور قصہ خوانی میں ہے بلکہ یہ تو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق اور غرق فی التوحید ہونے میں ہے) اور فقر کی حقیقت سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو اُس کی لذت چکھی ہو یا سلطان الفقر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو"۔

کچھ لوگ فقر مجبوری کی حالت میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ زندگی میں کچھ حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی زندگی کے کسی شعبہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں اس لیے ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے کسی صاحبِ فقر کی بارگاہ میں پہنچ کر فقر کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔ مقصد ان کا دیدارِ الٰہی نہیں، دنیا ہوتا ہے یا کسی دنیوی پریشانی تکلیف اور بیماری سے گھبرا کر یا جذباتی ہو کر فقر کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یا کسی ولی کامل (صاحبِ فقر) کی وفات کے بعد اس کی خانقاہ کی گدی نشینی اختیار کرنے والے لوگ ہیں عموماً یہ لوگ صاحبِ مزار کی اولاد میں سے ہوتے ہیں ان کو فقر کی ہوا بھی نہیں لگتی مقصدِ زندگی صرف مزار کی آمدنی تک یا صاحبِ مزار کے مریدوں کے نذرانے تک محدود ہوتا ہے یا پھر مشائخ بن کر مقامِ عزّ و جاہ مقصود ہوتا ہے۔ ایسے فقر کو "فقرِ اضطراری" کہتے ہیں۔

وہ طالبانِ حق خواہ وہ بادشاہ، امیر، حاکم، دولت مند، دنیا میں معروف، غیر معروف یا غریب ہوں لیکن صرف دیدارِ الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر فقر اختیار کرتے ہیں اور ان کی طلب دیدارِ الٰہی ہوتا ہے سارا عالم چھوڑ کر کوئے یار کو اپنا بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں "ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے" وہ اللہ سے اللہ کو ہی مانگتے ہیں اس مقصد کے لیے وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور فقیر ہوتے ہیں انہی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔" یہ فقرِ اختیاری ہے۔ فقرِ اختیاری کے لیے دِل کو دنیا، خواہشاتِ دنیا سے بے رغبت کرنا ضروری ہے۔ فقرِ اختیاری اور فقرِ اضطراری میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ فقرِ اضطراری روح کی موت کا باعث بنتا ہے جبکہ فقرِ اختیاری سے روح کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ فقرِ اضطراری والا انسان ذلیل و خوار ہوتا ہے مگر فقرِ اختیاری انسان کو وہ شوکت و قوت عطا کرتا ہے کہ پوری کائنات اس کے

Marfat.com

تصرف میں دے دی جاتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی فقر کو اپنا فخر قرار دیا ہے۔
حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
واضح رہے کہ فقر دو قسم کا ہے ایک اختیاری دوسرا اضطراری۔ فقرِ اختیاری

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے

(فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) ہے اس کے دو مراتب ہیں ایک خانہ دِل کا تصرّف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرّف دوسرے ہدایت، معرفت اور قربِ الٰہی۔ فقرِ اضطراری والا ذر بدر بھیک مانگتا پھرتا ہے (اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی بجائے لوگوں سے مال اکٹھا کرتا ہے) اور عنایتِ حق سے محروم رہتا ہے فقرِ اضطراری ہی فقرِ مُکبّ ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے

میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) فقرِ اختیاری اسم ذات اور قربِ حضور پر مبنی ہے۔ (امیر الکونین)

فقیر (صاحب فقر) دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جنہوں نے شہوت و ہوا کو مار رکھا ہے اور وہ مقرّبِ رحمٰن ہو چکے ہیں یہ لوگ اتنے عظیم الشان مرتبے کے مالک ہیں کہ جس کی شرح بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس قسم کے فقیر کو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فخر ہے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس، ہم دم اور ہم قدم ہوتے ہیں۔ یہ نہ تو کسی سے آرام کا سوال کرتے ہیں اور نہ کسی سے روپے پیسے کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس فقر کی نورانیت کا سرمایہ ہوتا ہے ایسے فقیر راہِ خدا کے مشکل کشا اور راہنما ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے فقیر (صاحبِ فقر) مطلق مردُود ہوتے ہیں سر اور داڑھی منڈواتے ہیں وہ بے حیا ہیں اور معرفتِ خدا سے محروم ہیں۔ اِسے فقرِ مُکِبّ (منہ کے بل گرانے والا فقر) یعنی فقرِ اضطراری کہتے ہیں کیونکہ ایسے فقیر شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قدمِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار نہیں کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

Marfat.com

فقرِ مکِب

میں فقرِ مکِبّ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

فقرِ مکِبّ (فقرِ اضطراری) اسے کہتے ہیں جو دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ ہر وقت دولتِ دنیا کی باتیں کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ بخیل ہوتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوتا ہے یا پھر خدا سے مفلسی اور تنگدستی کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ جو شخص فقرِ مکِبّ کو چھوڑ دیتا ہے وہ فقرِ محبّ کو پا لیتا ہے۔ فقرِ محب کسے کہتے ہیں؟ فقرِ محب احکامِ الٰہی کی تعظیم، خلقِ خدا پر شفقت اور اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ (صفاتِ الٰہیہ یعنی مقامِ بقا تک رسائی) پیدا کرنے کا نام ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں) حاصلِ بحث یہ کہ فقر دینِ اسلام کا انتہائی اہم اور بنیادی حصہ ہے جس میں انسان اللہ کا دیدار کر کے اس کی پہچان اور معرفت حاصل کرتا ہے اور باطنی طور پر اپنے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔

اسلام صرف حقوق العباد اور حقوق اللہ کے نام پر صرف نماز روزے کا نام نہیں۔ معرفتِ الٰہی کا حصول بھی دین کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے لیکن عام مسلمانوں نے اسے دین سے بالا کوئی شے سمجھ کر اسے صرف ایک طبقے (اولیاء اللہ) تک محدود کر دیا اور خود کو اس سے مبرّا سمجھ لیا حالانکہ قرآن کا مخاطب ہر وہ انسان ہے جو خود کو مسلمان کہتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو فقر ہی اصل دین ہے کیونکہ دین کا مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے اور یہ مقصد راہِ فقر پر چل کر ہی پورا ہو سکتا ہے۔ اسی لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

موجودہ دور میں جب ہم اپنے اردگرد نظر ڈالتے ہیں تو سوائے فتنہ فساد اور انتشار کے کچھ نظر نہیں آتا اور جب اپنے اندر جھانکتے ہیں تو بے سکونی، خوف اور فرسٹریشن ہماری حسیات پر غالب نظر آتی ہے۔ اسلام یعنی سلامتی والے دین کے پیروکار ہوتے ہوئے بھی

Marfat.com

ہر جگہ سے سلامتی اور سکون مفقود ہے۔ محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو دین لائے ہیں' وہ ہر انسان کی ظاہری و باطنی اور انفرادی و اجتماعی بہتری کا دین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں اس انفرادی و اجتماعی فلاح کی گواہی تمام تاریخ دیتی ہے لیکن آج اسی دین کی پیروی کرنے کے باوجود مسلمانوں میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی۔ وجہ یہی ہے کہ ہم اپنے دین کی ادھوری پیروی کر رہے ہیں اور اسلام میں پورے داخل نہیں ہو رہے۔ صرف ظاہری عبادات اور عقائد پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر کے دین کی اصل روح یعنی معرفتِ الٰہی کو مجروح کر رہے ہیں۔ معرفتِ الٰہی حاصل کیے بغیر عبادات کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔ بے روح عبادات بے سود اور بے کار ہیں' ان سے وہ مطلوبہ نتائج کبھی حاصل نہیں کیے جا سکتے جو دین اسلام کا مقصد ہیں یعنی روحانی ترقی اور ظاہری فلاح و بہبود۔

طلب کیا ہے؟

دِل میں کسی خاص چیز کے حصول کی خواہش اور ارادہ کا نام طلب ہے، اور حصولِ طلب کا جذبہ دِل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو انسان اپنے دِل میں اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدار اور معرفت کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کی خواہش کو "طلبِ مولیٰ" اور اسے طالبِ مولیٰ یا ارادت مند کہتے ہیں، جسے عام طور پر سالک، طالب یا مرید کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

دنیا میں تین قسم کے انسان یا انسانوں کے گروہ پائے جاتے ہیں:

طالبانِ دنیا:

جو انسان اپنے علوم وفنون، کمالات اور کوشش و کاوش دنیا کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اُسے ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کا ذکر فکر، عبادات و ریاضت، چلہ کشی، ورد و وظائف کا مقصد بھی دنیاوی مال و متاع کا حصول یا اس میں اضافہ ہے۔ دنیاوی آسائش کے حصول اور دنیاوی ترقی و عزّ و جاہ کو وہ کامیابی گردانتے ہیں۔

Marfat.com

طالبانِ عقبیٰ:

جن کا مقصود آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنانا ہے۔ ان کے نزدیک نارِ جہنم سے بچنا اور بہشت، حور و قصور اور نعمت ہائے بہشت کا حصول ہی اصل کامیابی ہے۔ اسی لیے یہ عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ، صوم و صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ، نوافل، ذکر اذکار اور تسبیحات سے آخرت میں خوشگوار زندگی کے حصول کی کوشش کرتے ہیں ان کے نزدیک یہی زندگی کا مقصد ہے۔

طالبانِ مولیٰ:

جن کی عبادات اور جدو جہد کا مقصود صرف دیدارِ حق تعالیٰ اور اُس کا قُرب و وصال ہے۔ یہ نہ تو دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور نہ بہشت حور و قصور اور نعمت ہائے بہشت کے۔ ان کا مقصد ذاتِ حق تعالیٰ ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب اور عاشق ہوتے ہیں۔ اس طلب کے لیے یہ دونوں جہانوں کو قربان کر دیتے ہیں اور دنیا و عقبیٰ کو ٹھکرا کر ذاتِ حق کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔

"عارفین ہمیشہ طالبِ مولیٰ بننے کی تلقین کرتے ہیں"

ان تینوں گروہوں کو اس حدیث قدسی میں بیان کیا گیا ہے:

دنیا کا طالب (مخنث) ہیجڑہ ہے عقبیٰ کا طالب (مؤنث) عورت ہے اور طالب مولیٰ مذکر (مرد) ہے۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرد مذکر کسے کہتے ہیں؟ مرد مذکر وہ ہے جس کے دِل میں بجز طلبِ مولیٰ اور کوئی طلب ہی نہ ہو۔ نہ دنیا کی طلب، نہ زینتِ دنیا کی طلب، نہ حور و قصور کی طلب، نہ میوہ و براق کی طلب اور نہ لذتِ بہشت کی طلب کہ اہلِ دیدار کے نزدیک یہ سب کچھ فضول اور بے کار چیزیں ہیں کیونکہ اِن کے دِلوں میں اسمِ ذات نقش ہے اور یہ یومِ اَلست ہی سے اسمِ ذات کی مستی میں غرق چلے آرہے ہیں اور جن لوگوں نے اسمِ ذات کو اپنا جسم و جان بنالیا

Marfat.com

وہ دونوں جہان میں غم والم سے آزاد ہو گئے۔ (عین الفقر)

طلب مولیٰ کی حقیقت؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلبِ مولیٰ کے بارے میں فرمایا ہے:

جو شخص کسی چیز کی طلب کرتا ہے وہ اس میں کبھی بھلائی نہیں پاتا اور جو شخص مولیٰ کی طلب کرتا ہے اُس کے لئے سب کچھ ہے۔

جو دنیا طلب کرتا ہے اُسے دنیا ملتی ہے جو عقبیٰ (آخرت) کا طلبگار ہوتا ہے اُسے عقبیٰ ملتی ہے اور جو مولیٰ کی طلب کرتا اُسے سب کچھ ملتا ہے۔

دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے۔ عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے اور طالبِ مولیٰ پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں جسے مولیٰ مل گیا سب کچھ اسی کا ہو گیا۔

اِن کے اجسام دنیا میں اور اِن کے دِل آخرت میں ہیں وہ دائمی نماز دِل میں ادا کرتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا"

"بہترین طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور بہترین ذکر" (یعنی اسم ذات) کا ذکر ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

"میں اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کی طلب یا دوزخ کے خوف سے نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے۔"

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ" طالبِ دنیا رسوا اور ذلیل ہوتا ہے۔"

(باب 10 تذکرۃُ الاولیاء)

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ طالبِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"دنیا کے طالب بہت ہیں اور عقبیٰ کے کم اور طالبِ مولیٰ بہت ہی کم ہیں لیکن وہ

Marfat.com

اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ان میں تانبے کو زرِ خالص بنانے کی صلاحیت ہے۔ وہ بہت ہی شاذ و نادر پائے جاتے ہیں۔ وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں۔ ان کی وجہ سے خلقِ خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں انہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے۔ اور انہی کے سبب زمین قسم قسم کی اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے۔ ابتدائی حالت میں وہ شہر در شہر اور ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں، جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے ارد گرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطافِ ربانی کی نہریں انکے دلوں کی طرف جاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ وہ مکرم و محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اب خلقت پر توجہ کرنا ان پر فرض ہو جاتا ہے اور وہ طبیب بن کر مخلوقِ خدا کا علاج کرتے ہیں لیکن یہ تمام باتیں تمہاری عقل اور فہم سے بالاتر ہیں۔ (الفتح الربانی)

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معرفتِ الٰہی کے قابل وہ شخص ہے جس کی ہمت بلند ہو یعنی نہ وہ دنیا کا طالب ہو نہ آخرت کا طالب بلکہ محض حق تعالیٰ کی ذات کا طالب ہو۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جا بجا طالبِ مولیٰ سے خطاب کیا گیا ہے اور عبادت کے بدلے میں کسی جزا اور اجر کی تمنا رکھنے کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوداگری قرار دیا ہے اور ہر عمل اور عبادت صرف بے غرض ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرنے کی تلقین فرمائی ہے:

جاوید نامہ میں آپ ملّا (طالبِ عقبیٰ) اور عاشق کی جنت کا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

- ایک طالبِ مولیٰ (عاشق) کی روح جو کہ محبوبِ حقیقی کے لیے تڑپ رہی ہوتی ہے بہشت میں نہیں سما سکتی۔
- ملّا (طالبِ عقبیٰ) کی جنت تو شرابِ طہور حور و غلمان والی جنت ہے اور عاشقوں کی

Marfat.com

جنت ہمیشہ سیرِ دوام (دیدارِ حق) میں مصروف رہنا ہے۔

ملّا (طالبِ عقبیٰ) کی جنت کھانا' پینا اور جنت کا عیش و آرام ہے اور عاشق کی جنت محبوبِ حقیقی کا دیدار ہے۔

ملّا (طالبِ عقبیٰ) کے مطابق قیامت قبر کے کھلنے اور صورِ اسرافیل پر مُردوں کے اٹھنے کا نام ہے' لیکن ایک عاشق قیامت سے پہلے ہی قیامت (محبوبِ حقیقی کا دیدار) دیکھ لیتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں تمام گفتگو طالبانِ دنیا' طالبانِ عقبیٰ اور طالبانِ مولیٰ کے معاملات پر کی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ میں عوام طالبانِ دنیا ہیں' خواص یعنی علماء' عابد' زاہد اور متقی پرہیزگار طالبانِ عقبیٰ ہیں اور خاص الخاص لوگ انبیاء و اولیاء کرام، صدیقین اور صالحین طالبانِ مولیٰ ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ طالب اللہ کے لیے فرضِ عین ہے کہ پہلے مرشد کامل کی تلاش کرے خواہ اسے مشرق سے مغرب اور قاف سے قاف تک ہی کیوں نہ ڈھونڈنا پڑے۔ ناقص مرشد تقلیدی ہوتا ہے لیکن کامل مرشد کی ابتدا اور انتہا ایک ہوتی ہے اسے سلک سلوک کا تصور، قرب مع اللہ کی معرفت، تجلّیاتِ ذات کے نور کا مشاہدہ اور حضور کی جانب سیدھی راہ حاصل ہوتی ہے اور ناقص مرشد جس قدر زیادہ مرید کرتا ہے اتنا ہی دنیا اور آخرت میں زیادہ بے عزت اور خوار ہوتا ہے اور معرفتِ پروردگار کے قرب سے محروم اور خراب ہوتا ہے۔ (قربِ دیدار)

آپ رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طالبِ حق ہمیشہ حق کے ساتھ آتا ہے اور حق ہی کے ساتھ جاتا ہے، وہ دنیا کے باطل اور غیر ماسویٰ اللہ کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔ (کلید التوحید کلاں)

طالبِ مولیٰ کے معنی کیا ہیں؟ دِل کا طواف کرنے والا اہلِ ہدایت' جس کے دِل

Marfat.com

میں صدق ہو' جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ صاحبِ صدق' جیسے حضرت عمرؓ بن خطاب صاحبِ عدل' جیسے حضرت عثمانؓ صاحبِ حیا' جیسے حضرت علی المرتضیٰؓ صاحبِ غزا (جہاد کرنے والا) و صاحبِ رضا' جیسے سرتاجِ انبیاء و اصفیاء خاتم النبیین امین رسول رب العالمین' صاحبِ شریعت والسِرّ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کیونکہ طالبِ مولیٰ مذکر ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

جب تک طالب ''مرنے سے پہلے مرجاؤ'' کے مراتب کو نہیں پہنچتا۔ وہ محرمِ اسرار ہی نہیں ہوتا اور جو طالب بے جمعیت اور دنیا کا طالب ہے وہ ہمیشہ خوار ہے۔ طالبِ عقبیٰ اور حور و قصور کے طالب بے شمار ہیں۔ ہزار میں سے ایک طالبِ مولیٰ ایسا ہوتا ہے جو مرشد دلدار کے موافق ہوتا ہے اور لائق حضور پروردگار ہوتا ہے۔ جو طالب معرفتِ مولیٰ اور وصال کا طلب گار ہے اس کو چاہیے کہ وہ سارا مال اُس کے حصول میں خرچ کر دے۔ (تیغِ برہنہ)

طالبِ مولیٰ کے لیے فرضِ عین ہے کہ مرشد سے صراطِ مستقیم کی تلاش کرے اور زر و مال و نقد و جنس اور گھر بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دے۔ جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے۔ (قربِ دیدار)

جان لے کہ صاحبِ صدق طالب جان سے بھی زیادہ پیارا اور عزیز ہوتا ہے اور جھوٹا طالب جان کا دشمن مثلِ شیطان ہے بلکہ شیطان سے بھی بدتر ہے کیونکہ شیطان تو لاحول پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے لیکن یہ سو مرتبہ لاحول پڑھنے سے بھی نہیں بھاگتا بلکہ جان لے لیتا ہے۔ (قربِ دیدار)

اے باھو (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر صادق طالب نے مرشد کو قبول کر لیا تو کامل مرشد طالبوں کو ایک نظر میں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

اے راہِ حق کے طالب اس بات کو جان لے کہ دنیاوی عزت و مرتبے کا طالب حقیر مرد، ہیجڑا اور بے مقصود ہے اور عاقبت کا طالب مجذوب اور عاقبت مردود ہے لیکن

Marfat.com

محبوب طالب کی عاقبت محمود ہے۔(قربِ دیدار)

طالبِ اللہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک مردواد دوسرا غازی، مردواوہ جو دِن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس وشیطان سے لڑائی کرتا رہے۔اور غازی مرد وہ جو اسم ذات کے تصور کی تلوار سے اغیار کا سرتن سے جدا کر دے اور لڑائی سے بے کھٹکے ہو جائے۔مطلب یہ کہ" استقامت عبادت سے بڑھ کر ہے۔" (امیر الکونین)

طالب کو چاہیے کہ عمارتِ قالب یعنی جسم کو معیشت تصور کرے اور اپنے اقوال و افعال، حرکات وسکنات، کھانے پینے اور سونے جاگنے یعنی ہر حال میں اللہ کے ساتھ رہے۔

"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ" تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے (الحدید۔۴)۔(سلطان الوھم خورد)

طالب کس کو کہتے ہیں؟

طالبِ مولیٰ دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز سے مستغنی اور بے نیاز ہوتا ہے)اور طالب اپنے آپ سے بھی بے نیاز ہوتا ہے)(سُلطانُ الوَھم خورد)

طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اللہ کی مخلوق مقدور مامور منظور اور مرزوق جانے احکم الحاکمین کے حکم پر راضی ہو جائے اور خوش رہے تاہم اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی رضا مخلوق کی مرضی سے مختلف ہے۔کبھی قسمت اُس کا ساتھ دیتی ہے کبھی نہیں۔کبھی اُس پر تنگی آتی ہے کبھی فراخی انسان کو چاہیے کہ ہر چیز کو اُس کی طرف سے جانے۔جو چیز بھی اللہ کی طرف سے آئے اُس کو قبول کرے اور قناعت کرے بلکہ خوش ہو جائے تاکہ اُس کا مقام اللہ کے ساتھ ہو جائے اور قیامت کے دن صابروں میں سے اُٹھے۔

جس طرح اللہ کا فرمان ہے کہ" بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (البقرہ۔153)(سُلطانُ الوَھم خورد)

طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہے اور اللہ کے ذکر سے باہر نہ

Marfat.com

آئے۔ خلوت اور عزلتِ حق اختیار کرے تا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں استقامت حاصل ہو اور اپنی ذات کی نفی اور شیطان سے خلاصی پائے اور دنیاوی لذات اور حیوانی شہوات کو کم کرے تا کہ اللہ کے اس ذکر (تصورِ اسمِ ذات) سے شیرینی اور لذت حاصل ہو اور معرفتِ حق تعالیٰ زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی جائے اور اللہ تعالیٰ کی غلامی نصیب ہو۔

ذاکر وہ ہے جو ماسویٰ اللہ ہر چیز کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اپنے ربّ کو اتنا یاد کر کہ خود کو بھول جائے۔" (الکھف۔24) (سُلطانُ الوَہم خورد)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اپنے فارسی کلام میں طالبِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

1. اے طالب اگر تجھے دیدارِ خدا کا شوق ہے تو سر کٹا کے آ
2. سرفروش طالب ہی دیدارِ خدا سے مشرف ہوتے ہیں کہ سرِّ وحدت اِن کا پیشوا ہوتا ہے۔
3. سر بُریدہ و بے سر طالب ہی سر پر تاج سجاتا ہے اور اسے دائمی معراج رہتی ہے۔
4. ایسے سرفروش طالبانِ حق کو نورِ ذات کی سیر حاصل رہتی ہے اور وہ ہر وقت ذکرِ خفی میں محو رہتے ہیں۔
5. جو طالب راہِ حق میں سر قربان کر دیتا ہے وہی دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے ورنہ ظاہری آنکھوں سے تو کسی نے خدا کو نہیں دیکھا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

اپنے دِل میں طلبِ اللہ پیدا کر کہ طلبِ اللہ کے بغیر تو بے مطلوب رہے گا۔ (محک الفقر کلاں)

اے طالبِ مولیٰ ظاہر میں دیوانہ مگر باطن میں ہوشیار بن کے رہ اور طلبِ مولیٰ میں طالبِ دیدار بن کے رہ۔ (محک الفقر کلاں)

طالبانِ مولیٰ ہر وقت اپنے مطلوب کی تلاش میں رہتے ہیں ان کے دِل کا آئینہ ان کا ہر

Marfat.com

مطلب اُن کے سامنے رکھتا ہے۔(محک الفقر کلاں)

"بہت ہی تھوڑے طالب ہوتے ہیں جو رازِ ربّ کے متلاشی ہوتے ہیں اور ہر وقت وحدتِ رازِ ربّ کی ذکر فکر میں غرق رہتے ہیں۔ جو بھی طالبِ ھُوْ بنتا ہے وہ ھُوْ (ذاتِ حق تعالیٰ) کا یار بن جاتا ہے، اُس کے وجود سے غرور تکبر نکل جاتا ہے اور وہ دیدارِ الٰہی کے لائق بن جاتا ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کا طالب بنتا ہے وہ اُس تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ غیر ماسویٰ اللہ کی طرف ہرگز نہیں دیکھتا۔" (محک الفقر کلاں)

جو طالب انسان کی صورت میں فرشتوں جیسا صاف دِل رکھتا ہو وہی طالب مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے قابل ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

سلطان العارفینؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

اے طالب تو سچا طالب بن اور ہر وقت مرشد کی تعریف میں رطب اللسان رہ۔ اپنے آپ کو مرشد کی ذات میں فنا کر دے۔ کلمہ طیبہ کا ذکر کر۔ نفی اثبات اور حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنہہ اور حقیقت کو پا کر ہمیشہ کے لئے پاکیزہ ہو جا۔ جب تو اپنے آپ کو اسمِ ذات میں فنا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ہر قسم کی نجاست دور کر کے تجھے بھی پاک اور صاف کر دے گا۔

اے طالب! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے قرب و وصال کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ زندگانی بہت کم ہے۔ اس سے پہلے کہ تیری زندگی کی دکان بند ہو جائے تو اپنا "مقصدِ حیات" یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل کر لے ورنہ موت کے وقت بہت پشیمان ہوگا۔ موت تو ہر وقت سر پر منڈلاتی رہتی ہے خدا کرے محبوبِ حقیقی تجھ سے راضی ہو جائے مگر دنیا، نفس اور شیطان نے متحد ہو کر تیری کشتی حیات پر قبضہ جما لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی اِس کو سلامت پار پہنچا سکتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ طالبِ دنیا کے بارے میں عین الفقر میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

دنیا کا طالب دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا منافق یا ریا کار۔

دنیا شیطان اور طالبانِ دنیا شیاطین ہیں۔

دنیا فتنہ وفساد ہے اور طالبِ دنیا فتنہ انگیز ہے۔

دنیا نفاق ہے اور اس کا طالب منافق ہے۔

دنیا کذب ہے اور طالبِ دنیا کذاب ہے۔

دنیا شرک ہے اور طالبِ دنیا مشرک ہے۔

دنیا خبث ہے اور طالبِ دنیا خبیث ہے۔

دنیا لعنت ہے اور اس کا طالب ملعون ہے۔

دنیا جہل ہے اور اس کا طالب ابو جہل ہے۔

دنیا فاحشہ و بدکار عورت ہے اور طالبِ دنیا اس کا شوہر دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ جاسوس، ناقص اور خام طالب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جس کی نظر میں دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت، وقعت اور عزت ہے وہ ملعون طالب ہے۔" (محبت الاسرار)

جاسوس طالب تو لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن طالبِ حق ایک دو ہی ملتے ہیں، (کلید التوحید کلاں)

جو طالبِ مولیٰ منافق، جھوٹا ہے اس کے ساتھ مرشد کبھی پیار نہیں کرتا اور نہ کبھی معرفتِ الٰہی عطا کرتا ہے طالب کو حق صفا اور مخلص ہونا چاہیے۔ (فضل اللقاء)

طالب مرد کون ہے؟ نامرد کون ہے؟ طالب نامرد وہ ہے جو مرشد سے دنیاوی مال و زر طلب کرتا ہے اور مرد طالب وہ ہے جو جان و مال راہِ حق میں صرف کر کے راہِ حق کو تلاش کرتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

Marfat.com

بے حقوق سے بے ادب ہے ایسا بے ادب طالب سے سگ بہتر ہے۔ جو مرید طالب ادب
مرید سے محبت رکھتا ہے وہ صاحبِ معرفت مرید اور مرتبہ ہے۔ (محکِ الفقراء)
مرید طالب کون ہے؟ طالب وہ ہے جو طاقت رکھے مرشد کے مرتبے تک پہنچنے کی تحقیق کرے نتیجہ مرشد
طالب سے یہ کہ جیسے طالب کو یہ حق ہے کہ مرشد کے مرتبے تک پہنچ سکے تو نتیجہ مرشد
مرشد سے عطا فرمائے اور اسے وصال عطا کرے کے زوال سے نہ تھکنے دے۔ جو
طالب مرشد کو اپنے قبضے میں لا کر اس کے نیک و بد کو دیکھتا رہتا ہے وہ دونوں جہان میں
تمام اور رتبہ ہے۔ (محکِ الفقراء)

مجھے ایسے طالبوں پر تعجب آتا ہے کہ زبان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ذکر ہے اور دل میں فرعون کا ساتھ ہے۔ زبان پر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر جاری ہے اور دل میں نمرود کا سا حسد بھرا ہوا ہے اور زبان پر تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے اور دل میں ابوجہل کی سی غیریت

ان کے دل میں بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اور بھی بڑھا دیا ہے۔ (البقرہ۔ ۱۰)

(عقلِ بیدار)

"المختصر بات صرف ایک نکتہ کی ہے اگر وہ نکتہ سمجھ آجائے تو تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں تمام کائنات بشمول دنیا، عقبیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے ان کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے پھر کیوں نہ دنیا اور عقبیٰ، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، کو چھوڑ کر دنیا و عقبیٰ کے مالک کے دیدار اور پہچان کے لئے اس کی عبادت کی جائے۔ جب مختارِ کل اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہو جائے گی اور وہ راضی ہو جائے گا تو دنیا و عقبیٰ کا حصول معمولی بات ہے۔ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف قدموں سے چل کر پہنچا جا سکتا ہے تو وہ گمراہی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جہات، زمان، مکان، اوان، دن رات، حدود اقطار اور حدود و مقدار سے منزّہ اور مبرّہ ہے۔ دیدارِ الٰہی کا سفر انسان کی اپنی حقیقت کی پہچان یا "نفس کے عرفان" یا خود اس کے باطن کا سفر ہے۔ اور باطن کا یہ سفر اسمِ ذات اور مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکن ہے۔

Marfat.com

انسانیت کا مقصد حیات

جب سے انسان نے اس سیارہ جسے زمین کہتے ہیں پر قدم رکھا ہے۔ اس کے ذہن میں ہمیشہ ایسے سوالات جنم لیتے رہتے ہیں۔

میں کون ہوں؟

میری ابتدا کیا ہے؟

میری انتہا کیا ہے؟

میری حقیقت کیا ہے؟

میری پہچان کیا ہے؟

اگر مجھے تخلیق کرنے والا خالق کوئی ہے تو وہ کون ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے؟

میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟

ان جوابات کی تلاش کے لیے انسان نے جب بھی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کے لیے ہر دور میں اور اس زمین کے ہر خطہ میں اپنے نبی اور رسول بھیجے۔ جو انسان کو ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آ پہنچا جب روئے زمین کے انسان ایک دوسرے کے اتنے قریب آ گئے کہ دنیا کے ایک سرے پر بیٹھا ہوا انسان دنیا کے دوسرے سرے پر بیٹھے ہوئے انسان سے باخبر رہنے لگا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب، باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرما کر بنی نوع انسان پر اپنی راہنمائی کی حجت تمام کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری نسلِ انسانی کے لیے تا قیامِ قیامت ہادی ہیں۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قرآنِ مجید کی صورت میں مکمل ضابطہ حیات عطا ہوا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔" تو قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ احادیثِ قدسی اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کی صورت میں یہ ضابطہ حیات قیامت تک کے لیے محفوظ کرلیا گیا۔ جس خوش قسمت نے اس ضابطہ حیات سے رجوع کیا اُسے راہنمائی ملی اور اس نے اپنا مقصدِ حیات حاصل کرلیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ قدسی میں انسان کی تخلیق کا مقصد بیان فرمایا ہے:

"میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا" اس حدیثِ قدسی سے واضح ہوگیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کیسے حاصل ہوگی۔ تو اللہ کی پہچان کا طریقہ اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے:

"جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے یقیناً اپنے ربّ کو پہچانا۔"

اسکی شرح اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو عالمِ لاہوت میں روحِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا فرمایا اس مقام پر روح کو "روحِ قدسی" کا نام دیا جاتا ہے اور یہی روح کی وہ حالت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔" اس مقام پر ارواح اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو ہیں۔ اور اسی عالم میں انسانی ارواح سے "وعدہ" لیا گیا۔ سورہ الاعراف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں)

تمام ارواح نے جواب دیا:

(ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔)

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

آواز کس کے ناز کی خلوت سے بلند ہوئی اور "" کا نغمہ کس کے ساز کے سُر سے بلند ہوا؟

عالمِ لاہوت وہ عالم ہے جہاں پر انسان (انسانی روح) کے سوا تمام مخلوق کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسی عالم کی سرحد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معراج کی رات فرمایا تھا کہ میں اگر اس مقام سے ذرا سا بھی آگے بڑھوں گا تو

Marfat.com

جل جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو عالمِ جبروت میں اتارا اور اسے جبروتی لباس پہنایا کیونکہ روح جس جہان میں بھیجی جائے گی' اُسے اس جہان کے لباس کی ضرورت ہوگی۔ یہاں پر روح کا نام "روحِ سلطانی" ہوا پھر اُسے عالمِ ملکوت میں اتارا گیا اور اُسے ملکوتی لباس پہنایا گیا۔ یہاں پر روح کا نام "روح نورانی" ہوا اور پھر اسے بشری جسم میں داخل کیا گیا اور لباسِ بشر پہنایا گیا' جہاں پر روح کا نام "روح جسمانی یا حیوانی" ہوا۔ اس لیے فرمایا "روح امرِ ربی ہے" اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ "ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔" یعنی اس کی روح پاکیزہ اور نور سے منور ہوتی ہے اور لذتِ دنیا اور آلائشاتِ دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئی ہوتی۔ اب انسانی عروج یہ ہے کہ وہ روحانی طور پر ترقی کرتا ہوا اپنے اصلی وطن عالم لاھوت کو لوٹ جائے اور اپنی اصل روح یعنی روحِ قدسی کو حاصل کر لے، اسی مقام پر انسان کو عرفانِ نفس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی عروج انسان کا مقصدِ حیات ہے۔ روحِ قدسی کو مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے:

بعض صوفیاء کرام نے انسان کے اس روحانی وجود کو "باطن"، "اندر کا انسان"، روحانی انسان یا انسان کا باطنی وجود کا نام دیا ہے۔

بعض احادیث میں، اور صوفیاء کرام نے بھی' روح کو قلب' دل یا من کا نام دیا ہے۔ دل' قلب یا من گوشت کا وہ لوتھڑا نہیں ہے' جو سینے کے اندر بائیں جانب رکھا ہوا ہے۔ گوشت کا یہ لوتھڑا تو جانوروں اور مُردوں کے سینے میں بھی موجود ہوتا ہے اور ظاہری آنکھ سے اسے دیکھا بھی جا سکتا ہے اور جس چیز کو ظاہری آنکھ دیکھ سکے اور اس کا تعلق ظاہری دنیا سے ہو اور جسے فنا بھی ہونا ہو اُسے عالمِ باطن کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ روح کو یہ نام اصطلاحی طور پر دیا گیا ہے۔

اقبالؒ نے اسے "خودی" کا نام دیا ہے اور "عرفانِ نفس" کو آپ رحمتہ اللہ علیہ "خودی کی پہچان" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اقبالؒ کے زیادہ تر مفسروں نے "خودی" کو "روح" سمجھنے کی بجائے "اَنا" سمجھ کر بہت بڑی زیادتی اور غلطی کی ہے۔ انہیں شاید یہ بات سمجھ نہیں

Marfat.com

آئی کہ "اَنا" سے انسان خدا تعالیٰ سے دور اور "رُوح" سے قریب ہوتا ہے۔ ویسے علامہ اقبالؒ نے من، دِل اور روح کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں۔

عام انسان اسے ضمیر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان کوئی گناہ یا غلط کام کرتا ہے تو روح ہی اسے ملامت کرتی ہے کیونکہ گناہ اس کی فطرت میں نہیں۔ انسان کہتا ہے کہ میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا ہے۔ روح کی پہچان کو ہی اصل میں عرفانِ نفس کہا جاتا ہے اور یہی دین ہے۔

دین کا معنی؟

"دین" کے معنی ہیں "جوہرِ انسان" یعنی روح کی شناخت اور اس کی تکمیل" یعنی مرتبہ انسان کی پہچان اور اس کے حصول کا نام دین ہے۔ دوسرے الفاظ میں خود شناسی وخود بینی وخود بانی کا نام دین ہے اور خود شناسی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق دو چیزوں سے عمل میں لائی گئی ہے۔ ایک تو ظاہری وجود ہے جسے جسم یا تن بھی کہتے ہیں اور جسے آنکھ سے دیکھا اور ہاتھوں سے چھوا جا سکتا ہے۔ اور دوسری چیز باطن ہے جسے روح باطن یا دل کہتے ہیں۔ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے اسے نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی ظاہری ہاتھوں سے چھوا جا سکتا ہے۔ اسے صرف باطن ہی کی آنکھ سے دیکھا بھالا جا سکتا ہے۔ عارفوں کی اصطلاح میں انسان کے اس باطنی اور اصلی وجود کو دل، قلب، من یا روح کہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق اس ظاہری جہان سے ہرگز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ اس سے یہ ظاہری جسم چھن بھی جائے تو اس کو قائم رہنا ہے کہ اسے فنا نہیں ہے۔ معرفتِ الٰہی اور جمالِ خداوندی کا مشاہدہ اس کی خاص صفت ہے۔ عبادت کا حکم اسی کو ہے ثواب وعذاب اسی کے لئے ہے سعادت وشقاوت اسی کا مقدر ہے اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہی معرفتِ الٰہی کی چابی ہے اور یہی دین کی حقیقت ہے۔

Marfat.com

علمِ باطن؟

موجودہ دور میں مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جب علمِ باطن کا کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے تو ان قرآنی آیات کو جن میں علمِ باطن کے متعلق واضح اور روشن ہدایات موجود ہیں کچھ لوگ متشابہات کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ اور آج کل کے دور میں یہی ہماری گمراہی کی بڑی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے "باطن" کو فراموش کر دیا ہے اور صرف ظاہر کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ اور یہی ہماری گمراہی کا سبب ہے کہ آج کا انسان آفاق میں گم ہے اور اگر وہ اپنی ہستی کو پہچان لے تو "آفاق" اس کو اپنے اندر دکھائی دے گا۔

انسانی خواہشات

قرآنِ مجید میں بھی بار بار انسان کے باطن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

اور میں تمہارے اندر ہوں کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔

اور ہم تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔ (سورۃ ق۔۱۶)

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو الٰہ (معبود) بنالیا ہے۔ (الجاثیہ۔۲۳)

کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔ (سورہ الروم۔۸)

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے باطن کی طرف متوجہ کیا ہے:

نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں لیکن بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

احادیثِ نبوی میں بھی باطن کی طرف اشارہ موجود ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ایسی بے شمار آیات و احادیث موجود ہیں جن میں قلب و باطن کی طرف بندہ کی توجہ دلائی گئی

Marfat.com

ہے جو تخیل و تصور کا مرکز ہے اور اسی قلب و باطن میں ایمان ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان کے دلوں پر ایمان لکھا۔ (سورۃ المجادلۃ ۔ ۲۲)

شیطان لعین بھی اسی باطن میں وسوسے چھوڑتا ہے۔

وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (الناس ۔ ۵)

دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی شناسائے حقیقت رازِ پنہاں سے واقف ہستی یا کوئی مفکر پیدا ہوا ہے۔ اس نے اس حقیقت کا پردہ ضرور فاش کیا ہے کہ عرفانِ نفس سے ہی اصل آگہی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس قرآنی حقیقت سے ضرور پردہ اٹھایا ہے کہ نہ صرف خدا اور اس کا تخلیق کردہ یہ عالم ہی بلکہ پوری کائنات (یعنی تمام عالمین) انسانی قلب میں لطیف صورت میں موجود ہے۔ یہ کوئی محض فلسفیانہ اصول نہیں جو ذہنی لطف یا دماغی کسرت کی تشفی کے لیے گھڑا گیا ہو یہ زندگی کی وہ حقیقت ہے جو قرآن و حدیث انبیاء کرام اور فقرائے کاملین کی تعلیمات اور تجربے کی مضبوط بنیاد پر کھڑی ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے انسان سے فرماتے ہیں کہ شکل سے تو جہانِ صغیر ہے مگر حقیقت میں تو جہانِ کبیر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

انسان جسمانی حواس کے نظریہ سے حقیر و ہیچ ہے مگر باطن میں "عالمِ عظیم" ہے۔

خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے حافظ! یار دن رات ہمارے ساتھ ہے جیسے زندگی ہماری رگ و پے میں ہے۔

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یار تیرے اندر ہے تو کیوں بے خبر ہے۔

انسان کی حقیقت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اے انسان! تجھ سے قریب ترین اگر کوئی چیز ہے تو تیری اپنی ہی ذات ہے اس لیے اگر تو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو کسی دوسرے کو کیوں کر پہچان سکے گا؟ فقط یہ جان لینا کہ "یہ میرے ہاتھ ہیں یہ میرے پاؤں ہیں، یہ میری ہڈیاں ہیں اور یہ میرا جسم ہے" اپنی ذات کی شناخت تو نہیں ہے' اتنی شناخت تو اپنے لیے دیگر جانور بھی رکھتے ہیں۔ یا فقط یہ جان لینا کہ بھوک لگے تو کچھ کھا لینا چاہئے غصہ آجائے تو جھگڑا کر لینا چاہئے۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے تو جماع کر لینا چاہئے یہ تمام باتیں تو جانوروں میں بھی تیرے برابر ہیں پھر تو ان سے اشرف و افضل کیوں کر ہوا؟ تیری اپنی ذات کی معرفت و پہچان کا تقاضا یہ ہے کہ تو جانے کہ تو خود کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟ اور جو تو آیا ہے تو کس کام کے لئے آیا ہے؟ تجھے پیدا کیا گیا ہے تو کس غرض کے لئے پیدا کیا گیا؟ تیری نیک بختی وسعادت کیا ہے؟ اور کس چیز میں ہے؟ تیری بدبختی وشقاوت کیا ہے اور کس چیز میں ہے؟ اور یہ صفات جو تیرے اندر جمع کردی گئی ہیں اور ان میں سے بعض صفات حیوانی ہیں' بعض وحشی درندوں کی، بعض شیطانی بعض جناتی اور بعض ملکوتی ہیں' تو ذرا غور تو کر کہ تو ان میں سے کون سی صفات کا حامل ہے؟ تو ان میں سے کون ہے؟ تیری حقیقت ان میں سے کس کے قریب تر ہے؟ اور وہ کون کون سی صفات ہیں جن کی حیثیت تیرے باطن میں غریب واجنبی اور عارضی ہے؟ جب تک تو ان حقائق کو نہیں پہچانے گا اپنی ذات کی شناخت سے محروم رہے گا۔ اور اپنی نیک بختی وسعادت کا طلب گار نہیں بنے گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی غذا علیحدہ علیحدہ ہے اور سعادت بھی الگ الگ ہے۔ چوپایوں کی غذا اور سعادت یہ ہے کہ کھائیں' پئیں' سوئیں اور مجامعت میں مشغول رہیں۔ اگر تو بھی یہی کچھ ہے تو دن رات اسی کوشش میں لگا رہ کہ تیرا پیٹ بھرتا رہے اور تیری شہوت کی تسکین ہوتی رہے۔ درندوں کی غذا اور سعادت لڑنے بھڑنے مرنے مارنے اور غیظ وغضب میں ہے' شیطانوں کی غذا اور سعادت شرانگیزی اور مکر وحیلہ سازی میں ہے اگر تو ان میں سے ہے تو ان ہی جیسے مشاغل اختیار کر لے تا کہ تو اپنی مطلوبہ راحت ونیک بختی حاصل کر لے۔ فرشتوں کی غذا اور سعادت ذکر وتسبیح وطواف میں ہے جب کہ

Marfat.com

انسان کی غذا اور سعادت قربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے انوارِ جمال کا مشاہدہ ہے۔ اگر تو انسان ہے تو کوشش کر کہ تو ذات باری تعالیٰ کو پہچان سکے اور اس کے انوار و جمال کا مشاہدہ کر سکے اور اپنے آپ کو غصہ اور شہوت کے ہاتھ سے رہائی دلا سکے اور تو طلب کرے تو اس ذات یکتا کو کرے تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے اندر ان حیوانی و بہیمی صفات کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور تجھ پر یہ حقیقت بھی منکشف ہو جائے کہ پیدا کرنے والے نے ان صفات کو تیرے اندر جو پیدا کیا ہے تو کیا اس لیے کہ وہ تجھے اپنا اسیر بنا لیں اور تجھ پر غلبہ حاصل کر کے خود فاتح بن جائیں؟ یا اس لیے کہ تو ان کو اپنا اسیر و مسخر بنا لے اور خود ان پر غالب آ جائے اور اپنے ان اسیروں اور مفتوحین میں سے کسی کو اپنے سفر کا گھوڑا بنا لے اور کسی کو اپنا اسلحہ بنا لے تا کہ یہ چند دن جو تجھے اس منزل گاہ فانی میں گزارنا ہیں۔ ان میں سے اپنے ان غلاموں سے کام لے کر اپنی سعادت کا بیج حاصل کر سکے اور جب سعادت کا بیج تیرے ہاتھ آ جائے تو تو ان کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوا اپنی اس قرارگاہِ سعادت میں داخل ہو سکے جسے خواص کی زبان میں "حضورِ حق" کہا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں تیرے جاننے کی ہیں۔ جس نے ان کو نہ جانا وہ راہ دین سے دور رہا اور لامحالہ دین کی حقیقت سے حجاب میں رہا"۔ (کیمیائے سعادت)

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اے طالب تو پہچان اپنی ذات کو اور کون ہے تو اور کیا ہے حقیقت تیری اور کیا ہے تیری نسبت حق تعالیٰ کی طرف اور کس وجہ سے تو حق ہے اور کس وجہ سے تو عالم (جہان) ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

تمام عارفین اور فقراء کی طرح حضرت سخی سلطان باھو بھی انسان کو اپنے من میں جھانکنے اور اپنی ذات پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ چونکہ صوفیاء کرام میں عظیم مرتبہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انداز بھی سب سے منفرد اور جداگانہ ہے۔

Marfat.com

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر تعلیمات خواہ نثر کی شکل میں ہوں یا شاعری کی شکل میں قرآن وحدیث کی خوبصورت شرح ہیں۔ آپ "قرآن پاک کی اس آیت کہ 'اللہ شہ رگ سے نزدیک ہے'، کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اس ہستی کی تلاش کے لئے پہلے اپنے اندر رسائی ضروری ہے۔ اپنے باطن کے اندر اللہ پاک کی موجودگی پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے لئے لفظ نزدیک کا استعمال بھی موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ بھی علیحدگی اور دوئی کا مظہر ہے بلکہ وہ ہی تو ہماری ہستی ہماری حقیقت ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ پاک کی ذات شہ رگ سے بھی قریب ہے مگر تو اندھا ہے اور لقائے خدا تیرا مقدر نہیں ہے۔ (دیوانِ باھُو)

نفس امارہ کی قوت وغذا

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں فرماتے ہیں: جان لے کہ نفسِ امارہ کی قوت وغذا گناہ ومعصیت ہے، بلکہ یوں کہیے کہ نفسِ امارہ کا تو پیشہ ہی گناہ ومعصیت ہے۔ اگر آدمی رات دِن نماز وروزہ جیسی طاعت وبندگی میں مشغول رہے اور ہمیشہ قائم اللّیل وصائم الدہر رہے تو اِس کے باوجود بھی نفسِ امارہ گناہ سے باز نہیں آتا کہ اُس کی تو خصلت ہی گمراہی ہے۔ آدمی چاہے رات دِن مسائلِ فقہ کے مطالعہ میں مشغول رہے یا ریاضتِ تقویٰ وتلاوتِ قرآن اور نص وحدیث کے مطالعہ میں مصروف رہے نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا کہ اُس کا یارانہ نفس وشیاطین سے ہے۔ آدمی چاہے خانہ کعبہ کا طواف وحج کرتا رہے یا میدانِ جنگ میں جہاد وقتال کرتا رہے یا ذکر فکر مراقبہ محاسبہ مکاشفہ کشف القلوب وکشف القبور کے مراتب حاصل کر کے غوث وقطب بن جائے نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا بلکہ ہر وقت گناہوں کی طرف مائل رہتا ہے کہ اُس کی نظر ہمیشہ مردارِ گناہ پر لگی رہتی ہے۔ لیکن جب تصورِ اسمِ ذات سے اُس کے دِل میں قرب ووصالِ الٰہی کی تجلّیات کا شعلہ بھڑکتا ہے تو وہ وحدانیتِ نُورِ حضور کے دریا میں غرق ہو کر عارف باللہ

Marfat.com

فنافی اللہ کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اِس مقام پر نفسِ امارہ عاجز ہو کر گناہوں سے رک جاتا ہے اور اُسے قدرتِ الٰہی کی طرف سے بے کام و بے زبان الہامات کے ذریعے حکم ہوتا ہے کہ "اے نفسِ امارہ! حیا کر اور باادب ہو جا۔" قدرتِ الٰہی کے اِن الہامات کو سن کر نفسِ امارہ تائب ہو جاتا ہے اور مسلمان ہو کر صحیح اقرار و قلبی تصدیق کے ساتھ کلمہ طیب "" پڑھ لیتا ہے اور گناہوں سے توبہ کر کے نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ طلبِ راستی میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبول کر کے منتہی ولی اللہ بن جاتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کے اس انتہائی مقام پر جب وہ irfan-e-nafs23 کا مصداق بن کر اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے تو اُسے اپنے ربّ کی پہچان اس علامت سے ہو جاتی ہے کہ اُس کے نفس پر الہاماتِ ربانی کا نزول شروع ہو جاتا ہے کیونکہ مقامِ معرفت پر پہنچ کر نفس میں کوئی نفسانی و شیطانی باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر تمام حور و قصور، نعمت ہائے بہشت و تمام زینتِ دنیا نفس کے گرد جمع ہو جائیں تو وہ اُسے اختیار نہیں کرتا۔ (محک الفقر کلاں)

نفس کی پہچان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

(جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا)

اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خطاب اِس لیے کیا گیا ہے کہ اس سے آدمی کے احوال اُس کے سامنے آجاتے ہیں۔ پھر اُس کا نفس ہوا (نفسانی خواہشات) سے اور دِل گناہوں سے مطلق بیزار ہو جاتا ہے۔ بندے کو بندگی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، بندگی کے بغیر بندے کی ساری عمر محض شرمندگی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

دل انسانی جسم میں ایک وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور آئینہ حق نما ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہوتا ہے اور تمام کائنات اس میں رائی کے دانے کے برابر نظر آتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کا نکتہ نظر یہ ہے کہ دل میں معرفتِ الٰہی سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دونوں جہان کی کل کیفیات دل میں سما جاتی ہیں اور

Marfat.com

صاحبِ نظر دل کی آنکھوں سے اس کا صاف نظارہ کرتا ہے اور عاشقِ الٰہی تو ہمیشہ ہی اپنے دل کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

قلب ایک نہایت وسیع ولایت اور ملکِ عظیم ہے دونوں جہان اور تمام مخلوق اس میں سما سکتے ہیں لیکن قلب دونوں جہانوں میں نہیں سما سکتا۔ (فضل اللقاء)

ہر کتابے نقطہ از دِل کتاب   دِل کتابے دفترِ حق بے حساب

ہر کتاب کتابِ دِل کا ایک نقطہ ہے کہ کتابِ دِل نے بے شمار دفاترِ حق کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

شرحِ دل اور حقیقتِ دل

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ شرحِ دِل اور حقیقتِ دِل کے بارے میں فرماتے ہیں:

دِل کسے کہتے ہیں اور قلب کسے سمجھا جاتا ہے؟ جان لے کہ زمین کی وسعت آسمان کی وسعت کے مقابلے میں محض ایک قطرہ ہے، جملہ آسمان بلندی و فراخیٔ لوح کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، لوح قلم کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے۔ عرشِ اکبر کے بے شمار کنگرے ہیں، ہر کنگرے پر کلمہ طیب "" لکھا ہوا ہے، ہر کنگرے پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے، ہر قندیل میں قدرتِ الٰہی سے زمین و آسمان کے چودہ طبق تہہ در تہہ رکھے ہوئے ہیں، ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق آباد ہے، ہر مخلوق اپنی اپنی زبان سے کلمہ طیب "" کا ذکر کر رہی ہے۔ عرشِ اکبر اور تمام قندیلیں دِل کے مقابلے میں اسپند کے دانے کے برابر ایک قطرہ ہیں۔ سن اے عزیز! ہوشمند! جب کوئی آدمی اہلِ اسلام عارف باللہ کے دِل کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مخلوق بلکہ عرش و کرسی کی تمام مخلوق میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش و کرسی! تم اِس طرح جنبش میں کیوں ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن کا دِل کسی نے دکھایا ہے اور وہ جلالیت میں آ کر جنبش کر رہا ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب دکھ دینے والے پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

مراقبہ ومحاسبہ مکاشفہ

جان لے کہ ذکر فکر، مراقبہ محاسبہ مکاشفہ اور خلوتِ حجرہ سے اکتساب کرنا خام وناقص لوگوں کا مرتبہ ہے کہ حجرہ وخلوتِ دِل بہتر ہے حجرہ وخلوتِ خاک سے کہ حجرہ خاک دِل کے حجرے سے کمتر ہے۔ جس نے بھی رازِ حق کو پایا دِل ہی سے پایا اور جس نے دِل سے رازحق کو پالیا اُس نے خود کو حجرہ وخلوتِ خاک سے آزاد کرا لیا۔ (محک الفقر کلاں)

جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رویئت الٰہی میں مستغرق ہونے کے لئے مشتاق، عاشق دیوانہ، اور متوجہ رہتا ہے۔ (قرب دیدار)

حقیقت تک پہنچنے کا راستہ انسانی قلب میں ہے اور انسانی جسم میں یہی وہ جگہ ہے جہاں ذاتِ الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں اور اگر قلبِ انسان پر سے زنگ اتر جائے اور حجابات کے دور ہونے کے بعد یہ صاف ہو جائے تو فطرتِ انسانی قلب کے واسطہ سے وجدانِ حقیقی تک جا پہنچتی ہے گویا قلب انسان کی روحانی کیفیات کا مرکز ہے۔ اگر یہ درست ہے تو جو اعمال بھی سرزد ہوں گے وہ درست ہوں گے اور اگر یہ مرکز سیاہ ہو جائے اور اپنی جگہ سے ال جائے تو روحانی اقدار تباہ ہو جاتی ہیں۔ انسانی جسم کے اندر دل ہی ہے جس میں ذاتِ حق جلوہ گر ہے۔ اور وہ ذات انسان میں پوشیدہ ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں)۔

اِس حقیقت سے واقفانِ حقیقت یا طالبِ صادق ہی واقف ہوتے ہیں۔

"عقل بیدار" میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ دل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں نے اپنے دل میں قبلہ دیکھا اور حق کا دیدار کیا اور پھر خدا کے سامنے سربسجود ہو گیا۔

دل وجود کے اندر اللہ کا ایک خزانہ ہے۔ اہل دل محمود ہیں اور اس کی نمود بھی محمود سے ہی ہے۔

Marfat.com

خطرات کے باعث دل شیطان کا گھر بن جاتا ہے اور اہلِ معرفت کا دل پر نور ہوتا ہے
دل ایک لطیفہ ہے اور اپنی لطافت کے باعث خدا سے ملتا ہے اور دل وحدت اور حق کی بقاء کا ایک راز ہے۔
دنیا کے طالب اہلِ دل نہیں ہوتے وہ سراسر بے حیا' روسیاہ اور شرمندہ ہوتے ہیں۔
باھوؒ اس شخص کا دل دم اور روح ایک ہو جاتے ہیں جو ایک اللہ کا سجدہ اور نماز صبح شام ادا کرتا ہے۔
آدمی کا دِل گہرے سمندر کی مثل ہے اور اس کا جسم حباب کی مثل۔(نور الہدیٰ)
جان لے کہ دِل جب سِرِّ اسرار کے خزانے سے، انوارِ الٰہی کے مشاہدے سے، ذکر سے اور معرفتِ الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے اور جب دِل کے حواسِ خمسہ کھل جاتے ہیں تو ظاہری نفسانی وجود کے حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔(مجالستہ النبیؐ)
آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ابیات میں فرماتے ہیں:
اے دِل تو زندہ ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتا تو یہ میٹھا شربت (زندگی دِل) کیوں نہیں پیتا۔ دِل جب زندہ ہو جائے تو پھر یہ مرتا نہیں اور جب بیدار ہو جائے تو سوتا نہیں۔
(مجالستہ النبیؐ)
دِل کی آنکھ کے سامنے ظاہری آنکھ کو بند کر لے اور مٹی کے جسم میں دیدار کو اچھی طرح دیکھ۔(تیغ برہنہ)
قلب کے تین حروف ہیں "ق۔ل۔ب۔" حرف "ق" سے مراد قُربِ الٰہی اور حرف "ل" سے مراد لقائے الٰہی، حرف "ب" سے مراد بقاباللہ۔ جو شخص اِن صفات سے متصف ہے وہ صاحبِ قلب ہے ورنہ وہ اہلِ کلب (کتا) ہے۔(قربِ دیدار)
تیرا دِل کعبہ اعظم ہے اسے بتوں (غیر اللہ) سے پاک کر۔ تیرا دِل بیت المقدس ہے اسے بُت گروں کی دکان مت بنا۔(عین الفقر باب ہفتم)

Marfat.com

دل قیام گاہ الٰہی

آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرا دل اللہ پاک کی قیام گاہ ہے تو اپنے دِل کے اندر جھانک کر تو دیکھ اور اس خضر علیہ السلام کا محتاج نہ بن جس نے آبِ حیات پی کر حیاتِ جاودانی حاصل کر لی ہے بلکہ تیرے اندر تو عشقِ الٰہی کا آبِ حیات موجود ہے۔ اپنے دل کے اندر عشق کا چراغ روشن کر شاید تجھے کھوئی ہوئی امانتِ حقیقی مل جائے جو تیرے دِل کے اندر ازل سے پوشیدہ ہے۔ جنہوں نے اس راز کو پالیا وہ موت سے پہلے مر گئے یعنی انہوں نے حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔

جب سے "باطن" کی حقیقت ہم پر ظاہر ہوئی ہے کہ میرا دل تو اللہ پاک کا گھر ہے میری خوشی اور مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ میرے اندر ہی کوزے ہیں کہ ان سے دل کی طہارت اور پاکیزگی کا وضو کر کے اور تزکیہ نفس کے مصلے پر کھڑے ہو کر جب محبوبِ حقیقی (اس بیت میں کعبہ قبلہ بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے) کے سامنے سجدہ ریز ہوا تو مجھ پر (اثبات) کی حقیت آشکار ہوئی کہ کائنات میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مجھے اپنے مرشد کامل سے نصیب ہوا ہے اور میرا مرشد آئندہ بھی میرا نگہبان اور محافظ ہے۔

تمام فقرا اور اولیاء کرام نے انسانوں کو اپنی ذات کی پہچان کا درس دیا ہے کیونکہ جب انسان اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے تو اسی راستہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کو دوسرے اولیاء کرام سے ممتاز کرتی ہے کہ دوسرے اولیاء کرام انسان کو روح، قلب، مَن، دِل، باطن، خودی اور ضمیر کی پہچان اور نورِ بصیرت حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن اس کی "کلید" کا ذکر نہیں کرتے جس سے باطن کے اندر کا سفر کیا جا سکے۔ لیکن حضرت سخی سلطان باھوؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اس کلید اور اس کے فوائد، اسرار و رموز کا ذکر کیا ہے اور انسان کی روح، قلب، من، باطن، خودی اور ضمیر کا قفل کھولنے والی اور نورِ بصیرت حاصل کرنے والی وہ کلید ذکر و تصور اسمِ ذات

Marfat.com

ہے بشرطیکہ یہ کسی مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات سے حاصل ہوئی۔
مادی جسم کے اندر موجود باطنی انسان ایک جیتا جاگتا وجود ہے جو انسان کی توجہ کا طالب ہے۔ جس طرح مادی جسم کی تندرستی کے لیے صحیح غذا ضروری ہے اسی طرح باطنی وجود کی بھی غذا ہے جس سے وہ سکون محسوس کرتا ہے' تندرست وتوانا ہوتا اور قوت حاصل کرتا ہے۔
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
بے شک "ذکر" سے ہی قلوب کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔
یعنی اللہ کے اسم کے ذکر سے انسانی قلب یا روح کو سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہی اس کی غذا اور قوت کا باعث ہے۔ جو انسان اس ذکر سے روگردانی کرتا ہے اس کی روح کو غذا اور رزق نہیں ملتا جو اس کی زندگی اور قوت کے لیے ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"بے شک جو ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کی (باطنی) روزی تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز اسے اندھا اٹھائیں گے۔"
اس آیت مبارکہ میں رزق سے مراد یقیناً باطنی رزق ہے کیونکہ ظاہری رزق تو اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین کو بھی بہت دیا ہے جو اللہ کا قطعاً ذکر نہیں کرتے۔
دنیا و آخرت میں انسان کے خسارے کی وجہ اس کی ذکر سے غفلت ہے کیونکہ ذکر نہ کرنے کے باعث اس کی روح وہ قوت حاصل نہ کر پائے گی جو اسے نفس کے حجاب چیر کر اس مقام تک لے جائے جہاں وہ دیدار ومعرفتِ الٰہی حاصل کر سکے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اے ایمان والوں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو ذکر اللہ سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ پانے والے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ کے مختلف ناموں کی تسبیح و ذکر کر رہی ہے جیسا کہ وہ قرآن میں فرماتا ہے:

Marfat.com

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سبھی اس () کی تسبیح کرتے ہیں اور مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذاتی اسم کا ذکر دیا ہے کیونکہ یہ اس کی تمام صفات کا احاطہ کرتا ہے اور اس کے تمام اسماء میں سب سے قوت والا اسم ہے۔ اللہ کا یہ اسم اس قدر قوت کا حامل ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں اسم "" رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں پوری کائنات' جنت وجہنم رکھ دیئے جائیں تو اسم ذات والا پلڑا بھاری ہوگا۔ اسم ذات کے ذکر سے روح کو وہ نورِ بصیرت حاصل ہوتا ہے جو دیدارِ الٰہی کے لیے لازم ہے۔ روح اس قدر قوی ہو جاتی ہے کہ جسم وجان کے تمام حجابات توڑ کر جسمانی موت سے قبل ہی اللہ کا وصال' دیدار اور معرفت حاصل کر سکتی ہے۔ چونکہ ذکرِ "" ہی انسانی مقصدِ حیات یعنی معرفتِ الٰہی کے حصول کی بنیاد ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلی وحی اور سب سے پہلا حکم اللہ کے ذاتی نام کے ذکر کا تھا۔

عبادات کی فرضیت

پڑھ اپنے ربّ کے نام (اسم) سے جس نے خَلق کو پیدا کیا۔

تمام عبادات کی فرضیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت اور پیروکاروں کو اسم ذات کے ذکر کا حکم دیا تاکہ ان کی ارواح نور بصیرت حاصل کر کے معرفتِ الٰہی تک رسائی حاصل کریں جو تمام عبادات کی روح اور بنیاد ہے۔ دین کی اس بنیاد کے مضبوط ہونے کے بعد ہی ان پر ظاہری عبادات فرض کی گئیں۔ سورۃ مزمل سورۃ الاعلیٰ' سورۃ واقعہ' سورۃ اعراف' سورۃ کہف اور سورۃ طٰہٰ عبادات فرض ہونے سے پہلے مکہ میں نازل ہوئیں ان تمام میں اللہ کے اسم کے ذکر کا حکم بھی دیا گیا ہے اور طریقہ بھی سمجھایا گیا ہے۔

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ربّ عظیم کے نام (اسم) کی تسبیح بیان کرو۔

Marfat.com

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کے نام (اسم) کی تسبیح بیان کرو جو سب سے اعلیٰ ہے۔

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کے نام (اسم) کا ذکر کرو اور سب سے ٹوٹ کر اس ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

پھر یہ ذکر کرنے کا طریقہ بھی سمجھا دیا۔

ذکر کیسے کیا جائے؟

اور صبح و شام ذکر کرو اپنے ربّ کا دل میں سانسوں کے ذریعے بغیر آواز نکالے خفیہ طریقے سے عاجزی کے ساتھ اور غافلین میں سے مت بنو۔

اپنے رب کا ذکر کرو خفیہ طریقے سے عاجزی کے ساتھ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ذکر کا حکم خفیہ طریقے سے کرنے کا مطلب بغیر آواز کے ذکر کرنا ہے اور سانسوں کے ذریعے ذکر کا حکم اس لیے ہے کہ سانس کا تعلق روح سے ہے۔ جیسے ہی روح جسم میں داخل ہوتی ہے جسم سانس لینا شروع کر دیتا ہے اور جیسے ہی روح جسم سے نکل جاتی ہے جسم سانس لینا بند کر دیتا ہے۔ چنانچہ سانسوں کے ذریعے اسم کا ذکر روح یا باطنی انسان کی قوت کا باعث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔"

یعنی جس سانس میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ روح کی زندگی کا باعث ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

'جو شخص ذکر کرتا ہے اور جو شخص ذکر نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ذکر کرنے والے کی روح زندہ اور نہ کرنے والے کی روح مردہ ہے۔ آج کل

Marfat.com

لوگوں کی اکثریت تو ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتی اور نماز روزوں پر اکتفا کیے بیٹھی ہے اور جو لوگ ذکر کرتے بھی ہیں تو زبانی ذکر کرتے ہیں۔ جو لوگ قلبی ذکر کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے نزدیک قلب سے مراد سینے کے بائیں جانب رکھا گوشت کا لوتھڑا (دِل) ہے اور وہ حبسِ دم کر کے زور زور سے کا ذکر کر کے اسی لوتھڑے کو چلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ مادی دل پھڑکنے لگ جائے تو سمجھ لیتے ہیں کہ ان کی روح زندہ ہوگئی۔ حالانکہ جسم میں رکھے اس دل کا کام صرف خون کی ترسیل ہے۔ یہ بھی باقی جسمانی اعضاء کی طرح ایک عضو ہے جس کو باقی جسم کے ساتھ اسی دنیا میں رہ کر مٹی کا حصہ بن جانا ہے۔ روح غیر مادی ہے اس کی قوت سانسوں کے ذریعے خفیہ طور پر عاجزی کے ساتھ مسلسل اسم ذات کا ذکر کرنے میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ہوئے ذکر کرو۔

اس آیت مبارکہ میں کروٹوں کے بل لیٹنے سے مراد سونا ہے اور سوتے وقت صرف سانسوں کے ذریعے ذکر ممکن ہے۔

دل کا تعلق

جو لوگ مادی دل کو "قلب" مان کر اس کا تعلق سانسوں سے جوڑتے ہیں اور پھر مخصوص اوقات مقرر کر کے صرف اسی میں ذکر کرتے ہیں نہ کبھی روحانی زندگی پا سکتے ہیں نہ ہی دیدار و معرفتِ الٰہی۔ ان کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ لوگ کتنے احمق ہیں جو دل، نفس، روح اور باطن کا علم نہیں رکھتے اور گوشت کے ایک لوتھڑے کو دل کے مقام سے بند کر کے تفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر قلبی ہے اور گوشت کے اس لوتھڑے کی دھڑکن کو دم کے ساتھ ملا کر سینے میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر قربانی ہے اور گوشت کے اس لوتھڑے کو تفکر کی آنکھ کے سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر نور حضور ہے اور اسی گوشت کے لوتھڑے کو تفکر سے مغزِ سر میں لے جاتے ہیں اور اسی کا نام

Marfat.com

ذکر سلطانی روحانی رکھتے ہیں۔ یہ تمام لوگ غلطی پر ہیں۔ یہ تمام وساوس اور خطراتِ شیطانی ہیں (جو اللہ کی اصل راہ اور قرب سے دور کر دیتے ہیں)۔ (کلید التوحید کلاں)

دل یہ نہیں جس کی جنبش تجھے شکم کے بائیں طرف معلوم ہوتی ہے بدن میں یہ حیوانی دل تو کفار' منافق و مسلم سب کے پاس موجود ہے۔ (عین الفقر)

میں حیران ہوتا ہوں اُن احمق اور سنگ دل لوگوں پر جو رات دن بلند آواز میں "ھُو" "ھُو" کرتے رہتے ہیں مگر اسمِ ذات کی کنہہ کو نہیں جانتے اور رجعت کھا کر پریشان حال اہلِ بدعت ہو جاتے ہیں اور اُن کے سر میں خواہشاتِ نفسانی سمائی رہتی ہیں۔

(کلید التوحید خورد)

مادی دل سے ذکر کرنا باقی عبادات کی طرح جسم کی عبادت ہے' روح کی زندگی کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ کا قرب جسم نے نہیں بلکہ روح نے حاصل کرنا ہے گوشت کے لوتھڑے کا ذکر روح کو کوئی تقویت نہیں پہنچا سکتا کیونکہ روح جسم سے بہت بالاتر ہے۔ البتہ روح کا عروج جسمانی اعمال کی درستی کا باعث ہے چنانچہ جسمانی دِل کا یہ ذکر نہ بندے کو ربّ سے ملاتا ہے' نہ اس کا دیدار اور معرفت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا بالکل بے فائدہ ہے۔ اصل ذکر سانسوں کے ذریعے کیا جانے والا ذکرِ اسمِ ذات ہی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سو چالیس کُتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہر تصنیف اسمِ ذات کی شرح و تفسیر ہے۔ اسمِ ذات کے اِسرار و رموز کو کھول کر جتنا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمایا ہے اس سے پہلے کوئی بھی ایسا نہ کر سکا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لیے علمِ الف (اسمِ ذات) ہی کافی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اسمِ ذات طالبانِ مولیٰ کی ہر مقام پر راہنمائی کرتا ہے اور اسمِ ذات سے ہی وہ کامل فقر کے مراتب پر پہنچتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

اسمِ ذات نہایت بھاری وعظیم امانت ہے اس کی حقیقت (کنہہ) کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

تصورِ اسمِ ذات

اسمِ ذات "عین اللہ پاک" کی ذات ہے۔ (عین الفقر)

تصورِ "اسمِ ذات" کی شان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سن! توریت، زبور، انجیل اور اُم الکتب یعنی فرقان یہ چاروں کتابیں محض اسمِ "" کی شرح ہیں۔ اسمِ کیا چیز ہے؟ اسمِ عین ذات پاک ہے جو بے چون و بے چگون اور بے شبہ و بے نمون ہے اور جس کی شان میں آیا ہے: ۔ جو شخص اسم ذات کو پڑھ کر اس کا حافظ ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسمِ ذات کے پڑھنے اور اس کے ذکر سے وہ علمِ لدّنی کھلتا ہے کہ جس کی نشاندہی اس فرمانِ حق تعالیٰ میں کی گئی ہے: (البقرہ۔ 311) ترجمہ: "اور آدم علیہ السلام کو کُل اسماء کا علم سکھا دیا گیا۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے: (ترجمہ: جس چیز پر اسمِ نہ پڑھا جائے وہ چیز ناپاک ہے) یاد رکھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گزر کر حضورِ پروردگار میں قابَ قوسین کے مقام پر پہنچنا اور اللہ تعالیٰ سے بلاحجاب کلام کرنا محض اسمِ کی برکت سے ہوا کہ اسم دونوں جہان کی چابی ہے۔ ساتوں طبقاتِ زمین اور ساتوں طبقاتِ آسمان جو بلاستون ایستادہ ہیں تو یہ محض اسم ہی کی برکت ہے۔ جو پیغمبر بھی مرتبہ پیغمبری پر پہنچا اور کفار پر فتح حاصل کر کے ان کے شر سے مامون ہوا تو یہ بھی محض اسم ہی کی برکت تھی کہ ان کا نعرہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا" ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔" بندے اور مولیٰ کے درمیان رابطے کا وسیلہ یہی اسمِ ہی تو ہے۔ تمام اولیاء اللہ غوث و قطب اہلِ اللہ کو ذکر فکر الہام مذکور غرقِ توحید مراقبہ وکشف و کرامات اور علمِ لدّنی کے جتنے بھی مراتب نصیب ہوتے ہیں اسمِ ہی کی برکت سے ہوتے ہیں کہ اسم سے وہ علمِ لدّنی کھلتا ہے کہ جس کے پڑھ لینے کے بعد کسی اور علم کے پڑھنے کی حاجت نہیں

Marfat.com

رہتی۔

جس نے اسمِ کے ساتھ قرار پکڑا وہ غیر اللہ کے ہر تعلق سے نجات پا گیا۔ (عین الفقر)

سُن! اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسمِ ذات کے ذکر میں تفاوت وتجاوزِ استدراج ہر گز نہیں ہے کہ اسم جَلَّ جَلَالُہٗ کے چار حروف ہیں۔ جب اسم سے جدا کیا جائے تو یہ اسمِ رہ جاتا ہے۔ جب کے بعد پہلا بھی جدا ہو جائے تو یہ اسمِ رہ جاتا ہے اور جب دوسرا بھی جدا ہو جائے تو یہ رہ جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم" اسم ذات ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "اللہ" (اسمِ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نورِ توحید میں لے آتا ہے (البقرہ)

فرمانِ حق تعالیٰ ہے: نہیں ہے کوئی معبود سوائے "" (ذاتِ حق تعالیٰ) کے، پس اسی کو ہی اپنا وکیل بناؤ (المزمل۔۹)

قرآنِ مجید میں چار ہزار مرتبہ اسمِ "" آیا ہے جس کی برکت سے سارا قرآن ہی اسمِ "" ہے۔

مرشدِ کامل وہ ہے جو اسمِ "" اور اسمِ "" کی راہ جانتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اور طالبِ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس اور پاک ذات کے علاوہ اور کوئی طلب نہیں رکھتا۔

"آسمان اُس کا اپنا بنایا ہوا ہے وہ اُسے سمیٹ لے گا لیکن اسمِ "ہمیشہ قائم رہے گا۔" (عین الفقر)

اسمِ ذات کے ذکر کی چار منازل ہیں اسمِ ذات اپنے مسمّٰی ہی کی طرح یکتا' بے مثل اور اپنی حیرت انگیز معنویت وکمال کی وجہ سے ایک منفرد اسم ہے۔ اس اسم کی لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کے حروف کو بتدریج علیحدہ کر دیا جائے تو پھر بھی اس کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور ہر صورت میں اسمِ ذات ہی رہتا ہے۔ اسم کے شروع سے پہلا حرف اہٹا دیں تو رہ جاتا ہے اور اس کے معنی ہیں" کے لئے" اور یہ بھی اسمِ ذات ہے قرآن مجید میں ہے:

Marfat.com

"للہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے"۔
اور اگر اس اسم پاک کا پہلا ہٹا دیں تو رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں "اس کے لئے" اور یہ بھی اسمِ ذات ہے۔ جیسے ارشادِ ربانی ہے:۔
"اسی کے لیے بادشاہت اور حمد وستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔
اور اگر دوسرا بھی ہٹا دیں تو رہ جاتا ہے اور یہ اسمِ ضمیر ہے اور اس کے معنی ہیں "وہ" اور یہ بھی اسمِ ذات ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:
وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ)۔ فقراء اور عارفین نے کو اسمِ اعظم اور سلطان الاذکار بتایا ہے۔
امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسمِ اعظم ہے۔
شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ جلد دوم میں فرماتے ہیں:
عارفین کا آخری اور انتہائی ذکر ہے۔
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس کو عارفین کا آخری اور انتہائی ذکر قرار دیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
ذکرِ ذاکرین کا انتہائی ذکر ہے۔
ذکرِ کرتے کرتے جب ذاکر کے وجود پر اسمِ غالب آ کر اُسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس کے وجود میں کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

فنا سے بقا تک کا سفر

باھُوؒ کے ساتھ فنا ہو کے بقا پا گیا کیوں کہ اوّل آخر کا راز اُسے مل گیا۔
جو شخص باھُوؒ سے ذکرِ "یاھُو" حاصل کر لیتا ہے اُسے ہر کبوتر اور ہر فاختہ کی زبان سے ذکرِ "یاھُو" سنائی دیتا ہے۔
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے ظاہری وصال کے بعد یہ ذکر ان کے روحانی وارث اور امانتِ الٰہیہ کے حامل سروری قادری مشائخ عطا فرماتے ہیں۔

Marfat.com

باھوؒ تو میں گم ہو گیا ہے ایسے گمنام کو بھلا کیسے پایا جا سکتا ہے؟ اور یوں نورِ ذاتِ الٰہی میں خود کو گم کر کے میں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس ہو گیا ہوں۔

باھوؒ کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے اے طالب تو بھی کی آنکھ سے دیدارِ وحدت کی بہار دیکھ۔

جس شخص کے وجود میں ذکرِ جاری ہو جاتا ہے اُس کا وجود نورِ ذات میں ڈھل جاتا ہے اسمِ اعظم سے فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے باھوؒ دن رات ذکرِ "یاھو" میں غرق رہتا ہے۔

باھوؒ میں فنا ہو کر زندہ جاوید ہو گیا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ جو عین ذات کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔ (عین الفقر)

اسمِ یاھو نے باھوؒ کا راہبر اور پیشوا بن کر اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف کر دیا ہے۔

ابتدا بھی "" ہے اور انتہا بھی "" ہے جو کوئی "" تک پہنچ جاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے اور "" میں فنا ہو کر "" بن جاتا ہے۔

باھوؒ کی زبان پر ہر وقت اسمِ کا ورد جاری رہتا ہے جو ایک ننگی تلوار ہے۔ اس تلوار سے وہ ہر وقت نفسِ قاتل کو قتل کرتا رہتا ہے۔

اگر تُو "" کے اسرار حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دل سے نکال دے۔ (قربِ دیدار)

جس کے وجود میں ذکر اسمِ "" کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے اُسے "" (ذاتِ حق) سے محبت ہو جاتی ہے اور وہ غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

جب کوئی دل کے ورق سے اسمِ "" کا مطالعہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ایسی حالت میں وہ خلق کی نظر میں بے شعور ہوتا ہے مگر خالق کے ہاں وہ صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

گزشتہ ادوار میں اسمِ ذات مندرجہ بالا چار منازل میں طالبانِ مولیٰ کو عطا کیا جاتا تھا جس

Marfat.com

کی وجہ سے سلطان الاذکار" جو حقیقتاً طالب کو بارگاہِ الٰہی میں لے جا کر ذاتِ حق تعالیٰ کی پہچان عطا کرتا ہے، تک پہنچنے کے لیے بہت وقت درکار ہوتا تھا، اور عموماً کمزور طالبانِ مولیٰ کی رسائی کبھی " تک ہو ہی نہ پاتی تھی۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مرشد کامل اکمل سلطان العاشقین حضرت سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس کے فیضِ بے بہا اور بے پناہ روحانی قوت کی وجہ سے طالبانِ مولیٰ کو بیعت کے فوراً بعد سلطان الاذکار" عطا کر دیا جاتا ہے اور تصور کے لیے سنہری اسمِ ذات عطا کیا جاتا ہے۔

سانسوں کے ساتھ اسمِ کے ذکر کے ساتھ ساتھ تصورِ اسمِ ذات بھی اللہ کی پہچان و معرفت حاصل کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ کسی بھی چیز کی پہچان کا سب سے عمدہ اور اعلیٰ ذریعہ آنکھ اور بصارت ہے۔ دیگر حواس اشیاء کی شناخت کے ناقص آلے ہیں۔ جبکہ "دیکھنے" سے کسی بھی چیز کی پوری پوری پہچان ہو جایا کرتی ہے اس لیے آنکھ سے کیا جانے والا تصور اور پاس انفاس (سانس کے ذریعے) سے کیا جانے والا ذکر سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ صرف یہی ذریعۂ معرفت اور وسیلۂ دیدارِ پروردگار ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ذکر کے ساتھ ساتھ تصورِ اسمِ کا حکم بھی دیتا ہے:

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے رب کے نام (اسمِ) کا ذکر کرو اور سب سے ٹوٹ کر اس ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

آیت کے پہلے حصے میں ذکر کا حکم ہے اور دوسرے حصے میں تصور کا۔ "سب سے ٹوٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ" میں "متوجہ" ہونے سے مراد قلب و ذہن سے ہر شے کا خیال نکال کر صرف اللہ کی ذات کا تصور آنکھوں کے ذریعے دِل میں بسانا ہے۔ تصور سے اسمِ ذات کو اپنے دِل پر نقش کرنے سے یہ انسان کی باطنی شخصیت پر اثر انداز ہو کر اسے زندہ اور بیدار کرتا ہے اور اس طرح انسان کی "باطنی آنکھ" کھل جاتی ہے جس سے اسے نورِ بصیرت حاصل ہو جاتا ہے جس سے اللہ کی پہچان اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

ذکر اور تصور کا باہمی رشتہ ایک تانے بانے کی مانند ہے اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں

Marfat.com

کیا جاسکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا ذہن ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ کسی نہ کسی چیز کے خیال میں محو رہتا ہے۔ ایک لحہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔ یہ ذکر کی قسم ہے اور جن چیزوں کے متعلق ہمارا دل سوچتا ہے تو ان کی شکلیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ اگر بیوی بچوں کے متعلق سوچتا ہے تو وہ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور گھر کے بارے میں سوچتا ہے تو گھر ہمارے سامنے آجاتا ہے اسے "تصور" کہتے ہیں۔ ذکر و تصور کا یہ سلسلہ مسلسل اور لگاتار جاری رہتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا کے لوگوں اور اشیاء سے ہماری محبت اور رشتہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہی تعلق اور لگاؤ ذکر اور تصور ہے۔ صوفیاء کرامؒ ذکر اور تصور کے اس دنیاوی رُخ کو رُوحانی رُخ کی طرف موڑ کر واصل باللہ ہونے کا طریقہ ذکر اور تصورِ اسم ذات کی صورت میں بتاتے ہیں۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور پانی کی بہتات سے پژمُردہ فصل پانی ہی سے ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ذکر کو ذکر اور تصور کو تصور کاٹتا ہے۔ ضرورت صرف ذِکر اور تصور کے رُخ کو بدلنے کی ہے اگر ہم دنیا اور اس کی فانی اشیاء اور اشکال کی بجائے اسمِ ذات کا ذِکر اور تصور کریں تو ہمارا اس دنیا اور اس کی اشیاء سے لگاؤ اور محبت ٹوٹ کر اللہ سے عشق و محبت پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کے قلب میں پوشیدہ امانتِ حق تعالیٰ ظاہر ہو جاتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مشق تصورِ اسمِ ذات کے انسانی قلب و باطن پر اثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مشق تصورِ اسم ذات سے دِل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ بارانِ رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ (شمس العارفین)

تصورِ اسم ذات کے ذریعے طالب اللہ لاھوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدۂ انوار دیدارِ ذات کھلی آنکھوں سے کرتا ہے اور ہر دو جہان کی آرزوؤں سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا ہے عین سنتا ہے اور عین پاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

ہر قفل کی ایک کنجی ہوتی ہے اور انسان کے (باطنی) وجود کی کنجی تصورِ اسم ذات ہے۔ جو

Marfat.com

شخص وجود کا قفل کھول کر قلبِ سلیم کا خزانہ حاصل کرنا چاہے تو تصورِ اسمِ ذات سے ایسا کرے۔(نورالہدیٰ کلاں)

وہ کون سا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے طالب ایک ہی دم میں بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کے اپنے نفس سے جُدا ہو جائے۔ وہ علم "تصورِ اسمِ ذات" ہے کہ جس سے طالبِ مولیٰ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے۔(نورالہدیٰ کلاں)

جملہ قرآنی علوم، نص و حدیث اور تمام علوم جو لوحِ محفوظ اور عرش و کرسی پر لکھے ہوئے ہیں، ماہ سے ماہی تک ساری مملکتِ خداوندی کے غیبی علوم اور اللہ تعالیٰ کے سارے بھید اور توریت، زبور، انجیل و قرآن کے جتنے علوم ہیں اور تمام حکم احکام اور ظاہری و باطنی نفسی، قلبی، روحی، سرّی امور اور جو حکمتیں تمام عالمِ مخلوقات کے درمیان جاری ہیں سب کے سب اسی "تصورِ اسمِ ذات" کی طے میں موجود ہیں۔(نورالہدیٰ)

کُل سلک سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالبِ مولیٰ ایسے مرتبے کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جس وقت چاہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرے اور ان کا ہم مجلس ہو جائے۔ یہ توفیق صرف تصورِ اسمِ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔(نورالہدیٰ کلاں)

"تصورِ اسمِ ذات" سے دل میں انوارِ دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ ذکر فکر، ورد و وظائف سے رجوعاتِ خلق پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نفس موٹا اور مغرور ہو جاتا ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

حشر کے روز آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا تو جس شخص کے دل پر اسمِ ذات نقش ہوگا یا جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدقِ دل سے اسمِ ذات کا تصور کیا ہوگا، اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے تو ایک طرف کے پلڑہ میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسری طرف کے پلڑہ میں اسمِ ذات رکھ دیا جائے گا تو اسمِ ذات

Marfat.com

والا پلڑہ بھاری ہوگا اور فرشتے تعجب سے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ "یا اللہ! اس نے ایسی کونسی نیکی کی ہے جس کے بدلے میں اس کا نیکیوں والا پلڑہ بھاری ہے؟" ارشاد ہوگا کہ "یہ شخص ہمیشہ میری طلب میں رہتا تھا اور میرے ذاتی نام یعنی اسمِ ذات میں مشغول رہتا تھا۔ اے فرشتو! تم اہلِ حجاب ہو اور اس کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ یہ بندہ میرا طالب ہے یہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو"۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (عین الفقر)

اسمِ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، مال، تلاوتِ قرآنِ مجید اور ہر قسم کی دیگر عبادات کرتا رہے یا عالم بن کر اہلِ فضیلت بن گیا ہو لیکن اسمِ ذات اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیگانہ رہا اور ان دونوں اسماء پاک سے شغل نہیں کیا تو اس کی ساری عمر کی عبادت برباد و ضائع ہوگئی۔ (عین الفقر)

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی بے ریا عبادت سے افضل اور تصورِ اسمِ ذات میں ایک سانس لینا ایک ہزار مسائلِ فقہ سیکھنے سے افضل ہے۔ (عین الفقر)

ایسا اس لیے ہے کہ تصورِ اسمِ ذات سے نفسِ امارہ قتل ہو جاتا ہے اور دل زندہ ہو جاتا ہے جس سے حضورِ قلب (دل کی توجہ) حاصل ہوتی ہے۔ جسے حضورِ قلب حاصل ہو اس کی ہر عبادت مقبول ہوتی ہے اور جسے حضورِ قلب حاصل نہ ہو اس کی ہر عبادت ریا کا درجہ رکھتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

"حضورِ دل کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔"

جس دل کے اندر اسمِ ذات کا نوری نقش قائم ہو جائے وہ دل قلبِ سلیم کہلاتا ہے اور قلبِ سلیم ہی قیامت کے روز کام آئے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

"قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد کام آئے گی بلکہ وہاں کامیابی اس کی ہوگی جس نے قلبِ سلیم پیش کیا۔"

Marfat.com

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
جب فقیر فنافی اللہ بقا باللہ تصورِ اسمِ ذات میں مشغول ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا اور یہ بندہ مجھ پر بیٹھ کر تصورِ اسمِ ذات کرتا اور زمین کہتی ہے "الحمد للہ" کہ میں ذکر سے حلاوت پا رہی ہوں۔ جب زندہ دل ذاکر تصورِ اسمِ ذات کرتا ہے تو اس کا ہر رگ و ریشہ گوشت پوست، مغز و قلب و رُوح و سِرّ غرضیکہ تمام اعضائے جسم ذکرِ سے گویا ہو جاتے ہیں اور ربوبیتِ حق تعالیٰ سے جواب آتا ہے (میرے بندے میں حاضر ہوں) یہ سُن کر فرشتے رشک سے کہتے ہیں "ہم تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں گزار رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے کبھی بھی نہیں فرمایا۔ کاش کہ ہم بھی بندے ہوتے" اے بندے خود کو پہچان کہ تو خاص ہے۔ اس لیے خاص بن۔ (عین الفقر)
فقیر کے مغز و پوست میں اسمِ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور یہ ذکر اس کی ہڈیوں میں، اس کی آنکھوں میں اور اس کے چمڑے میں بھی جاری ہو جاتا ہے۔ پس قلبی ذاکر کا تمام بدن اسمِ ذات بن جاتا ہے اور اس میں اسمِ ذات جاری ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ ایسے فقیر کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ بن جاتا ہے۔ (محبت الاسرار)
عارف باللہ تصورِ اسمِ ذات کے ذریعہ ایک ہی دم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں مقامات طے کر جاتا ہے۔ (قربِ دیدار)
تصورِ اسمِ ذات کی مشق کرنے والا معشوق بے مشقت اور محبوب بے محنت ہوتا ہے۔ اسے عمدہ مراتب نصیب ہوتے ہیں اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے وہ تمام دِلوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اسمِ ذات کے تصور اور تصرف سے طالب اللہ مخلوقِ خدا کے لیے فیض بخش ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
تصورِ اسمِ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت و زنگار اور خطراتِ شرک و کُفر کی نجاست دُور نہیں ہوتی۔ (شمس العارفین)
تصورِ اسمِ ذات صاحبِ تصور کے لیے زندگی بھر شیطان اور اس کے چیلوں کے شر سے محفوظ

Marfat.com

پناہ گاہ بن جاتا ہے۔(شمس العارفین)

اعمالِ ظاہر سے دل ہر گز پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی دل سے نفاق جاتا ہے جب تک کہ دل کو مشقِ تصورِ اسمِ ذات کی آگ سے نہ جلایا جائے اور نہ ہی اس کے بغیر دل کا زنگار اُترتا ہے۔ذکر "" کے بغیر دل ہر گز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہر گز نہیں مرتا۔(شمس العارفین)

جو شخص چاہے کہ زرّیں و اطلس کا لباس پہنے اور عمدہ خوراک کھانے کے باوجود اُس کا نفس مطیع و فرمانبردار رہے، حادثاتِ دُنیا سے مامون رہے، معصیتِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اُس کے وجود سے خناس، خرطوم و وسوسہ و ہمات و خطرات خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ مشقِ تصور سے اپنے دل پر اسمِ ذات نقش کرے، اس طرح اُس کا دل غنی ہو جائے گا اور بے شک وہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حضوری پائے گا۔ (کلید التوحید کلاں)

مشقِ مرقومِ وجودیہ میں انگشتِ شہادت سے نقشِ اسمِ ذات کو سامنے رکھ کر تفکر سے وجود کے مختلف اعضاء پر اسمِ ذات لکھا جاتا ہے جس سے روح نورِ الٰہی سے تقویت و تجلیات پاتی ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ مشقِ مرقومِ وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

کُل و جز کے جملہ مراتب حاصل کرنا اور واصل بحق ہونا مشقِ مرقومِ وجودیہ ہی سے ممکن ہے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ میں وجود پر بذریعہ تفکر (مخصوص طریقہ سے) اسمِ ذات لکھا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں اسمِ ذات کے ہر ایک حرف سے تجلی پیدا ہوتی ہے جو طالب کو یکدم حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے اور طالب غنی و لایحتاج ہو جاتا ہے۔(نور الہدیٰ کلاں)

وہ کونسی راہ ہے اور وہ کونسا علم ہے کہ جس سے طالب اللہ، آفاتِ شیطانی بلیاتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیائے پریشانی سے بچ کر قربِ ربانی میں پہنچ جاتا ہے اور فنافی اللہ ہو کر ہمیشہ غرقِ نور اور مشرف وصال رہتا ہے۔ اُسے وصال لازوال حاصل رہتا ہے وہ قیل و قال کو چھوڑ دیتا ہے اور دیدارِ جمال کے مشاہدے کی لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ علم و راہ "مشق

Marfat.com

مرقومِ وجودیہ" ہے کہ جس سے اسمِ ذات طالبِ اللہ کے ساتوں اندام کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس طرح گھاس کی بیل درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسمِ ذات طالبِ اللہ کے وجود کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیتا ہے کہ اُس کے ہر اندام پر، کانقش تحریر ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

طالبِ مولیٰ جب تصور سے مشقِ مرقومِ وجودیہ کرتا ہے تو سر سے قدم تک اس کے ساتوں اندام نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور طالب مولیٰ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک ہوتا ہے۔ مشقِ وجودیہ اسم ذات کی پاکیزگی کی برکت سے طالب مولیٰ نوری بچہ بن کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف و کرم و شفقت فرماتے ہیں اور اس معصوم نوری بچے کو اہل بیت رضی اللہ عنہم کے پاس لے جاتے ہیں جہاں خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسے اپنا نوری فرزند قرار دے کر اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں جس سے وہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا شیر خوار نوری بچہ بن جاتا ہے اور اس کا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزندِ نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں وہ اسی نوری حضوری بچے کی صورت میں ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور بظاہر اربعہ عناصر کے ظاہری وجود کے ساتھ لوگوں میں ہر خاص و عام سے میل جول رکھتا ہے یہ مراتب ہیں کامل فقیر کے۔ (باب شرح فقر نور الہدیٰ کلاں)

اسمِ ذات کے منکر کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسمِ ذات اور ذکر اور تصورِ اسمِ ذات سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا' یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا پھر وہ حاسد ہوتا ہے یا متکبر۔ (عین الفقر)

جو اسمذات اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے وہ ابو جہل ثانی ہے یا فرعون۔

(قربِ دیدار)

Marfat.com

جسے اسمِ ذات اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔
(محک الفقر کلاں)

جس طرح اسمِ "اللہ کا ذاتی نام ہے اور اس کی تمام صفات اور دیگر صفاتی ناموں کا احاطہ کرتا ہے اسی طرح اسمِ "(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذاتی نام ہے اور اُن کی تمام صفات اور ذات کی تمام خوبیوں کا جامع ہے اور ان کی ذات سے سب سے زیادہ وابستہ ہے اسی لیے تصورِ اسم مجلسِ محمدی کی حضوری کے لیے سب سے پُر اثر اور طاقتور ذریعہ ہے۔ جو باطن میں دیدارِ الٰہی سے پہلے اہم مقام ہے۔ جسے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری حاصل ہوگئی اسے کاملِ دین حاصل ہوگیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اسمِ ذات کے ساتھ ساتھ تصورِ اسمِ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اسرار و رموز کو بھی کھول کر بیان فرمایا ہے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مرشدِ کامل اکمل وہی ہے جو اسمِ ذات اور اسمِ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی راہ جانتا ہے۔ آپ اسمِ ذات کے ساتھ ساتھ اسمِ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تصور کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات مبارک میں صحابہ کرامؓ نے معرفتِ الٰہی کی تمام منازل اور مراتب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک کے دیدار اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب و نگاہِ کامل کی توجہ سے حاصل کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد آنے والے طالبانِ مولیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ مبارک کے توسط اور برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس تک باطنی طور پر رسائی حاصل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم و تاثیر سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہربانی اور ساتھ کے بغیر آج تک نہ کوئی اللہ تک پہنچ پایا ہے نہ پہنچ پائے گا۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ کی توجہ حاصل نہ ہو روح نہ زندگی پاتی ہے اور نہ وصال و معرفتِ الٰہی۔ موجودہ زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کامل سے فیض یاب ہونے کا

Marfat.com

ذریعہ ذکر و تصور اسمِ اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو طالب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں لے جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا ساتھ نصیب کرتا ہے۔ اس مجلس میں صبر و استقامت' ادب و حیاء اور مکمل اطاعت و پیروی کے ساتھ دنیاوی تعلقات کو قطع کر کے مستقل حاضری کے بعد ہی ایک طالب اس لائق بنتا ہے کہ اسے محبوبیت کے مراتب حاصل ہوں اور اللہ کی معرفت و وصال نصیب ہو۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اسم ذات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اسم "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسم ذات کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: کی شرح یوں بھی ہے کہ فقر کی ابتدا اسمِ سے ہے یعنی فقراء اسم سے فقیر بنتے ہیں اور اسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے کہ اسم "" اسم "" میں تبدیل ہو جاتا ہے چنانچہ حدیثِ قدسی میں فرمان حق تعالیٰ ہے: "اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میں ہے اور میں تو ہوں۔" یعنی یہ دو نام ایک ہی صنف سے ہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے)۔

چنانچہ اسم "" درحقیقت اسی قوت اور اثر کا حامل ہے جو اسم کو حاصل ہے۔ لیکن اسمِ میں جلال بھی ہے جمال بھی، قہر بھی ہے لطف بھی جبکہ اسمِ "" میں جمال ہی جمال اور رحمت ہی رحمت ہے۔ چنانچہ انسانی باطن پر اس کے اثرات زیادہ خوش کن ہیں۔ اسمِ کے تصور اور ذکر سے انسانی روح شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہو کر اللہ کی زیادہ تابع دار ہو جاتی ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اسم "" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اثرات و کمالات کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب طالب اللہ اسمِ ذات' اسم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلمہ طیبہ کے تصور میں محو ہوتا ہے تو اس کے گناہ نورِ اسمِ ذات کے لباس میں چھپ جاتے ہیں۔ (محبت الاسرار)

جو شخص اسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرتا ہے، ہر بات کے جواب میں نور محمدی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم سے لب کشائی کرتا ہے۔ تصور کرنے والے پر اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تاثیر کرتا ہے۔ تصور اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرنے والا روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور عظمتِ عظیم، ہمراہیِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، قلبِ سلیم، صراطِ مستقیم اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم جسم، ہم قدم، ہم زبان، ہم شنو، ہم بینا ہو جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم "صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" میں چار حروف ہیں جس میں دونوں جہان ہیں۔ اس میں دونوں جہان کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ (محبت الاسرار)

جس کسی کے وجود میں اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور (تصور اسم "صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے) داخل ہو جائے اس شخص کا ہر کام نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور کے چار طریق ہیں جن سے چار قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

اول: یہ کہ جو کوئی اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور دل پر کرتا ہے تو اس کا قلب زندہ اور نفس مطلق مردہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تصور (نفس پر) امیر و غالب ہے۔ فنا فی اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس مرتبہ سے فقیر کامل ہو جاتا ہے۔

دوم: یہ کہ جو کوئی اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور سے دل (کی ولایت) میں داخل ہو جاتا ہے اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ اس (مجلس) کو پالیتا، اس کی شناخت کر لیتا اور وہاں پہنچ کر اسے دیکھ لیتا ہے۔

سوم: یہ کہ جو کوئی اپنے آپ کو اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں محو کر لیتا ہے تو اس تصور سے اس پر کُل و جز ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے (وسیلہ سے اُمت کے) اگلے اور پچھلے (تمام) گناہ بخش دے۔ (سورۃ الفتح۔ ۲)

ایسا صاحبِ تصور انسان ہونا چاہیے نہ کہ گائے گدھے کی صفات رکھنے والا حیوان۔

Marfat.com

چہارم: یہ کہ جو کوئی اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور کی حاضرات سے اپنے آپ کو (حضورِ مجلس) میں حاضر کر لیتا ہے اور علم ناظرات کے وسیلہ سے اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں منظور کروالیتا ہے اس کے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں رہتی۔ اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش کا تصور ایسی راہ ہے جو پہلے ہی روز حضوری محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت بخش دیتا ہے کیونکہ علم ہی حضوری کا گواہ ہے۔ (کشف الاسرار)

نفس کے حیلوں اور شیطان کی چالوں سے نجات' ہر طرح کے جہل' کفر و شرک سے بچاؤ اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور میں محو ہو جانے سے ہی ممکن ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طالب اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دماغ میں تصورِ اسم "" اور تصورِ اسم " صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم " سے تصرف کرے تا کہ اُس کے مغز میں ذکرِ روح اور ذکرِ سِرّ کی تپش سے ایسی آگ بھڑکے جو اُسے خلافِ نفس و خلافِ زن و خلافِ دنیا و خلافِ شیطان کر دے۔ (محک الفقر کلاں)

اسم میں اسمِ اعظم ہے اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں صراطِ مستقیم ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جو عالم باللہ اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فنا ہوتا ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ ایسا شخص عالم بھی ہوتا ہے اور عامل بھی اور فقیر کامل بھی اور حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا منظورِ نظر مرید لایرید بھی۔ (فضل اللقاء)

اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصور سے علم کی سچی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ (کلیدِ جنت)

اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرنے والا جب اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت کا تصور کرتا ہے تو تمام ماسوائے اللہ کو ترک کر دیتا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آتی ہے۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باادب باحیاء عاشق اللہ تعالیٰ کا معشوق بن جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

Marfat.com

جب طالب اسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو بے شک جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک مع ارواحِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہایت لطف وکرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں۔ صاحبِ تصور کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "میرا ہاتھ پکڑ۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑتے ہی طالب کا دل معرفتِ الٰہی کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ (کلیدِ جنت)

اسمِ ذات اور اسمِ کے منکر کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصور" اسمِ اور ذکر اور تصورِ اسمِ ذات سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا' یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا پھر وہ حاسد ہوتا ہے یا متکبر۔ (عین الفقر)

جو اسم ذات اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے وہ ابوجہل ثانی ہے یا فرعون۔ (قربِ دیدار)

جسے اسمِ ذات اور اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

تلاش مرشد

قرآنِ مجید میں بھی وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے۔

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اس آیت مبارکہ میں ایمان لانے والوں کو دو باتوں کا حکم ہوا ہے اول تقویٰ اختیار کرنا دوم اللہ کی پہچان کے لیے وسیلہ پکڑنا، ڈھونڈنا یا تلاش کرنا۔

وسیلہ کا لغوی معنیٰ "واضح راستہ اور ایسا ذریعہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچا دے اور اس حد تک معاون ومددگار ہو کہ حاجت مند کی حاجت باقی نہ رہے۔ اور اس وسیلہ کی بدولت وہ مقصودِ زندگی حاصل کر کے مطمئن ہو جائے"۔ "لسان العرب" (جلد 11 صفحہ 725) میں وسیلہ کی تعریف یوں کی گئی ہے: "جس کے ذریعے کسی دوسری چیز کا قرب حاصل کیا جائے اسے

Marfat.com

وسیلہ کہتے ہیں"
شرعی اصطلاح میں وسیلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی ہستی کو وسیلہ بنایا جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو، جس نے راہِ سلوک طے کیا ہو اور اس راستہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو۔ تصوف میں اس سے مراد مرشد، ہادی، شیخ یا پیر ہے جو خود شناسائے راہ ہو اور راہِ فقر کی منزلیں طے کرتا ہوا حریمِ قدس تک پہنچ چکا ہو اور اب اس قابل ہو کہ اُمت کے ناقص و خام عوام کی راہنمائی کر سکے۔ اور اپنی روحانی قیادت میں انہیں شیطانی وساوس و خطرات اور نفس کی تباہ کاریوں اور رکاوٹوں سے بچا کر آگے لے جا سکے۔ اِس صورت میں آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ "اے لوگو! کسی ہادی کامل (مرشدِ کامل اکمل) کی تلاش کرو تاکہ ربّ تک پہنچ سکو"
اسم اور اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر اور تصور بھی تبھی بندے کو اللہ سے ملاتا ہے جب یہ ذکر و تصور ایسے رہنما کی نگرانی میں کیا جائے جو اللہ سے وصال کی راہ جانتا ہو۔ جس طرح انسان کسی نئے راستہ پر چلنے سے پہلے جس سے وہ بالکل ناواقف ہو ضرور کسی کی رہنمائی حاصل کرتا ہے یا کسی بھی سبق اور تعلیم یا ہنر کو سیکھنے کے لیے اسے معلم کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح فقر کے اس باطنی سفر کی راہ سے نہ صرف انسان ناواقف ہے بلکہ اس راستے پر جگہ جگہ شیطان راہزن بن کر گھات لگائے بیٹھا ہے تاکہ انسان کو اس راہ سے بھٹکا سکے اور کبھی اللہ تک نہ پہنچنے دے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے: شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور فواحش کی تعلیم دیتا ہے۔
چنانچہ اس سفر میں اللہ کے طالب کو ذکر و تصورِ اسم کے زادِ راہ کے ساتھ ساتھ ایک رہنما کی بھی بہت ضرورت ہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ چلو۔
مرشد کامل اکمل جو اس راہ کو بخوبی جانتا ہے ایک سالک کا رہنما بھی ہے، معلم بھی ہے اور رفیق بھی۔ وہی طالب کو شیطانی وساوس اور خطراتِ ہوا و ہوس (نفسانی خواہشات) سے بچا

Marfat.com

کر اس راہ پر چلاتا اور منزل تک پہنچاتا ہے۔ مرشدِ کامل کے بغیر کسی بھی انسان کا، خواہ وہ کتنا ہی عبادت گزار اور نیک کیوں نہ ہو، اللہ کی معرفت کا سفر طے کرنا ناممکن ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہے۔

یقیناً جب اصل رہنما کا ساتھ نہ ہوگا تو شیطان کے لیے آسان ہو جائے گا کہ وہ راستے سے ناواقف انسان کو بھٹکا دے۔ مرشدِ کامل ہی اس راہ میں سالک کا طبیب بھی ہے جو اس کی باطنی بیماریوں حسد، بہتان، غیبت، بغض، کینہ، بدگمانی، تکبر، عجب یعنی خود پسندی یا خودنمائی، ہوس، طمع لالچ، حرص وغیرہ کا علاج کر کے اس کی رُوح کو تندرست و توانا بناتا ہے تا کہ اس کے لیے یہ سفر طے کرنا مشکل نہ رہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح پستہ کے اندر مغز چھپا ہوا ہے۔ مرشد کامل ایک ہی دم میں طالب اللہ کو حضورِ حق میں پہنچا کر مشرفِ دیدار کر دیتا ہے، کیا عالمِ حیات اور کیا عالمِ ممات کسی بھی وقت (طالب) اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

بقول شاعر:

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا
یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ خود بھی ایسے مرشد کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتا ہے جو ذکر میں کامل ہو۔

پس اہلِ ذکر سے (اللہ کی راہ) پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

یہاں اہلِ علم سے پوچھنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ علم مختلف انسانوں کو ان کی سمجھ اور زاویہ نگاہ کے مطابق ایک ہی شے کی حقیقت جاننے کے مختلف راستے بتاتا ہے اور یوں لوگوں میں تفرقہ کی بنیاد ڈالتا ہے۔ آج اُمتِ مسلمہ میں فرقہ پرستی کی بنیاد مختلف علماء کرام کا دین کے علم میں اختلاف ہی ہے کہ ہر عالم اپنی سمجھ کے مطابق دینِ اسلام کی نئی تشریح کرتا ہے۔ جن لوگوں

Marfat.com

کو اس کی تشریح کچھ مناسب معلوم ہوتی ہے وہ اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں چنانچہ امت عبادات و عقائد کی بنیاد پر بے شمار فرقوں میں بٹی ہوئی مختلف راہوں پر چل رہی ہے۔
حالانکہ اللہ تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:
"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔
"یہاں 'اللہ کی رسی' سے مراد مرشدِ کامل ہی ہے جو بندے کو اس کے رب تک پہنچاتا ہے۔
علماء کرام تو خود تفرقے میں پڑے ہوئے ہیں وہ کسی کو اللہ تک کیسے پہنچائیں گے۔
مرشدِ کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی جانشین 'اُن کے نائب اور اُن کی امانتِ فقر کے وارث ہوتے ہیں۔ یہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہوتے ہیں اور طالبانِ مولیٰ کو ان کے رب سے ملانے اور معرفتِ الٰہی کی تعلیم دینے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ دنیا کبھی ان سے خالی نہیں ہوتی۔ جو لوگ جعلی پیروں فقیروں کے چنگل میں پھنس کر اصل مرشدانِ کاملین سے بھی بدظن ہو بیٹھتے ہیں درحقیقت کھوٹ ان کی اپنی ہی نیت میں ہوتا ہے۔ جو مخلص ہو کر صرف اللہ کی طلب میں نکلے وہ کبھی دھوکہ نہیں کھاتا کیونکہ اللہ نے اپنی طرف آنے والے مخلصین کی رہنمائی کا خود وعدہ کیا ہے۔
اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش اور جدوجہد کی ہم ان کو ضرور بالضرور اپنے صحیح راستوں پر لگا دیں گے۔
اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ جن لوگوں کی طلب ہی دنیا اور دنیاوی مال و دولت 'عزت و جاہ یا اللہ کی بجائے بہشت و حور و قصور ہو' ان کو رہنما بھی تو پھر ان کی طلب کے مطابق ہی ملے گا۔ البتہ جو لوگ خالص ہو کر صرف قرب و دیدارِ الٰہی کے خواستگار ہوں گے ان کی رہنمائی اللہ تعالیٰ ضرور کسی کامل رہنما کی طرف کر دیتا ہے۔ یہ مرشد کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس طریقہ کے مطابق طالب کے باطن کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ کرتا ہے جو قرآن پاک کی سورۃ جمعہ میں مذکور ہے:
(اللہ) وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم بھیجا جوان پر آیات تلاوت کرتا ہے اور (اپنی نگاہِ کامل سے) ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب کی (قرآن کی حقیقی باطنی) تعلیم اور حکمت عطا کرتا ہے۔"

مرشد طبیب کی مانند سالک کی روح کو روحانی بیماریوں' حسد' تکبر' بہتان' غیبت' بغض' کینہ' بدگمانی' عجب یعنی خود پسندی یا خودنمائی' ہوس' طمع لالچ' حرص وغیرہ تمام باطنی بیماریوں سے پاک کرتا ہے۔ مرشدِ کامل کی مہربانی اور اسم ذات کے ذکر وتصور سے طالب باطنی پاکیزگی کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی روح روحِ قدسی کہلاتی ہے۔ روحِ قدسی ہی وہ روح ہے جو اپنی پاکیزگی کی وجہ سے اللہ کے انتہائی قریب پہنچ کر اللہ کا دیدار اور پہچان حاصل کرسکتی ہے۔ یہی وہ روح ہے جو انسان کی پیدائش کے وقت اس کے اندر موجود تھی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"اور ہم نے انسان کو احسن ترین صورت پر پیدا کیا"

لیکن دنیا میں آنے کے بعد یہ روح دنیاوی آلائشوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور انسان کی بے توجہی سے پژمردہ ہو کر اپنی پاکیزگی اور قوت کھو بیٹھتی ہے۔

مرشدِ کامل روح کو پاکیزہ بنانے کے لیے سالک کی تربیت اس طریقے سے کرتا ہے کہ اس کو دنیا کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ روحِ قدسی جب اللہ کے دیدار کی لذت پالیتی ہے تو دنیا کی فانی اور وقتی لذات اس کے لیے بے معنی ہو جاتی ہیں اور انہیں پانے کی تگ و دو کرنے کی بجائے وہ اللہ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے دل سے مال وزر کی ہوس نکل جاتی ہے۔ اللہ کی رضا کے سامنے دنیا کی ہر شے ہیچ نظر آنے لگتی ہے۔ وہ اللہ کی رضا کی خاطر عاجزی وانکساری اختیار کرتا ہے۔ اللہ کی محبت اسے دنیا کی خواہشات سے نجات دلا کر دوسروں کی محتاجی سے خلاصی عطا کرتی ہے اور وہ اپنے رب کے سوا نہ کسی سے کوئی توقع رکھتا ہے نہ کچھ طلب کرتا ہے۔ بلکہ اس کی عاجزی وانکساری اور اللہ پر اس کا مکمل توکل اسے ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہنا سکھا دیتا ہے۔ وہ نہ صرف لالچ اور حرص سے نجات حاصل کرتا ہے بلکہ اپنے رب کے سوا کسی غیر کا خوف بھی دل میں نہیں

Marfat.com

رکھتا۔ یوں اسے کوئی طاقت غلط کام کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ وہ جان لیتا ہے کہ قربِ خداوندی سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں کوئی مرتبہ نہیں اس لیے دنیاوی مال و دولت' منصب و تکریم' شان و شوکت اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے اور ان کے حصول کے لیے وہ کبھی غلط قدم نہیں اٹھاتا۔ وہ جانتا ہے کہ جس دل میں بغض' حسد' کینہ' تکبر اور نفرت جیسی آلائشات ہوں وہاں اللہ کبھی نہیں آ سکتا اس لیے لوگوں کے ساتھ بھی اپنے رویوں کو پاکیزہ بنا لیتا ہے اور کسی کے لیے اپنے دل میں میل نہیں آنے دیتا۔ یوں مرشد کامل کی مہربانی سے نہ صرف اس کا باطن درست ہو جاتا ہے بلکہ ظاہر بھی۔ معرفتِ الٰہی کے حصول کے بعد وہ حق الیقین سے اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ ہر وقت اس کے پاس ہے اور اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے چنانچہ خشیتِ الٰہی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور وہ خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ کے بندوں میں سے اہلِ علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

یہاں علم سے مراد دنیاوی علم نہیں بلکہ اللہ کی معرفت کا علم ہے جو صرف مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوتا ہے۔

مرشدِ کامل کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرشدِ کامل کسے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص و اوصاف کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرقِ توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے؟ اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد "صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقاباللہ" فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے زندہ نفس کو مارتا ہے، مرشد لا یحتاج (ہر حاجت سے پاک) ہوتا ہے۔ مرشد اُس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ مرشد کسوٹی کی مثل ہے۔ اس کی نظر آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو طالب کے وجود سے خصائلِ بد کو مٹا دیتی ہے۔ مرشد رنگریز کی مثل ہے۔ مرشد تنبولی کی مثل ہے جو پان کے پتوں سے کار آمد پتوں کو چھانٹتا ہے۔ مرشد صاحبِ خُلق ہوتا ہے

Marfat.com

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خُلق کا مالک ہوتا ہے، مہربان ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان، راہِ خدا کا ہادی و راہنما، گوہر بخش ایسا کہ جیسے کانِ لعل و جواہر، موجِ کرم ایسے کہ جیسے دریائے دُر، منزل کشا ایسے کہ جیسے قفل کی چابی، مال و زرِ دنیا سے بے نیاز، طمع سے پاک، طالبوں کو اپنی جان سے عزیز تر رکھنے والا مفلس درویش۔ مرشد مردوں کے غسال کی مثل ہوتا ہے اور ہر وقت مُردہ طالب کی تلاش میں رہتا ہے جو "(مرنے سے قبل مرجاؤ) کا مصداق بن کر مرنے سے پہلے مر چکا ہو، جس کا نفس مردہ مگر دل زندہ ہو اور راہِ فقر میں فاقہ کشی کرنیوالا ہو ورنہ نالائق طالب تو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ مرشد کمہار کی مثل ہوتا ہے جس کے سامنے مٹی دم نہیں مارتی چاہے وہ اس سے جو بھی سلوک کرے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ خدا بین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے "پہلے رفیق راہ تلاش کرو پھر راہ چلو"۔ اِس دور کے مرشد زر پرست ہیں، نظر سے مٹی کو سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں آج کل کے مرشد زر پرست وزن پرست ہیں، زر پرست وزن پرست و دل سیاہ خود پرست ہیں۔

مرشد درخت کی مثل ہوتا ہے جو موسم کی سردی گرمی خود برداشت کرتا ہے لیکن اپنے زیرِ سایہ بیٹھنے والوں کو آرام و آرائش مہیا کرتا ہے مرشد کو دشمنِ دنیا اور دوستِ دین ہونا چاہیے اور طالب کو صاحبِ یقین، جو مرشد پر اپنی جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالب کو ولی اللہ کی مثل۔ (عین الفقر)

وسیلت (مرشد) بہتر ہے فضیلت (علم) سے۔ گناہ کرتے وقت علم فضیلت بندے کو گناہ سے نہیں روک سکتا جبکہ وسیلت بندے کو گناہ سے روک لیتی ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو وسیلت نے زلیخا کے شر سے بچا لیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا فرمان ہے "شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ نبی اپنی اُمت میں۔" (عین الفقر)

مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں:

1. مرشدِ دنیا

Marfat.com

2. مرشدِ عقبیٰ اور
3. مرشد کامل اکمل۔

اوّل مرشد دنیا مال و دولت، عزت و شہرت اور رجوعاتِ خَلق کا طالب ہوتا ہے، مرید کی ہڈیاں بیچ کھانے، خانقاہیں بنانے، زمین و آسمان کا سیر تماشا کرنے، صاحبِ کشف و کرامات ہونے اور بادشاہِ دنیا کے قرب و ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔ ایسی طلب کا تعلق مرتبہ مخنّث (ہیجڑہ) سے ہے لہٰذا عارف دنیا مرشد مخنّث ہوتا ہے۔ اس کا طالب بھی مخنّث ہوتا ہے۔ دوم مرشدِ عقبیٰ عابد زاہد، اہلِ علم اور متقی و پرہیزگار ہوتا ہے جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت طلبِ جنت میں عبادت کرتا ہے، اس کا تعلق مرتبہ مؤنث سے ہے اور اس کا طالب بھی مؤنث ہی ہوتا ہے۔ سوم مرشد کامل اکمل جو عارف مولیٰ عارفِ باللہ توحیدِ الٰہی میں غرق صاحبِ حضور ہوتا ہے جو دنیا و عقبیٰ سے دُور اور اشغالِ اللہ میں مسرور ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (عین الفقر)

پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے اور جب طالب پر جذب و غضب کی نگاہ ڈالے تو اس کے دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ مرشد اسے کہتے ہیں جو فقر میں اس درجہ کامل ہو کہ اس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو اور ازل سے ابد تک احرام باندھے ہوئے حاجی بے حجاب ہو۔ ایسا مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل۔ طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اسے تلخ و شیریں دوائیں دیتا ہے اور مریض پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یہ دوائیں کھائے تا کہ صحت یاب ہو سکے۔ (عین الفقر)

مرشد کامل اکمل کی نشانی کیا ہے؟ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرشد کامل پہلے دن اسمِ ذات لکھ کر طالب کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور اسے کہتا ہے "اے طالب اسمِ ذات دِل پر لکھ اور اس کا نقش جما۔" جب طالب تصور سے دل پر اسمِ ذات نقش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے "اے طالب اب اسمِ کو دیکھ" چنانچہ اسی وقت اسمِ ذات آفتاب کی طرح تجلی انوار سے روشن اور تاباں

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔(نور الہدیٰ)

مرشدِ کامل وہ ہوتا ہے جو طالب کو اسم کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کا تصور بھی عطا کرے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو مرشد طالب کو تصور اسمِ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائق ارشاد مرشد نہیں۔" (نور الہدیٰ)

مرشدِ کامل پہلے دن ہی طالب مولیٰ کو اسم اللہ ذات تحریر کر کے دے دیتا ہے۔ (کلید جنت)

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے۔ اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے۔ بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسمِ ذات اور صاحبِ راز مرشد کامل کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے، اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

مرشدِ کامل اکمل باطن کی ہر منزل اور ہر راہ کا واقف ہوتا ہے۔ باطن کی ہر مشکل کا مشکل کشا ہوتا ہے۔ مرشدِ کامل توفیق الٰہی کا نام ہے جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام سرانجام نہیں پاتا۔ مرشدِ کامل کے بغیر اگر تو تمام عمر بھی اپنا سر ریاضت کے پتھر سے ٹکراتا رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ بے مرشد و بے پیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکا ۔ مرشدِ کامل اکمل جہاز کے دیدہ بان معلم کی طرح ہوتا ہے۔ جو جہاز رانی کا ہر علم جانتا ہے اور ہر قسم کے طوفان و بلا سے جہاز کو نکال کر غرق ہونے سے بچا لیتا ہے۔ مرشد خود جہاز، خود جہاز ران ہوتا ہے (سمجھ والا سمجھ گیا)۔ (عین الفقر)

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ راز (مرشد کامل اکمل) کے سینے میں ہے کیونکہ قدرتِ توحید و دریاء وحدتِ الٰہی مومن کے دل میں سمائی ہوئی ہے اس لیے جو شخص حق حاصل کرنا چاہتا ہے اور واصلِ باللہ ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے سب سے پہلے مرشد کاملِ اکمل کی طلب کرے اس لیے کہ مرشد کامل اکمل دل کے خزانوں کا مالک ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے دِل کا محرم ہو جاتا ہے وہ دیدارِ الٰہی کی نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ (عین الفقر)

Marfat.com

مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کے ہر حال، ہر قول، ہر فعل، حالتِ معرفت و قرب وصال اور ہر حالتِ و دلیل و وہم خیال سے باخبر رہے۔ مرشد کو اس قدر ہوشیار ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت طالب کی گردن پر سوار رہے اور اس کی ہر بات اور ہر دم نگہبانی کرتا رہے۔ مرشد اس قدر باطن آباد ہو کہ طالب اسے حاضراتِ اسمِ ذات کی مدد سے ظاہر و باطن میں ہر وقت حاضر ناظر سمجھے اور اس سے کامل اعتقاد رکھے۔ ہر عام و خاص مرشدی کا اہل نہیں ہوتا۔ مرشد تو پارس پتھر کی مثل ہوتا ہے جسے چھو کر لوہا سونا بن جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

مرشدِ کامل طالب اللہ کو تصورِ اسمِ ذات کے ذریعے معرفت و دیدار کا سبق دیتا ہے۔ اور دنیا مردار سے بیزار کر کے ہزار بار توبہ کراتا ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو تصورِ اسمِ ذات سے معرفتِ دیدار منکشف کرتا ہے پھر اسمِ ذات میں لوٹ آتا ہے کیونکہ ابتدا اور انتہا کا کوئی مرتبہ بھی اسمِ ذات سے باہر نہیں اور نہ ہوگا۔ (نور الہدیٰ)

اگر کوئی شخص تمام عمر ریاضت میں گزارے اور تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہے، تب بھی وہ رموز باطنی اور دیدارِ حق سے ناآشنا رہتا ہے یہ نعمت مرشدِ کامل کی رحمت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی مرشد کامل کی ایک نگاہِ کرم سالہا سال کی عبادت سے بہتر و بالا ہے۔ (امیر الکونین)

سروری قادری مرشد کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عارف کامل قادری (صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل سروری قادری) ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

سروری قادری مرشد بھی دو طرح کے ہوتے ہیں:

صاحبِ اسمِ: صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم مقامِ خَلق پر ہوتا ہے، یہ خلفاء ہوتے ہیں۔ اِن کے مریدین ساری عمر اسم نقش کرنے میں گزار دیتے ہیں۔

صاحبِ مسمّٰی: صاحبِ مسمّٰی فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔ امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور یہی مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ ہے۔ اِن کے

Marfat.com

مریدین کو اسمِ ذات سے تصورِ شیخ حاصل ہوتا ہے ایسے مرشد کے بارے میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عارف باللہ، فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنا فی الرسول ہو، فنا فی فقر ہو اور فنا فی 'ھُو' ہو۔" (عین الفقر)

صاحب اسم اور صاحب مسمّٰی کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں:

نفس و زبان "مخلوق" ہیں اور قلب و جسم و روح بھی "مخلوق" ہیں جبکہ اسمِ "غیر مخلوق" ہے لہٰذا "غیر مخلوق" کو غیر مخلوق ہی سے یاد کرنا چاہیے۔

"اسم" اور "مسمّٰی" کے درمیان کیا فرق ہے؟

صاحب اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحب اسم "مقامِ خلق" (مخلوق) پر ہوتا ہے اور صاحب مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے۔ اور صاحب مسمّٰی مقامِ "غیر مخلوق" پر ہوتا ہے۔ صاحب مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر باطن میں ہر وقت غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

مقامِ مسمّٰی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر و وصال کی گنجائش نہیں اس مقام پر پہنچ کر طالب اللہ فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے اور اُس پر رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے پنجابی ابیات میں مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے۔ جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو ورد و ظائف، چلہ کشی، رنج ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسمِ ذات کی راہ دکھا کر اور نگاہِ کامل سے تزکیہ نفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے خواہشاتِ دنیا اور نفس سے نجات دلا کر غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے اور ایسا مرشد تو طالب کے لُوں لُوں میں بستا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح زرگر سونے کو کٹھالی میں ڈال کر پگھلا کر اسے

Marfat.com

مائع کی شکل دیتا ہے اور پھر اس سے اپنی مرضی کا زیور تیار کرتا ہے مرشدِ کامل کو بھی ایسا ہونا چاہیے کہ طالبِ مولیٰ کو عشق کی بھٹی میں ڈالے اور اسمِ ذات کی حرارت سے اس کے وجود کے اندر سے خواہشاتِ ماسویٰ اللہ نکال باہر کرے۔ یعنی اس کی پہلی عادات و خواہشات کو ختم کردے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کرے اور اس کو تیار کرے۔

اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کاش میرا سارا جسم آنکھ بن جائے تاکہ وہ یکسو ہو کر ہر لحہ مرشد کا دیدار کرتا رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی کم ہے، میری طلب تو یہ ہے کہ میرے جسم کے رویئیں رویئیں میں لاکھ لاکھ آنکھیں ہوں تاکہ آنکھ جھپکتے وقت لحہ بھر کے لئے اگر کچھ آنکھیں بند بھی ہو جائیں تو میں باقی کھلی آنکھوں سے مرشد کے دیدار میں محو رہوں۔ یعنی مرشد کے دیدار میں ہر لحہ محو رہنا ہی طالب کے لئے کامیابی کی کلید ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنی آنکھوں سے دیدار کرنے کے باوجود بھی میری طلب اور خواہش کم نہیں ہو رہی اور بے چینی اور بے قراری بڑھتی ہی جا رہی ہے جو مجھے اگلی منزل کی خبر دیتی ہے اور مرشد کا دیدار تو میرے لئے کروڑ ہا حج کے برابر ہے اللہ کرے یہ حالت مجھے ہمیشہ نصیب رہے۔

جنگل جنگل، صحرا صحرا پھرتا رہا، چلہ کشی میں مصروف رہا، نمازیں پڑھ پڑھ کر، روزے رکھ رکھ کر اور حج کر کے تھک گیا لیکن دِل کی مراد پوری نہ ہوئی یعنی معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہ ہوسکی۔ لیکن جب مرشد کامل نے ایک نگاہِ محبت ڈالی تو سارے حجاب دور ہو گئے۔

مرد مرشدِ کامل اور نامرد مرشدِ ناقص کی پہچان

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ طالب کے لیے تو معیار یہ رکھتے ہیں کہ اُس کی طلب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو اور مرشد کے لیے معیار یہ ہے کہ وہ صاحبِ تصورِ اسمِ ذات ہو اور طالب کو پہلے دِن ہی سلطان الاذکار اور اسمِ ذات کا تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ عطا کر کے اُسے انتہا تک پہنچا دے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس معلوم ہوا کہ تلقین کسی مرد مرشد سے لینی چاہیے۔ زن سیرت و نامرد مرشد کو تین طلاقیں

Marfat.com

دے دینی چاہئیں۔ مرد مرشدِ کامل اور نامرد مرشدِ ناقص کی پہچان کیا ہے؟ مرشدِ کامل طالب کو اسمِ ذات اور اسکی مشقِ وجودیہ کراتا ہے اور اپنی توجہ سے حضوری میں پہنچاتا ہے لیکن نامرد مرشدِ ناقص آج کل کے وعدے کرتا ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر مرشد مل جانے سے قلب کی حالت نہ بدلے اور اس سے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہ پڑے، نہ ہی "راہِ حق" کی طلب پوری ہو اور نہ ہی ایسے مرشد کے پاس ہدایت دینے کی طاقت ہو تو ایسے ناقص مرشد کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس سے بچنا چاہیے۔ ہاں اگر سر دینے سے دیدارِ حق حاصل ہو تو ایسی موت سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اور جو ایمان لائے اللہ کے لئے ان کی محبت بہت شدید ہے۔"

انسان کو بہت سے رشتوں اور اشیاء سے محبت ہوتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے محبت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت، ماں، باپ، بیوی، بچے، بہن، بھائی، رشتہ دار، دوست، گھر، زمین، جائیداد، شہر، قبیلہ، برادری، خاندان، ملک اور کاروبار وغیرہ سے محبت۔ جس محبت میں شدت اور جنون پیدا ہو جائے اور وہ باقی تمام محبتوں پر غالب آجائے اسے عشق کہتے ہیں۔ عشق باقی تمام محبتوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور باقی تمام محبتوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے "اِس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تم کو تمہاری جانوں، بیوی، بچوں، گھر بار اور ہر چیز میں سب سے زیادہ پیارا نہیں ہو جاتا۔" (بخاری و مسلم) اللہ نے اللہ پاک سے شدید محبت کو مومنین کی صفت قرار دیا ہے اور عشق کا خمیر انسان کی روح میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مخفی و پوشیدہ تھی پھر ذات کے اندر ایک جذبہ پیدا ہوا کہ میں پہچانا جاؤں مگر یہ چاہت اور جذبہ اس شدت سے ظہور پذیر ہوا کہ صوفیا کرام نے اسے عشق سے تعبیر کیا۔ اسی جذبہ عشق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے "نورِ احمدی" کو جدا کیا اور پھر نورِ

Marfat.com

احمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح تخلیق ہوئیں جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جان لو جب اللہ واحد نے حجلہ تنہائی وحدت سے نکل کر کثرت میں ظہور فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن و جمال کے جلووں کو صفائی دے کر عشق کا بازار گرم کیا جس سے ہر دو جہان اس کے حسنِ و جمال کی شمع پر پروانہ وار جلنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نقاب پہنا اور صورت احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اختیار کرلی"۔ (رسالہ روحی شریف)

حاصل بحث یہ ہے کہ جب عشق (اللہ تعالیٰ) نے اپنا دربار سجایا تو سب سے پہلے اپنی ذات سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کی ارواح کو پیدا کیا گیا اور یہی حقیقتِ محمدیہ ہے جس کے ظہور کیلئے یہ کائنات پیدا کی گئی۔

کئی احادیث و روایات اِس امر کی مؤید ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ افلاک پیدا نہ کرتا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

مطلب یہ ہے کہ ابھی تک آدمؑ علیہ السلام کا ظہور نہ ہوا تھا۔ یا فرمایا:

(میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے) یعنی تخلیق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل ہیں ظہور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر ہیں اس لئے اوّل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آخر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل و آخر ہونے کی ایک خوبصورت مثال دی

Marfat.com

ہے کہ مثلاً ایک تاجر ہے۔ وہ اپنے خزانے کے اوپر غالیچے کو لپیٹ کر رکھے مگر اسکے اندر ایک دوسرے کے اوپر کئی کپڑے بھر دے تو اس صورت میں جب وہ اس غالیچے کو کھولے گا تو جو کپڑا اس نے سب سے پہلے رکھا ہوگا وہ سب سے آخر میں نکلے گا۔ شجرۃ الکون میں ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا حال یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سب سے پہلے وجود میں آئی اور سب سے آخر میں آپ کا ظہور ہوا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو اوّل و آخر کہا گیا ہے۔ اقبالؒ نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

یہ وہی مرتبہ ہے جہاں آپ کُل ہیں۔

ترجمہ: سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اور آپ سے ہوگا۔ (انسانِ کامل)

نورِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور حالتِ بشریت میں دنیا کی تاریخ ماہ وسال میں اپنے وقت پر ہوا۔ یہ آپ کا بشری وجود تھا۔ (اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ایک کو چُن لیا، بظاہر وہ ان میں سے ہے مگر اپنی حقیقت میں اِن سے نہیں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیائے آب وگِل میں ظہور بھی کامل طور پر ہوا، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بشریت کا اطلاق ہوا: (ترجمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے، میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں)

نور کی حقیقت اپنے مقام پر رہی لیکن بعض دیکھنے والوں کی نظر کے لئے یہ بشریت حجاب بن گئی کہ وہ اس بشریت کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو نہ دیکھ سکے: (ترجمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں، آپ کی طرف تکتے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتے) ظہور کا سارا حسن و جمال پیکرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈھل گیا۔ غالب نے کہا ہے:

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی
قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے چہرے کا

Marfat.com

آئینہ ہیں اور اُن میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور ہر صفت منعکس ہے۔
یعنی کائنات کی ابتداعشق ہے اور انسان کی تخلیق عشق کے لیے ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ مبارک سے جب ارواح کو پیدا کیا گیا تو عشقِ الٰہی کا جوہرِ خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ارواحِ انسانی کے حصہ میں آیا۔
دیدارِ حق کے لیے طالب کے دل میں جذبہ عشق کا پیدا ہونا لازم ہے۔ دراصل روح اور اللہ کا رشتہ ہی عشق کا ہے۔ بغیر عشق نہ تو روح بیدار ہوتی ہے اور نہ ہی "دیدار" پاسکتی ہے۔ عشق ایک بیج کی صورت میں انسان کے اندر موجود ہے۔ مگر سویا ہوا ہے جیسے جیسے ذکر و تصور اسم ذات مشقِ مرقومِ وجودیہ اور مرشد کی توجہ سے یہ روح کے اندر بیدار ہونا شروع ہوتا ہے۔ ویسے ویسے روح کی اللہ کے لیے تڑپ اور کشش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔
فقراء کاملین نے عشق کو دیدارِ حق کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔ عشق کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ عشقِ حقیقی ہی بارگاہ رب العالمین میں باریابی دلاتا ہے۔ عشق ہی انسان کو "شہ رگ" کی روحانی راہ پر گامزن کر کے آگے لے جانے والا ہے یہی اس راہ سے شناسا کراتا ہے۔ یہی روح کے اندر وصالِ محبوب کی تڑپ کا شعلہ بھڑکاتا ہے۔ یہی اسے دن رات بے چین و بے قرار رکھتا ہے۔ آتشِ ہجر تیز کرتا ہے اور یہی "دیدارِ حق" کا ذریعہ بنتا ہے۔
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشاق کے متعلق فرماتے ہیں:
"اگر عاشقوں کو جنت اس کے جمال کے بغیر نصیب ہو تو سخت بدقسمتی ہے اور اگر مشتاقوں کو اس کے وصال سمیت دوزخ بھی نصیب ہو تو بھی نہایت ہی خوش قسمتی ہے" (اسرار قادری)
عشق والوں سے معاملہ بھی جدا ہوتا ہے۔ علمائے محض سے اور طرح بات ہوتی ہے اور عشاق کے ساتھ دوسرے طریقے سے گفتگو کی جاتی ہے عشق مشاہدہ کا وارث ہے اور حقیقت کی تہہ یا اس کی کنہہ تک کی خبر رکھتا ہے مگر علم کی نظر سطح تک رہتی ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے:
واضح رہے کہ عشق کی یہ راہ مذہب وملت اور کتابوں میں لکھی ہوئی نہیں اس سے مراد رب

Marfat.com

الارباب ہے۔ چنانچہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے تو پہلے عاشقوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کو دیکھا؟ فرمایا: (جس نے مجھے دیکھا' اس نے گویا اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھا) بعد ازاں علماءؒ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا کو دیکھا؟ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں ترجمہ (اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے) وارد ہے۔

فرمایا: (اس کی آیات میں تفکر کرو۔ لیکن اس کی ذات کی بابت نہیں) (محبت الاسرار)

محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا غوث اعظمؒ اپنے رسالہ اسرارِ الٰہیہ (الرسالۃ الغوثیہ) میں بیان فرماتے ہیں: "میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر میں نے سوال کیا اے رب عشق کے کیا معنی ہیں؟

فرمایا! "اے غوث الاعظمؒ عشق میرے لیے کر عشق مجھ سے کر اور میں خود عشق ہوں اور اپنے دل کو اپنی حرکات کو میرے ماسوا سے فارغ کر دے۔ جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا پس تم پہ لازم ہو گیا کہ عشق سے فنا حاصل کرو۔ کیونکہ عشق عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے پس تم پر لازم ہے کہ غیر سے فنا ہو جاؤ کیونکہ ہر غیر عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔"

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

مستانہ وار محبوب کو سجدہ کرنا عاشقوں کی نمازِ حقیقی اور درد بھرے دل کا سوز و گداز ان کا قرآن پڑھنا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عشق ایسا شعلہ ہے جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق (حقیقی) کے سوا تمام چیزوں کو جلا دیتا ہے۔

خواجہ حافظ فرماتے ہیں: "جو شخص دل میں اللہ کا عشق نہیں رکھتا یقیناً اس کی عبادت بے سود مکر وریا ہے۔" (دیوان حافظ)

Marfat.com

بابا بلھے شاہ اپنی کافی " نی میں ہن سنیا " میں فرماتے ہیں اللہ کے عاشق علم وعقل کی بلندیاں پار کر کے جہاں پہنچ جاتے ہیں اس کی عالموں فاضلوں کو کچھ خبر نہیں۔

میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنہوں نے اس دنیا میں عشق کا سودا نہ کیا اُن کی زندگی فضول اور بے کار گزری اور عشق کے بغیر آدم اور کُتے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جو دِل عشقِ الٰہی میں مبتلا نہ ہوا اُس سے تو کُتے بہتر ہیں کہ اپنے مالک کے گھر کی نگہبانی تب بھی صبر سے کرتے ہیں جب مالک انہیں کھانے کو بھی نہ دے اور دھکے مار کر نکالنے کی کوشش بھی کرے تو بھی نہیں جاتے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی اپنے مرشد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عشق ہی راہِ فقر کی کلید ہے اور عشق ہی منزل تک پہنچاتا ہے۔ راہِ فقر راہِ عشق ہی ہے۔ عشق کے بغیر فقر کی انتہا دیدارِ الٰہی تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی تمام عارفین کی طرح عشق کے بغیر ایمان کو نامکمل قرار دیتے ہیں:

مسلمان اگر عشقِ الٰہی میں مبتلا نہیں ہے تو علامہ اسے مسلمان نہیں سمجھتے۔

مسلمان اگر عاشق نہیں تو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

عشق کی نگاہ سخت پتھر کو بھی توڑ دیتی ہے۔ حق کا عشق آخر کار خود حق کی مکمل صورت بن جاتا ہے۔ (حق کے ساتھ عشق آخر خود حق بن جاتا ہے)

اصل " توحید " عشق ہے اور عشق کے بغیر توحید ایسے ہے کہ جیسے تلوار کے بغیر ایک نیام۔

عاشقی کیا ہے؟ عاشقی توحیدِ ایزدی (اللہ تعالیٰ) کو دِل میں بسانا ہے اور پھر ہر مشکل سے ٹکرانا ہے یا ہر مشکل کا سامنا کرنا ہے تاکہ توحید صحیح معنوں میں پختہ ہو جائے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ کے فلسفہ فقر میں عشق ہی کامیاب کی کلید ہے اور عشق ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچاتا ہے آپ فرماتے ہیں:

عاشق بے چارے کی جان محبوب میں اٹکی رہتی ہے اور وہ ہر وقت عشق ومحبت کے ترانے گاتا رہتا ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

تو جانتا ہے کہ عشق کیا چیز ہے؟ اپنے نفس کو مار دینے کا نام عشق ہے۔ عشق وہ چیز ہے کہ جس کی کاٹ سے دِل ہر وقت سوزش میں مبتلا رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

- تُو جب تک عشق میں خود سے باخبر رہے گا تیرا معاملہ معرضِ خوف و خطر میں رہے گا۔
- اور جب تو خود سے بے خبر ہو جائے گا تو آب و آتش سے تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔
- جب تو اپنی ہستی سے آزاد ہو جائے گا تو تجھے دلبر (اللہ تعالیٰ) کا وصال نصیب ہو جائے گا۔

عاشقانِ الٰہی ہرگز نہیں ڈرتے اور نہ ہی وہ کسی کی ملامت سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

مومن کا سرمایہ حیات 'ایمان' ہے لیکن عاشق کی یہ ادنیٰ منزل ہے عاشق کی اصل منزل "وصالِ حق" ہے جو صرف عشقِ حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ عشق کی تپش جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر و فراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے محبوب کے لیے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بے چین اور بے قرار رکھتی ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عشق ایک لطیفہ ہے جو غیب سے دل میں پیدا ہوتا ہے اور معشوق کے سوا کسی چیز سے قرار نہیں پکڑتا۔ (محکم الفقراء)

جان لے کہ ذکر عشق ہے۔ اور عشق بلندی پر پرواز کرتا ہے۔ مکھی اگر ہاتھ ملے یا سر دھنے یا ہزار مرتبہ اڑلے 'پروانے و شہباز کے مرتبہ و منصب پر نہیں پہنچ سکتی۔ زاہد اگرچہ ریاضت کرتا ہے مگر صاحبِ راز عاشق نہیں ہو سکتا۔ جان لے کہ عشق کا سبق مدرسہ کے کسی استاد نے نہیں پڑھایا۔ اس لیے کہ یہ ایک بارِ گراں ہے۔ عشق کی روایت میں جہان بھر سے بیگانگی ہے۔ جان لے کہ عاشق موت کا طلب گار رہتا ہے۔ کیونکہ عاشق کے لئے مراتب لامکان ہیں (جو مر کر ہی حاصل ہوتے ہیں) اور عاشق کی موت کا مطلب محبوب کا وصل ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

جان لو کہ فقیر دو قسم کا ہے ایک سالک دوسرا عاشق۔ سالک صاحبِ ریاضت و مجاہدہ ہوتا ہے۔ اور عاشق صاحبِ راز و مشاہدہ۔ سالک کی انتہا عاشق کی ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ عاشق کی خوراک مجاہدہ اور اس کی نیند مشاہدہ ہوتی ہے۔ عاشقوں کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن دل آخرت میں۔ (محکم الفقراء)

عشق بھی صراف کی مثل ہے جو کھوٹے سونے کو کھوٹا کرتا ہے اور کھرے کو کھرا۔ (عین الفقر)

اے زاہد بہشت (طالبِ عقبیٰ) کے مزدور غور سے سن لے کہ عاشقانِ الٰہی کی خوراک اللہ کا نور تصورِ اسمِ ذات ہے جس نور کے سبب اُن کا شکم آگ کے تنور کی مثل ہے اور اُن کی نیند اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین وصال ہے اور نیند میں انہیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکمل حضوری بھی حاصل ہوتی ہے۔ (محکم الفقراء)

اور پھر عاشق کی پہچان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے:

اے باھُوؒ عاشقانِ الٰہی کا یہی ایک راز ہے کہ ہر وقت "ذکرِ ھُو" میں غرق رہتے ہیں کہ ان کا کام ہی ہر دم "ذکرِ ھُو" میں غرق رہنا ہے۔ (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھُوؒ عاشق کے بارے میں اپنی کتاب (نور الہدیٰ کلاں) میں فرماتے ہیں: فقیر کامل مکمل عاشق اور فقیر اکمل جامع اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ فقیر کا انتہائی مرتبہ شرفِ دیدار ہے اور جو فقیر عاشقِ خدا ہے وہ معشوقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ فقیر کی یہ بات من گھڑت نہیں بلکہ اِس آیت مبارکہ کے عین مطابق ہیکہ: "محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن لوگوں کی معیت میں رہا کریں جو رات دن اپنے ربّ کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی خاطر ملتجی رہتے ہیں، اُن کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں زینتِ دُنیا کی تلاش میں نہ پھرا کریں، اور اُس کا کہنا مانیں جس کے دِل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا، وہ تو خواہشِ نفس کا غلام ہے اور اُس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔ (سورۃ الکھف۔ ۲۸)

Marfat.com

یہ حدیثِ قُدسی بھی عاشق فقیر کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جو میرا طالب بنتا ہے، بے شک وہ مجھے پالیتا ہے، جو مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے مار ڈالتا ہوں، جسے میں مار ڈالتا ہوں اُس کی دِیَت میرے ذمہ ہو جاتی ہے اور اُس کی دِیَت میں خود ہوں۔"

عاشقوں کا مرتبہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اِن کی ابتدا بھی نور اور انتہا بھی نور ہوتی ہے۔ (نور الھدیٰ) جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: نور پر نور چڑھا ہوا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔

جان لے عاشق کے دو مرتبے ہیں ابتدا میں عاشق آخر میں معشوق۔ عاشق کی ریاضت دیدارِ الٰہی ہے عاشق پر ذِکر، فکر اور ورد و وظائف حرام ہیں۔ عاشق کا نیک و بد اور طلب مطالب سے کیا کام۔ (نور الہدیٰ)

راہِ حق کے طالب اچھی طرح جانتے ہیں راہِ حق میں جان قربان کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اصل کام زندہ رہ کر اپنے اندر سے اپنی انا اور خودی کو ختم کر کے اللہ کی رضا پر راضی اور خوش رہنا ہے یعنی مرنے سے پہلے مر جانا ہے۔ اور یہ بے حد مشکل کام ہے۔ لیکن آپ عشق کی اس منزل تک پہنچنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

باھوؒ عشق را بام بلند است اسم نردبان　　　　ہر مکانے بے نشانے می برد در لامکان

اے باھوؒ عشق کی چھت بہت بلند ہے اس پر پہنچنے کے لئے اسم ذات کی سیڑھی استعمال کر جو تجھے ہر منزل و ہر مقام بلکہ لامکان تک پہنچا دے گی۔ (عین الفقر)

یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اندر عشق کا پوشیدہ جذبہ بیدار کیسے ہو ہمارا عشق تو ان چیزوں، شکلوں اور لوگوں کیساتھ ہوتا ہے جنہیں ہم نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ تو غیر مجسم ہے۔ اسکے ساتھ ہم عشق کیسے کریں؟ فقراء کاملین کے خیال کے مطابق عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے زینہ کے ذریعہ ہی ہم عشقِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

عشق) تک پہنچ سکتے ہیں۔ عام طور پر عشقِ مجازی کسی عورت کے مرد سے اور مرد کے کسی عورت سے عشق کو سمجھا جاتا ہے جو بالکل لغو اور شیطانی کھیل ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ راہِ فقر میں عشقِ مجازی سے مراد عشقِ مُرشد ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کا طریقہ کیا ہے؟

عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے لئے تمام سلسلوں اور طریقوں میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب (مرید) کو تصورِ مرشد کے لئے کہا جاتا ہے بلکہ آجکل تو کچھ سلسلوں نے اس کے لئے مرشد کی باقاعدہ تصاویر بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ طالب ہر وقت اپنے مرشد کے تصور اور خیالوں میں مگن رہتا ہے۔ اِس طریقہ میں استدراج اور دھوکہ ہے اور آج کے دور میں سو فیصد ہوتا بھی دھوکہ ہی ہے پھر یہ شرک اور بت پرستی کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی جَبِلّت ہے کہ وہ جس کے تصور میں ہر وقت محو اور جس کے خیالوں میں ہر وقت مگن رہتا ہے اُسے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق میں بھی بدل جاتی ہے۔

سلسلہ سروری قادری میں یہ طریقہ نہیں ہے۔ اِس میں عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) تصور اسم ذات سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی طالب جب اسمِ ذات کا تصور شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اُسے تصورِ مرشد حاصل ہوتا ہے اور اِس طرح سے مرشد سے عشق کا آغاز ہوتا ہے۔ اِسکے دو فوائد ہیں ایک تو اِس میں استدراج اور دھوکہ نہیں ہے کیونکہ تصور اسمِ ذات سے یہ تصور حاصل ہوا ہے اور جب تصورِ اسم ذات سے یہ تصور حاصل ہوتا ہے تو طالب (مرید) کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے اور میں صراطِ مستقیم پہ ہوں۔ پھر یہ عشق مرشد سے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی طرف اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے عشق یعنی عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب فنا فی اللہ بقا باللہ کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔

دوسرے سلاسل میں پہلے فنا فی الشیخ کا مراقبہ کرایا جاتا ہے پھر فنا فی الرسول کا مراقبہ کرایا جاتا ہے اور پھر آخر میں اسمِ ذات کے ذریعہ (ہر سلسلہ کا طریقہ مختلف ہے) فنا فی اللہ کا مراقبہ

Marfat.com

کرایا جاتا ہے۔ یہ عمل ایک لمبے عرصہ کا متقاضی ہے۔ لیکن سلسلہ سروری قادری میں پہلے دِن ہی مرشد تصورِ اسمِ ذات عطا کر دیتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ جہاں دوسرے طریقوں کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے سلسلہ سروری قادری کی ابتداء ہوتی ہے۔

شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ عشقِ مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

عشقِ حقیقی ہی بارگاہِ ایزدی میں باریابی دلاتا ہے۔ اگر معراج کی داستانِ حقیقی پڑھنا ہے تو کسی عاشق صادق (مرشد کامل) کے چہرہ پر نظر جماؤ۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

اگر تجھے ذاتِ مرشد کا عشق نصیب ہو جائے تو اسے اپنی خوش نصیبی جان کیونکہ یہ ذاتِ حق کے عشق تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

بابا بلھے شاہؒ کے نزدیک بھی عشقِ مجازی عشقِ حقیقی کا سرچشمہ ہے۔ عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی پیدا ہوتا ہے۔

اگر مرشد سے عشق نہیں ہوتا تو انسان خُدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جس طرح سوئی دھاگے کے بغیر سِلائی نہیں کر سکتی اِسی طرح عشقِ مجازی کے بغیر عشقِ حقیقی تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں بہت عاجز اور عام آدمی تھا لیکن مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرا مرشد کامل اور اکمل ہے اور انہوں نے مجھ عاصی پر اپنی شان کے مطابق مہربانی فرمائی اور مجھے آخر تک اپنی غلامی میں رکھا اور مجھے میری منزل (عشقِ حقیقی) تک پہنچایا۔

حضرت سخی سلطان باھوؒ بھی مرشد کے عشق کو عشقِ حقیقی تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھوؒ کے پنجابی ابیات میں سب سے زیادہ ابیات عشق کے موضوع پر ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں جب ہم نے "اسمِ ذات" کی حقیقت کو پہچان لیا اور اُس کا راز ہم پر منکشف ہو گیا تو عشق کی آگ ہمارے اندر بھڑک اٹھی اور اس کی تپش سے محبوبِ حقیقی سے

Marfat.com

ملنے کے لئے ہماری بے چینی و بے قراری بڑھتی جا رہی ہے۔ یہی عشق کی تپش ہمیں راہِ فقر میں اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانے پر مجبور کر رہی ہے اور جب عشق نے اس منزل کی رسومات سے ہمیں واقف کرا دیا تو ہم نے محبوبِ حقیقی کو پالیا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ اس بیت میں فرماتے ہیں کہ ایمان کی سلامتی تو ہر کوئی طلب کرتا ہے لیکن عشق کی دولت تو کوئی طالبِ مولیٰ ہی طلب کر سکتا ہے۔ یہ طالبانِ ناقص اور طالبِ دنیا و عقبیٰ ہیں جو صرف ایمان کی سلامتی کے طلب گار ہیں اور عشقِ الٰہی طلب کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کیونکہ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر میرے دِل کے اندر غیرتِ فقر و عشقِ الٰہی اجاگر ہو رہی ہے حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن منازل و مقامات تک عشق کی رسائی ہے اُس کی ایمان کو تو خبر تک نہیں ہے۔ آخری مصرعہ میں آپؒ دعا گو ہیں اور اپنے مرشد سے التجا کرتے ہیں کہ میرے مرشدِ کامل میرے عشق کو سلامت رکھنا اور مجھے استقامت عطا کرنا کیونکہ یہ عشق مجھے ایمان سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

عشقِ حق تعالیٰ تو وہ پاتے ہیں جو اس راہ میں اپنا گھر بار تک لٹا دیتے ہیں اور جن پر عشق کا رنگ چڑھ جائے تو اسکو کوئی اتار نہیں سکتا۔ مالک حقیقی کے عاشق نہ تو صوفی ہیں اور نہ ہی صافی ہیں اور نہ ہی وہ مساجد میں عبادت میں محو رہتے ہیں بلکہ وہ تو عشقِ الٰہی میں جذب ہو کر دیدارِ حق تعالیٰ میں محو ہیں۔ علماء شریعت کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور شرع کی رنگینیوں میں گم رہتے ہیں اور نمازِ عشق ادا کرنے کے لیے کبھی بھی تیار نہیں ہوتے۔

عاشقانِ ذات نے یومِ الست کے دِن ہی روزِ قیامت تک عشق کا وضو کر لیا ہے اور دِن رات حضرتِ عشق (اللہ تعالیٰ) کے در پر رکوع و سجود میں محو رہتے ہیں دونوں جہانوں میں عزت و شرف صرف فقر کو حاصل ہے اسی لیے عاشقان کا مقام تو عرشِ معلیٰ سے بھی کئی کوس آگے ہے۔

جو مقام اور منزل حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاشق (ذات) کا ہے اس مقام اور منزل تک غوث

Marfat.com

وقطب وغیرہ کا گزر تک نہیں ہے۔عاشقانِ ذات نے "لامکان" میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں اور ہمیشہ وصالِ ذات میں رہتے ہیں۔آپؒ فرماتے ہیں کہ میں اِن عاشقوں کے قربان جاؤں جو اپنی ہستی کو ختم کر کے ذاتِ حق میں فنا (فنافی اللہ) ہو چکے ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھوؒ کی تعلیمات کے مطابق عشق وہ روحانی جذبہ ہے جو مخلوق کو خالق سے ملا دیتا ہے۔یہ عشق ہی ہے جسکی بنا پر انسان اپنی نفسانی کدورتوں' شیطانی وہمات اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے کنارہ کش ہو کر اللہ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اور عشقِ حقیقی (اللہ تعالیٰ سے عشق) کی ابتدا عشقِ مجازی (مرشد سے عشق) سے ہوتی ہے۔

عاشق کی انتہا مرتبہ معشوق (محبوب) ہے۔

عشق کی انتہا یہ ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے معشوق بن جاتا ہے اور معشوق عاشق بن جاتا ہے۔اس کے متعلق سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں: مرتبہ فقر اصل میں مرتبہ معشوق ہے۔عشق کی انتہا یہ ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے معشوق بن جاتا ہے اور معشوق عاشق بن جاتا ہے معشوق کو جس چیز کی خواہش ہو عاشق اسے مہیا کر دیتا ہے بلکہ معشوق کے دِل میں جو بھی خیال گزرتا ہے اس کی خبر عاشق کو ہو جاتی ہے اور وہ معشوق کی خواہش کو ایک ہی نگاہ میں پورا کر دیتا ہے۔

اقبالؒ اس مقام کے متعلق فرماتے ہیں: جب عشق کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ سراپا ناز (محبوب) کی صورت اختیار کر لیتا ہے' چنانچہ میرے صحرائے عشق میں قیس کو لیلیٰ کہا جاتا ہے۔یعنی عاشق کا عشق جب کمال کو پہنچ جاتا ہے' تو عاشق گویا خود معشوق بن جاتا ہے'

بقول بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ: عقل کا منبع دماغ اور عشق کا مرکز دِل ہے اور دِل میں اللہ تعالیٰ کی جلوہ گری ہے اور پھر تمام دنیاوی علوم کی بنیاد عقل اور خرد پر ہے اور یہ سب علوم عقل ہی کی بدولت حاصل کیے جاتے ہیں تو بدلے میں یہ عقل وخرد میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔انسانی عقل اور اس کا علم محدود ہے۔عقل اور اس کی بنا پر حاصل علم ہمیں زمان ومکان کی حدود سے باہر نہیں لے جا سکتا اور عقل اور علم کی بنا پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہو سکتی جب ہم

Marfat.com

علم اور عقل کی حدود پار کر کے عشق کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو عشق تمام حدود پار کر کے ہمیں "لامکان" تک پہنچا دیتا ہے۔

مولانا رومؒ کا قول ہے کہ "ہم عشقِ الٰہی کو علم و عقل سے بیان نہیں کر سکتے"۔

مولانا روم فرماتے ہیں: عشق آ گیا تو بے چاری عقل بے کار ہو گئی جیسے سورج نکلا تو شمع کی ضرورت نہ رہی۔

عقل کا راستہ بہت پیچیدہ اور مشکل ہے اور عاشقوں کا راستہ خدا کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علم اور عقل عشقِ الٰہی کی راہ کی بڑی کمزوری ہے عشقِ الٰہی میں وہ لُطف و سرور ہے کہ اگر کسی جید عالم کو اس کا ذرہ سا مزہ مل جائے تو وہ تمام علمیت بھول کر عشق الٰہی میں گُم ہو جائے۔" (کلید التوحید کلاں)

آپؒ ایک پنجابی بیت میں فرماتے ہیں: عشق کا دریا چڑھ کر وحدت کے بحرِ بیکراں تک پہنچ گیا ہے۔ فقر تو محض عشق کی راہ ہے اس میں عقل کا کیا کام۔ اس لئے عقل و فکر کی ناکارہ کشتی کو پہلے دن ہی ڈبو کر اس سے نجات حاصل کر لینی چاہیے۔ دریائے وحدت میں جب طالب داخل ہوتا ہے تو تکالیف' مشکلات اور مصائب کے خطرات کا تو سامنا کرنا ہی پڑتا ہے اور جس موت سے خلقت ڈرتی ہے عاشق کو اِسی موت کے بعد حیاتِ ابدی نصیب ہوتی ہے۔

عشق کا کھیل ایسا ہی نرالا ہے جسے اللہ کے عشق میں بے چین و بے قرار' صادق دل طالب' عقل اور خرد کی حدود سے نکل کر اپنی زندگی اور مال و متاع داؤ پر لگا کر کھیلتے ہیں۔ اگر جذبے صادق ہوں تو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری اور دیدارِ حق نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ یہ عشق ہی ہے جو دیدارِ حق تعالیٰ کا راستہ وا کرتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے عقل کے ہزار ہا ہزار قافلے سنگ سار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پا سکے۔ فقراء نے عشق ہی کے راستہ سے دیدارِ حق تعالیٰ کی نعمت حاصل کی۔

Marfat.com

دیدارِ الٰہی

غوث الاعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
جو شخص اللہ کو پہچانتا ہی نہیں وہ اللہ کی عبادت کس طرح کر سکتا ہے۔"

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کہنے میں اللہ کی ذات کی معرفت و حقیقت سے آگاہ و آشنا نہیں وہ اللہ کی حقیقی یاد سے غافل ہے۔
(سلطان الوھم)

اللہ کو دیکھ کر پہچان کر عبادت کرنے میں جو خشوع و خضوع اور حضوری قلب کی کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ دیکھے بغیر حاصل ہونا ناممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور عبادات کی فرضیت میں تیرہ سال کا وقفہ ہے اس دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معرفتِ الٰہی کی تعلیم دی۔ جب یہ تعلیم مکمل ہوئی تو ظاہری عبادات فرض کی گئیں تا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عبادات بے روح نہ ہوں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور ہم نے پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے" اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: یعنی اس آیت میں (عبادت کے لیے) سے مراد (معرفت کے لیے) ہے۔ صوفیاء کے نزدیک بھی عبادت سے مراد معرفت ہی ہے کیونکہ تمام عبادات کا مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ جو عبادت انسان کو اللہ کے قریب لے جا کر اس کی پہچان یعنی معرفت نہیں دلاتی وہ عبادت نہیں۔ چنانچہ اس آیت میں " " سے مراد عبادت کی اصل روح یعنی "معرفت" کا حصول ہے۔ صرف عبادات کے لیے تو اللہ کے فرشتے ہی کافی تھے۔ اللہ کسی انسان کے نماز روزے کا محتاج نہیں۔ ہاں وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کے قرب وصال اور معرفت کی طلب کریں جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ میری پہچان ہو۔

Marfat.com

انسان کی تخلیق کا اصل مقصد اور اس کی عبادات کا مغز اللہ کی پہچان ہے' جس نے اس مقصد سے روگردانی کی بے شک وہ بھٹک گیا۔ نہ دین ہی اس کا ہوا نہ دنیا۔ مرنے کے بعد قبر میں انسان سے پہلا سوال یہ پوچھا جائے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ جس نے اپنے رب کی پہچان ہی حاصل نہ کی ہوگی وہ اس سوال کا کیا جواب دے پائے گا۔ اگر اس کا جواب یہ ہوگا کہ کائنات اور تمام مخلوق کا خالق میرا رب ہے تو یہ جواب تو یہود و نصاریٰ کا بھی ہوگا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہونے کی فضیلت اُسے کیسے حاصل ہوگی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت اسی لیے خیر الامم ہے کہ اس کے لیے اللہ کے دیدار و وصال کی راہیں کھول دی گئی ہیں۔ قرآن پاک میں کئی آیات میں اللہ سے ملاقات (معرفت و دیدار) کی طرف اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راغب کیا گیا ہے۔

اے انسان تو اللہ کی طرف کوشش کرنے والا اور اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔

آیا تم صبر کیے بیٹھے ہو؟ (اور اللہ کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہو؟) حالانکہ تمہارا رب تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور تمہارا منتظر ہے۔

جو شخص اپنے رب کا لقاء (دیدار) چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اعمالِ صالحہ اختیار کرے۔

دنیا میں انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے دیدار کی آرزو بھی دل میں رکھتا ہے اور بہت دیر تک اس سے ملاقات کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انسان اللہ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس محبت کے اظہار کے لیے خالی سجدوں کو کافی سمجھ لیتا ہے اور اس کے دیدار اور وصال کی خواہش ہی نہیں رکھتا بیشک وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک جو لوگ لقائے الٰہی (دیدار) کی خواہش نہیں کرتے اور دنیا کی زندگی کو پسند کر کے اس پر مطمئن ہو گئے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو بیٹھے' انہیں ان کی کمائی سمیت جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

دیدارِ الٰہی سے انکاری لوگوں کے انجام سے بھی آگاہی فرما دی۔

جن لوگوں نے اپنے رب کی نشانیوں اور اس کے لقاء (دیدارِ الٰہی) کا انکار کیا ان کے اعمال

Marfat.com

ضائع ہو گئے۔ ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول قائم نہ کریں گے (یعنی بغیر حساب کے انہیں جہنم رسید کیا جائے گا)۔

بے شک وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے لقائے الٰہی (دیدار) کو جھٹلایا۔

خوب یاد رکھو وہ اپنے ربّ کے لقاء (دیدار) پر شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یاد رکھو بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

جو شخص اس دنیا میں (لقائے الٰہی سے) اندھا رہا وہ آخرت میں بھی (دیدارِ الٰہی کرنے سے) اندھا رہے گا۔

کچھ لوگ دنیا میں دیدارِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور اس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقع کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں کہ اگر وہ نبی ہو کر اللہ کا دیدار نہ کر سکے تو ہم کیسے کر سکتے ہیں حالانکہ اگر ہم قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقع کو بغور پڑھیں تو یہ واقع خود دیدارِ الٰہی کے ممکن ہونے کا ثبوت ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے (مقرر کردہ) وقت پر حاضر ہوئے اور ان کے ربّ نے ان سے کلام فرمایا تو (کلامِ ربانی کی لذت پا کر دیدار کے آرزومند ہوئے) عرض کرنے لگے۔ اے ربّ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ ارشاد ہوا تم مجھے (براہِ راست) ہرگز نہ دیکھ سکو گے مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا دیدار کرلو گے۔ پھر جب ان کے ربّ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (شدتِ انوار سے) اِسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا تیری ذات پاک ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔

اس واقعہ سے واضح طور پر دیدارِ الٰہی ثابت ہوتا ہے اور آیت کے آخر میں "سب سے پہلا مومن ہوں" ثابت کرتا ہے کہ آپؑ کو دیدار ہوا کیونکہ مومن تو ہوتا ہی وہی ہے جو ربِّ جلیل کو دیکھ کر عبادت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ "میں اللہ کا دیدار کرنے

Marfat.com

والا پہلا مسلمان ہوں۔" کیونکہ اگر یہ معنی نہ لیے جائیں تو "پہلا مومن" سے خدانخواستہ یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ کیا گزشتہ انبیاء نعوذ باللہ "مومن" نہ تھے؟ بعض لوگ (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار نہیں ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ "میں دیکھا نہیں جاسکتا" بلکہ یہ فرمایا کہ "تم مجھے (براہِ راست) ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔" اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسا اس لیے فرمایا کہ اللہ اپنا جلوہ اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور ان کے وسیلے سے ان کی امت کی خاطر، محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش کی۔

تفسیر ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"جہاں تک امکانِ رؤیت کا تعلق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ اگر ناممکن ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام اس کا سوال نہ کرتے۔ کیونکہ انبیاء کرام کو اسکا علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز ممکن ہے اور فلاں چیز ناممکن اور منع ہے۔ جو چیز ناممکن اور منع ہو اس کے بارے میں سوال درست ہی نہیں ہوتا۔"

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ اسے دیکھا اور پہچانا جائے اسی لیے اس نے فرمایا کہ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے اسی لیے میں نے مخلوق کو تخلیق کیا۔" اور پہچان صرف دیدار کے بعد ہی ممکن ہے۔ کئی احادیث اور اولیاء کرام کے اقوال بھی دیدارِ الٰہی کے ذریعے اللہ کی پہچان اور معرفت حاصل کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔" (مشکوٰۃ)

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے کہ

"ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چودھویں کے چاند کو دیکھ کر فرمایا جس طرح تم چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو اسی طرح تم پروردگار کو دیکھو گے اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے میں تم کوئی اذیت اور تکلیف محسوس نہیں کرو گے۔" (الفتح الربانی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا: "میرے دل نے اپنے رب کو نورِ ربی کے واسطہ سے دیکھا۔" (سِرّ الاسرار)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے "میں اپنے رب کی اس وقت تک عبادت نہیں کرتا جب تک کہ اُسے دیکھ نہ لوں۔"

غرضیکہ اللہ کے دیدار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل کرنا اس کی محبت کا اولین تقاضا اور تمام عبادات کی جان ہے۔ دینِ اسلام کی بنیاد توحید یعنی کلمہ طیبہ کی زبانی تصدیق تو بہت آسان ہے لیکن یہ بنیاد اس وقت تک ادھوری ہے جب تک قلب اس کی تصدیق نہ کرے اور قلب کسی بات پر یقین تب تک نہیں کرتا جب تک مشاہدے کے ذریعے اسے اچھی طرح جانچ اور پرکھ نہ لے۔ چنانچہ قلبی تصدیق تبھی ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کو جان کر پہچان کر پورے یقین کے ساتھ واحد مانا جائے۔ اسی طرح نماز مومن کی معراج تبھی بنتی ہے جب معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کے بعد نماز یوں ادا کی جائے گویا اللہ کو دیکھ کر ادا کی جا رہی ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ الفتح الربانی میں واضح طور پر فرماتے ہیں "ہمارا پروردگار موجود ہے اور دیکھا جا سکتا ہے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو جسم اور مکان سے پاک ہے اسے دیکھنا کیسے ممکن ہے؟ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس کا جواب نہایت آسان الفاظ میں دیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں: "صاحبِ یقین و معرفت مسلمان کے لیے دو

Marfat.com

ظاہری اور دو باطنی آنکھیں ہیں۔ پس وہ ظاہری آنکھوں سے زمین پر بسنے والی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے (روحانی ترقی کے بعد) آسمان پر بسنے والی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد اس کے دل سے تمام پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں پس وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو بلا شبہ و بلا کیف دیکھتا ہے۔ پس وہ مقرب و محبوبِ خدا بن جاتا ہے۔" (الفتح الربانی)

یہ حقیقت ہر باشعور انسان پر عیاں ہے کہ انسان کا ایک ظاہری جسم ہے جو دیکھا جا سکتا ہے اور ایک باطن ہے جسے روح' دل یا قلب' اندر کا انسان یا ضمیر کہا جاتا ہے اور جو عام لوگوں سے چھپا ہوا ہے۔ یہ باطنی انسان ہی اصل انسان ہے۔ ظاہری جسم صرف اس باطنی انسان کے لیے اس دنیا میں لباس کا کام دیتا ہے۔ یہ جسم اسی دنیا میں تخلیق ہوتا ہے اور باطنی انسان یا روح کے اپنے اصل وطن واپسی کے وقت اسی دنیا میں رہ جاتا ہے۔ وہ انسان جو اللہ کی طرف سے آیا اور جسے واپس لوٹ کر اللہ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے' باطن کا حقیقی انسان ہے (بے شک ہم اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ کی طرف ہی ہمیں لوٹ کر جانا ہے)۔ اللہ کا دیدار کرنا' اللہ کی معرفت اور پہچان حاصل کرنا اس باطنی انسان یا روح کا کام ہے کیونکہ اس کا تعلق اللہ سے ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ آدمؑ اور اولادِ آدم میں پھونکی گئی روح کے متعلق فرماتا ہے: "اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی" (سورہ حجر۔ ۲۹)

یہی روح اللہ کا قرب و دیدار حاصل کرنے کے لیے بے تاب رہتی ہے۔

اللہ کا دیدار بھی ظاہری آنکھوں نے بصارت سے نہیں بلکہ روح نے نورِ بصیرت سے کرنا ہے۔ جن کی روح نور بصیرت حاصل کر کے اللہ کا دیدار نہیں کرتی ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس یہ (ظاہری) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اسمِ ذات کے نور سے دیدارِ الٰہی کے متعلق فرماتے ہیں: جس طرح اس دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ (نورِ بصارت) دوسری روشنی (سورج یا مصنوعی روشنی) اگر

Marfat.com

ایک چیز کی بھی کمی ہو تو کچھ دیکھا نہیں جا سکتا اس طرح باطن میں دیکھنے کے لئے بھی دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک باطنی یا قلبی آنکھ (نورِ بصیرت) اور دوسرا اسمِ ذات کا نور۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسمِ ذات کے نور ہی سے دیکھا جا سکتا ہے اسی لئے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 722 میں اسی باطنی اندھے پن کا ذکر ہے فرمانِ الٰہی ہے: "جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا" یعنی جو یہاں دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم ہے وہ آخرت میں بھی دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم رہے گا۔ (شمس الفقرا)

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب امیر الکونین میں فرماتے ہیں: "میں علمِ دیدارِ الٰہی کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔ مجھے علمِ دیدارِ الٰہی کے سوا کوئی اور علم ذکر، فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا ہوں اور نہ ہی کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام علوم علمِ دیدار کی خاطر ہیں جو مجھے حاصل ہے۔ جہاں دیدارِ الٰہی ہے وہاں نہ صبح ہے نہ شام نہ منزل ہے نہ مقام، بے مثل و بے مثال ذاتِ لاہوت لامکان کے اندر ہے "اسمِ ذات" سے انوار و تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اس نور میں دیدار و لقا نظر آتا ہے۔

میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مجھے یہ مراتب جناب سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور پنجتن پاکؓ کی رفاقت میں نصیب ہوئے ہیں۔

دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونے کا طریقہ:

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا اور واصل باللہ ہونا کون سے علم اور کون سی چیز سے ممکن ہے؟ وہ محض سیر فی اللہ اور مشاہدہِ نورِ حضور و قرب کا علم ہے جو دانش، عقل اور تمیز سے بالاتر ہے۔ معرفتِ الٰہیہ کا یہ علم وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو اس کا سبق اسمِ ذات (ذکر، تصور اور مشقِ وجودیہ) سے پڑھتا ہے اور وہ ہمارا جان سے پیارا بھائی ہے۔ (نور الہدیٰ)

Marfat.com

شد وسیلہ نقش بہرِ نقاش بین　　　نقش و نقاشے یکے شد بالیقین

ترجمہ: دیکھ نے نقش (اسم) اپنے نقاش (مسمّٰی) کی پہچان کا ذریعہ ہوتا ہے جب نقش اور نقاش باہم ایک ہوجاتے ہیں تو مرتبہ حق الیقین حاصل ہوجاتا ہے۔ اور یہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ اسم ذات سے۔ اگر تو ہستیِ وحدانیت کا راز جاننا چاہتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے وجود میں اللہ تعالیٰ اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح پستہ مغز کے اندر۔
(نورالہدیٰ)

دیدارِ الٰہی کے درمیان حائل رکاوٹ اور اس رکاوٹ کو دور کرنے کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں: جان لے دیدارِ الٰہی اور اہلِ دیدار کے درمیان کوئی پتھر پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہوسکتی بلکہ دیو نفس حائل ہوتا ہے جو پتھر اور دیوار سے بھی سخت تر حجاب ہے اور جس کا مارنا بے حد مشکل و دشوار ہوتا ہے۔ مرشدِ کامل سب سے پہلے اسی دیو خبیث، مصاحبِ ابلیس نفس کو تصورِ اسمِ ذات کی تلوار سے قتل کرواتا ہے اور جب تصورِ اسمِ ذات کی تلوار سے یہ دیو نفس مرجاتا ہے تو بندے اور ربّ کے درمیان سے بیگانگی کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بندہ ہر وقت بلاحجاب دیدارِ پروردگار کرتا رہتا ہے۔ (نورالہدیٰ)

بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسمِ ذات اور صاحبِ راز مرشد کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، تو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو حق بے نیاز ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

دیدارِ الٰہی کہاں سے اور کس سلسلہ اور طریق کے ذریعے حاصل ہوتا ہے؟ اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منصب و مرتبہِ دیدارِ پروردگار کی توفیق و برداشت و تحقیق طالب مرید سروری قادری کو حاصل ہے۔ دیگر طریقے والا اگر کوئی دیدارِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لاف زن ہے، جھوٹا ہے اور اہلِ حجاب ہے۔ (نورالہدیٰ)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں دیدارِ الٰہی کے علم کو

Marfat.com

کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طالبِ دیدار کو چونکہ صرف دیدارِ الٰہی سے غرض ہوتی ہے اس لیے وہ اللہ کے سوا کسی چیز کو دیکھتا ہی نہیں اس لیے ہر لحہ مطالعہ دِل میں غرق رہتے ہوئے جدھر دیکھتا ہے اللہ ہی نظر آتا ہے۔

تمام لذات سے بہتر لذت "لذتِ دیدار" ہے اُس کے مقابلے میں لذتِ دنیا کی کیا وقعت کہ وہ بے بقا ہے۔ (نور الہدیٰ)

'عین الفقر' میں آپ رحمتہ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں: جو شخص اپنی جان کے بدلے اسمِ ذات خرید لیتا ہے وہ کھلی آنکھوں سے دیدارِ حق تعالیٰ کرتا ہے۔

اللہ تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے لیکن تو ہی اس کی دید سے اندھا اور گمراہ ہو گیا ہے۔

دیدارِ حق کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ مردار ہے اس لئے عاشق ہمیشہ طالبِ دیدار ہوتا ہے۔

جس نورِ تجلی کو موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر دیکھا تھا اسی نور تجلی کو میں عین عیان دیکھتا ہوں اور خاص الخاص تجلی وہ ہے جو حروفِ اسمِ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔

دِل اگر بیدار نہ ہو تو دیدارِ الٰہی کس طرح ہو سکتا ہے؟ سجدہ دیوار سجدہ دیدار تو نہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں: عارفوں کا یہ ابتدائی مرتبہ ہے کہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ لقائے الٰہی کے یہ مراتب میں نے اسمِ ذات سے پائے ہیں اس لئے اسمِ ذات کو میں نے اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔ جو شخص اپنے جسم کو اسمِ ذات میں گم کر دیتا ہے وہ بہت جلد معرفتِ دیدار الٰہی کو پالیتا ہے۔ دیدارِ الٰہی کیونکر روا ہو سکتا ہے؟ لیکن میں دیدار کرتا ہوں کہ مجھے مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام دیدار کرواتے ہیں۔

دراصل مراتب دو ہیں ایک مرتبے والے انسان ہوتے ہیں اور دوسرے مرتبے والے صورت کے انسان لیکن سیرت کے حیوان ہوتے ہیں جو ہمیشہ بے جمعیت و پریشان رہتے ہیں سو انسان نما حیوان اور اشرف انسان کی پہچان کیا ہے؟ انسان وہ ہے جو ہمیشہ دیدارِ الٰہی سے مشرف رہے اور انسان نما حیوان کو ہمیشہ دنیا مردار کی طلب رہتی ہے۔

جو عارف ہر وقت دیدارِ الٰہی میں غرق رہتا ہے اُسے مطالعۂ علمِ پیغام واعلام والہام و آواز کی

Marfat.com

کیا حاجت ہے۔

لقائے حق کے لائق وہ طالب ہوتا ہے جو غرق فی التوحید (فنا فی اللہ) ہو کر دیدارِ الٰہی کرتا ہے

اگر تیرے پاس آنکھیں ہیں تو جی بھر کر دیدارِ الٰہی کر۔

صاحبِ نظر دیدار کرتے ہیں لیکن جھوٹے اور مکار لوگوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔

آنکھ کو دیدار سے ہی یقین نصیب ہوتا ہے جو اس بات کو نہ مانے پکا لعین ہے۔

جس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے نور ہو گئیں وہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو گیا ایسے صاحبِ دیدار کو کوئی غم نہیں۔

روح جب اللہ کے پاس موجود تھی تو اللہ کے دیدار میں مگن تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس روحانی انسان کو اپنی پہچان کے امتحان کے لیے اس دنیا میں بھیجا تو اپنے جلوؤں کے نور اور انسان کے درمیان نفس کی دیوار حائل کر دی۔ انسان کا امتحان یہ ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے جال سے نکل کر نفس کے ان حجابوں کو توڑے اور اپنے رب کا دیدار اور پہچان حاصل کرے۔ اللہ کے جلوؤں کا نور ہی وہ امانت ہے جو انسان کے قلب میں پوشیدہ ہے اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمینوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کر دی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا بے شک وہ (اپنے نفس پر) ظالم اور (اپنی حقیقت سے) جاہل ہے۔"

انسانی قلب (باطن) میں پوشیدہ یہ نورِ الٰہی اللہ کی امانت ہے جسے بروزِ قیامت واپس لوٹانا ہے۔ اس امانت کی حفاظت تبھی ممکن ہے جب باطنی یا روحانی انسان ترقی اور قوت حاصل کرے اور نفس کے پردوں کو توڑتے ہوئے اپنی ذات کے اندر ہی موجود اس نورِ الٰہی تک رسائی حاصل کرے۔ جب تک وہ اس امانت تک رسائی حاصل نہ کر لے نہ اس کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لیے فرمایا "جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔" کیونکہ ایمان دراصل اسی امانت کی حفاظت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کامیابی کی ضمانت بھی نورِ الٰہی سے معمور قلب کی

Marfat.com

اصل حالت میں واپسی کو قرار دیا ہے۔

اور قیامت کے دن مال اور اولاد کچھ نفع نہ دیں گے۔ بلکہ قلبِ سلیم ہی کام آئے گا۔

چنانچہ اللہ کی معرفت اور پہچان انسان کو اپنے ہی باطن میں پوشیدہ نورِ الٰہی کی امانت تک رسائی سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور میں تمہاری سانس اور تمہاری جان کے اندر ہوں کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔

اور ہم تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔

حدیثِ قدسی میں فرمایا: نہ میں آسمانوں میں سماتا ہوں نہ زمینوں میں لیکن بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے

اسی لیے اپنے رب کی معرفت کے لیے انسان کو اپنے باطن میں ہی سفر کرنا ہے اور اپنی ذات کی حقیقت سے اپنے رب کی حقیقت حاصل کرنا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ بیان فرماتا ہے: ”جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے یقیناً اپنے رب کو پہچانا۔“

اپنی اسی حقیقی پہچان کو اقبالؒ نے خودی کا نام دیا ہے اور امت مسلمہ کو اس کی پہچان حاصل کرنے کا درس دیا۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ انسان اپنے ظاہری جسم کو پالنے، سجانے اور ہر تکلیف و بیماری سے بچانے کے لیے تو ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اپنی پوری توجہ اس کی دیکھ بھال میں لگا دیتا ہے لیکن اپنے باطنی حقیقی انسان کی طرف اس کی کوئی توجہ ہی نہیں۔ روح جو اپنے رب سے ملاقات اور دیدار کے لیے بے چین رہتی ہے انسان کی اس بے توجہی اور نفسانی و دنیاوی خواہشوں کے جال میں الجھے رہنے کی وجہ سے روح بیمار اور پژمردہ ہو جاتی ہے۔ انسان کی اندرونی بے چینی کی وجہ اس کی اپنی روح سے بے توجہی ہی ہے۔ جب روح پژمردہ ہو گئی تو نفسِ امارہ (جو برائی کا حکم دیتا ہے) کو انسان کے باطن پر غلبہ اور قوت حاصل کرنا آسان ہو گیا یوں نہ انسان کا باطن درست رہا نہ ظاہر۔ نتیجہ انفرادی و اجتماعی بربادی۔

Marfat.com

رسالہ غوثیہ میں اللہ تعالیٰ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ سے فرماتا ہے: "جو میری طرف باطن میں سفر کرنے سے محروم رہا میں اسے ظاہری سفر میں مبتلا کر دیتا ہوں۔" یعنی جب انسان اپنے باطن کو درست کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور اپنی تمام تر توجہ باطن کی بجائے ظاہر پر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ظاہری مشکلات میں الجھا دیتا ہے۔ ہمارے اردگرد کے ماحول کی بہتری کا دارومدار بھی اسی بات پر ہے کہ ہم اپنی باطنی درستی پر توجہ دیں کیونکہ جب باطن درست ہو جائے تو ظاہر از خود درست ہو جاتا ہے۔

لیکن باطن ذکر اسمِ ذات یعنی سلطان الاذکار ھُو، تصورِ اسمِ ذات اور تصورِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر نہ زندہ اور نہ ہی درست ہو سکتا ہے گویا ذکرِ ھُو اور تصورِ اسمِ ذات باطن کے بند تالے کو کھولنے والی کلید (چابی) ہے تصورِ اسمِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کی کلید ہے بشرطیکہ یہ کسی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سے حاصل ہوئی ہو۔

راہِ فقر میں اپنی ہستی اور خودی کو ختم کر کے اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جانا عارفین کا سب سے اعلیٰ اور آخری مقام ہے۔ جہاں پر وہ دوئی کی منزل سے بھی گزر جاتے ہیں۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "talib-e-maula10" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) میں اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ فقر کے اس انتہائی مرتبہ کو مقامِ فنا فی ھُو، وحدت، فقر فنا فی اللہ بقاباللہ یا وصالِ الٰہی کہتے ہیں اور یہ مقامِ توحید بھی ہے۔ یہاں پہنچ کر انسان "سراپا توحید" ہو جاتا ہے۔ انسانی عروج کا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ عام اصطلاح میں اس مقام تک پہنچنے والے انسان کو "انسانِ کامل" کہا جاتا ہے۔ لیکن فقراء اور عارفین نے اپنی تصنیفات میں اس مقام کو مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔

جب طالب فقر کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔ وجودِ کائنات کے تمام مراتب میں سب سے اکمل "انسان" ہے اور جملہ افرادِ انسانی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے اکمل و ارفع ہیں اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے مظہرِ اُتم ہیں آپ ہی انسانِ کامل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حق تعالیٰ کے خلیفہ برحق ہیں۔ اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ ایک شخص ہر وقت دنیا میں قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے جو انسانِ کامل 'امانتِ الٰہیہ' خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطنی نائب ہوتا ہے اور کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ اس "انسانِ کامل" کی وساطت سے چلاتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اسے ہی مرشد کامل اکمل فرماتے ہیں۔ جب انسان پر فقر کی تکمیل ہوتی ہے تو اس مرتبہ پر صاحبِ فقر کی اپنی ہستی ختم ہو جاتی ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں میں اور تو کا فرق مٹ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے یکتائی کے اس مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جہاں دوئی نہیں ہوتی اس لئے اس کا بولنا اللہ کا بولنا ہوتا ہے، اس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا اور اس کا سننا اللہ کا سننا، اس کا چلنا اللہ کا چلنا اور اس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔ اس مقام کی طرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اے بندے جب تو مقامِ فنا میں پہنچے گا تو تجھ پر تکوین (امرِ کن کا اِذن) وارد کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کیا جائے گا اور عالم میں تصرف کرنے کی طاقت تجھے عطا کی جائے گی جس کی بدولت تو جہان میں تصرف کرے گا۔ (فتوح الغیب)

فقیر (انسانِ کامل) وہ نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جو "کن" کہے اور "فیکون" ہو جائے۔ (الرسالۃ الغوثیہ)

فقر کی اسی منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو آپؒ نے فرمایا: "منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرتِ کبریا کے انوارِ تجلی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں

Marfat.com

میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی "عین" ہے اور ہم تمہاری "عین" ہیں حقیقت میں تو ہماری "حقیقت" ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور "ھو" میں "سِرّ یاھُو ہے" یعنی معشوقِ ھُو ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یہاں "ھو" سے مراد "ذاتِ حق تعالیٰ" ہے اور "یاھو" سے مراد حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور "سِرّ" سے مراد تکمیل باطن وصالِ الٰہی ہے یعنی مقامِ فنافی ھُو (فنا فی اللہ بقا باللہ) ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے۔ انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ اللہ تعالیٰ کے نور مبارک سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔ (عقلِ بیدار)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور باقی لوگ حسبِ مراتب تقریب رکھتے ہیں۔ (قربِ دیدار)

واضح رہے کہ "انسانِ کامل" ہمیشہ دیدار کی طلب میں رہتا ہے اور احمق حیوان ہمیشہ دنیا مردار کی طلب میں رہتا ہے۔ (امیر الکونین)

انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم ومسمّٰی کا گنج معمہ ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

یہاں آپؒ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے کیونکہ وہ مظہر عجائب الغرائب ہے انسانِ کامل "اسم ()" اور مسمّٰی" (ذاتِ الٰہی) کو پا لینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہ حل کر کے پہنچا جا سکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو بھی پہچاننا ایک معمہ ہے اور جو اس معمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔ یعنی انسانِ کامل کی حقیقت کی پہچان ادراکِ قلبی سے ہوتی ہے اور اس کے لئے تصورِ اسم ذات ہی ایک ذریعہ ہے اسمِ ذات کے تصور کے بغیر انسانِ کامل کی پہچان ناممکن ہے کیونکہ انسانِ کامل کی منزل تک بھی اسمِ ذات ہی پہنچاتا ہے اگر یہ صاحب مسمّٰی (انسانِ کامل)

Marfat.com

سے حاصل ہوا ہو۔ جیسا کہ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مردِ میداں (انسانِ کامل) اللہ ھُو (اسم ذات) سے زندہ ہے اور یہ جہانِ چارسو اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

سلسلہ سروری قادری میں جب طالب ھُو میں فنا ہو کر فنا فی ھُو ہو جاتا ہے اور اس کے ظاہر و باطن میں ھُو کے سوا کچھ نہیں رہتا تو یہ ہے مرتبہ "ہمہ اوست در مغز و پوست" اور یہی ہے فقیر مالک الملکی (انسانِ کامل، نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور یہی ہے مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ۔

ایسا انسان ہر وقت کائنات میں موجود ہوتا ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے یعنی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مختلف زمانوں میں اپنے نائب، خلیفہ اور جانشین کی صورت میں بدلتی رہتی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اور ہر امر کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد "انسانِ کامل" ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دِل ہے میں محفوظ کر رکھا ہے۔

انسانِ کامل کا دِل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اسکی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے"۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات و اسماء و افعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

"مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے"

Marfat.com

"نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں لیکن بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں"۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "مراۃ العارفین" میں فرماتے ہیں:

پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اللہ "انسانِ کامل" کے دِل میں جلوہ گر ہے۔ اِس لئے انسانِ کامل تمام صفات وذات کے لئے مجمل اور مفصل ہے۔

علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عارف ہیں جنہوں نے انسانِ کامل کی اصطلاح وضع کی۔ انہوں نے "فتوحاتِ مکیہ" اور "فصوص الحکم" میں انسانِ کامل کے جو اوصاف تحریر کیے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

- انسانِ کامل، اکمل موجودات ہے۔
- واحد مخلوق ہے جو مشاہدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتی ہے۔
- صفاتِ الٰہیہ کا آئینہ ہے۔
- مرتبہ حدِ امکان سے بالا اور مقامِ خَلق سے بلند ہے۔
- حادثِ ازلی اور دائمِ ابدی اور کلمہ فاصلہ جامعہ ہے۔
- حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو آنکھ کو پُتلی سے ہے۔
- عالَم کے ساتھ اس کی نسبت انگشتری میں نگینے کی مانند ہے۔
- رحمت کی جہت سے اعظمِ مخلوقات ہے۔
- انسانِ کامل عالَم کی روح ہے اور عالَم اس کا قالب۔
- انسانِ کامل ربوبیت اور عبودیت کا جامع ہے اگر اللہ واحد ہے تو اس کا خلیفہ (انسانِ کامل) بھی (دنیا میں) واحد ہے۔
- عالم میں ہر موجود حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہی اسم اس کا ربّ ہے اور انسانِ کامل حق تعالیٰ کے اسمِ جامع اسمِ h کا مظہر ہے جو سب اسماء الٰہی کا ربّ ہے پس رب الارباب ہے پس رب العالمین ہے۔

Marfat.com

حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے انسانِ کامل کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا دونوں ہاتھوں سے مراد دونوں صفات جلال اور جمال کی ہیں۔ پس حضرت انسانِ کامل جو مدبّرِ عالم ہے، عالم کی روح ہے لہٰذا غائب ہے اگرچہ خلیفہ کی صورت میں خارج میں موجود ہے لیکن سوائے خاص اولیاء کے اس کو کوئی نہیں پہچانتا لہٰذا غائب ہے۔ خلیفہ سے مراد قطب زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا سلطان ہے (یہاں خلیفہ سے مراد اس طرف اشارہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں)

چونکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ رسول جو نئی شریعت لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں ایک ایسا فردِ کامل ہوتا رہے گا جس میں حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا اور وہ فنا فی الرسول کے مقام سے مشرف ہوگا وہ فردِ کامل قلبِ زمان ہے اور ہر زمانہ میں ایک ولی اس منصب پر فائز کیا جاتا ہے۔

ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔ (شرح فصوص الحکم والایقان۔ فتوحاتِ مکیہ)

"چونکہ اسمِ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و رب الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امر و قرب و فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسکے توسط سے کرتا ہے"۔ (فصوص الحکم صفحہ نمبر 232 ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور)

حضرت شیخ مویدالدین جندی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سورہ فاتحہ کی شرح کرتے ہوئے اسم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اسمِ اعظم کی صورت ولی کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔" (تفسیر روح

Marfat.com

البیان جلد اول صفحہ نمبر 41 ترجمہ مولانا فیض محمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

حضرت سید عبدالکریم بن الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "انسانِ کامل" میں فرماتے ہیں:

وجود تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ ان کمالات میں منفرد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں: انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور مِلک واصالت اسماء ذاتی و صفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس کی مثال آئینے کی سی ہے، کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسم h کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل اپنے اسماء صفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔ یہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہے یہی معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے:

ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بے شک وہ (اپنے نفس کے لیے) ظالم اور نادان ہے۔

آپ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انسانِ کامل قطبِ عالم ہے جس کے گرد اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی، اس وقت سے لے کر ابدالاباد تک ایک ہی شے ہے پھر اس کے لیے رنگارنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے اور دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا

Marfat.com

وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اس کی کنیت ابو القاسم اور اس کا وصف عبداللہ ہے اور اس کا لقب شمس الدین ہے پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اُس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔ (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

انسانِ کامل کے بارے میں کپتان ڈبلیو بی سیال لکھتے ہیں: مقام فنافی اللہ میں رہ کر بحر ذات وصفاتِ الٰہی میں غوطے لگا کر بندۂ مومن بمصداق حدیث قدسی "بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ" حق تعالیٰ کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ اس مقام کی طرف ایک اور حدیث سے بھی اشارہ ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے (اللہ کی صفات سے متصف ہو جاؤ)۔ جب صفاتِ الٰہی سے بندہ مومن متصف ہو کر واپس بقا کی حالت کی طرف آتا ہے تو بحیثیت انسانِ کامل خلافتِ الٰہیہ کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اور یہ مقام انسانی عروج کا بلند ترین مقام ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ یہ عبدیت کا بلند ترین مقام ہے کیونکہ فنا میں رہ کر آدمی ہمیشہ کیلئے غرق ہو جاتا ہے" (روحانیت اور اسلام)

اقبالؒ اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ　　عشق را ناموس و نام و ننگ دہ

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ لے اسی طرح عشق کو عزت و احترام حاصل ہوتا ہے۔

مسلمان بندہ (انسانِ کامل) خدا کی صفات سے متصف ہوتا ہے اور اس کا باطن خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اُس کا حسن رازِ حق سے آشنا آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے اور اس (انسانِ کامل) کی جڑ کائنات کے ضمیر (روح) میں ہے۔ یعنی وہ کائنات کے ہر راز سے

Marfat.com

آگاہ ہوتا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوا تو ماسویٰ معشوق سب کچھ جل گیا اُس نے "غیر اللہ" پر جب "لا" کی تلوار چلائی تو ذرا سوچ "لا" کے بعد باقی کیا رہ گیا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تُو ہو گیا اور تُو میں ہو گیا میں جسم ہو گیا تو اس کی جان۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اور ہوں اور تُو اور۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ مقامِ فنافی ھُو، وحدت، فنافی اللہ بقاباللہ اور وصالِ الٰہی کے بارے میں اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں: پہلے میں چار تھا پھر تین ہوا پھر دو ہوا اور جب دوئی سے بھی نکل گیا تو یکتا بخدا ہو گیا۔ (عین الفقر)

آپؒ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ میں پہلے چار تھا یعنی میں، مرشد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ۔ جب میں فنافی الشیخ ہو گیا تو تین رہ گیا اور جب فنافی الرسول ہو گیا تو دو رہ گیا اور جب فنافی اللہ ہو گیا تو یکتا ہو کر سراپا توحید ہو گیا۔

مرتبہ فنافی اللہ بقاباللہ تک کیسے رسائی حاصل ہو سکتی ہے؟

مراتب تین قسم کے ہیں فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ، ان مراتب تک پہنچنے کیلئے مرشد سے عشق ضروری ہے۔ اسے فقر میں عشقِ مجازی کہا جاتا ہے اور عشقِ مجازی ہی عشق حقیقی تک راہنمائی کرتا ہے۔

عارفین یا فقراء کاملین کے نزدیک عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے زینہ کے ذریعہ ہی ہم عشقِ حقیقی (اللہ تعالیٰ کے عشق) تک پہنچ سکتے ہیں۔ عام طور پر عشقِ مجازی کسی عورت سے مرد اور مرد کے کسی عورت سے عشق کو سمجھا جاتا ہے جو بالکل لغو اور شیطانی کھیل ہے۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ راہِ فقر میں عشقِ مجازی سے مراد عشقِ مرشد ہے۔ عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے لیے عام سلاسل میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب (مرید) کو تصورِ مرشد کے لیے کہا جاتا ہے بلکہ آج کل تو کچھ سلاسل یا پیروں نے باقاعدہ اپنی تصاویر

Marfat.com

بھی دینا شروع کردی ہیں۔ طالب (مرید) ہر وقت اپنے مرشد کے تصور اور خیالوں میں مگن رہتا ہے' اس طریقہ میں استدراج اور دھوکہ ہو سکتا ہے اور آج کے پُرفتن دور میں سو فیصد ہوتا بھی دھوکہ ہی ہے' پھر یہ شرک اور بت پرستی کے زمرے میں آتا ہے اور یہ تو انسانی جبلّت ہے کہ وہ جس کے تصور میں ہر وقت محو اور جس کے خیالوں میں ہر وقت مگن رہتا ہے' اُسے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ سلسلہ سروری قادری میں یہ طریقہ کبھی بھی نہیں رہا کیونکہ سروری قادری سلسلہ، درجات (عالمِ ملکوت و جبروت اور سدرۃ المنتہیٰ کی سیر) سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی ابتداء اور انتہا ہے ہی عشق۔ کیونکہ اس میں دیدارِ الٰہی ہے اور دیدار عشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے نظر ہٹا کر عالمِ ملکوت و جبروت کے نظاروں میں کھو گیا ہے اس کا دیدارِ الٰہی کا سفر ختم ہو گیا۔ عشق والے اللہ کے سوا کسی اور کی طلب نہیں کرتے اور کسی طرف دھیان نہیں کرتے۔ سلسلہ سروری قادری یا عشقِ الٰہی کے سفر میں عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) تصورِ اسمِ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اسمِ ذات کسی صاحبِ مسمّٰی مرشد سے حاصل ہوا ہو۔ طالب (مرید) جب اسمِ ذات کا تصور شروع کرتا ہے' تو سب سے پہلے اُسے اسمِ ذات سے تصورِ مرشد حاصل ہوتا ہے۔ اس کے دو فوائد ہیں کہ ایک تو اس میں استدراج اور دھوکہ نہیں ہے' کیونکہ جس کا تصور کیا جائے اُسی کا تصور پختہ ہوتا ہے' یہاں تو ابتدائی منزل پر اسمِ ذات کا تصور کیا جا رہا ہے' لیکن حاصل مرشد کا تصور ہو رہا ہے جو کہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے اس سے طالب کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے اور پھر عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کا آغاز ہوتا ہے' پھر عشقِ مرشد سے یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی طرف اور اس کے بعد عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب دریائے وحدت میں غرق ہو جاتا ہے۔ مرشد خود "اسمِ ذات" کی صورت ہے اور طالب جب مرشد کی صورت یعنی فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے تو اسے از خود ہی وصال یا وحدت حاصل ہو جاتی ہے طالب کو کوئی کوشش یا کاوش نہیں کرنی پڑتی راہِ فقر میں تمام کاوش اور کوشش کا مقصد مرشد میں فنا ہونا ہے پھر وحدت تک رسائی اپنے آپ ہونے

Marfat.com

والا عمل ہے۔اس عمل کو صوفیاء فنافی الشیخ کی کیفیت قرار دیتے ہیں۔سب سے پہلے مرشد کی سطح پر وحدت حاصل ہوتی ہے جس میں مرید مرشد کی ہستی میں فنا ہو کر اپنی انفرادی ہستی ختم کر کے سیرت و کردار اور صورت میں مرشد کی مثل ہو جاتا ہے مرشد چونکہ پہلے ہی وحدت کی صورت ہوتا ہے اس لئے طالب کو وحدتِ حق تعالیٰ تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

فنافی الشیخ کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرشدِ کامل جس طالبِ اللہ کو تصور اسمِ ذات کے ذریعے تلقین سے نوازتا ہے اُسے فنافی الشیخ کر کے مرتبہ نعم البدل پر پہنچا دیتا ہے۔(نور الہدیٰ)

یاد رہے کہ مرتبہ فنافی الشیخ عظیم الشان مرتبہ ہے بعض احمق فنافی الشیطان کے مرتبے پر ہوتے ہیں مگر خود کو فنافی الشیخ سمجھتے ہیں مرتبہ فنافی الشیخ یہ ہے کہ طالب اپنے جسم میں، قال و احوال میں، عادات و خصائل میں اور صورت و سیرت میں اپنے شیخ جیسا ہو جائے اور اس کا سارا وجود شیخ کے وجود میں ڈھل جائے۔(نور الہدیٰ)

سلسلہ سروری قادری میں فنافی الشیخ کے یہ تمام مراتب اسمِ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔اس کے بعد مرشدِ کامل باطن میں طالب کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے یہ مرتبہ بھی تصور اسمِ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔الغرض ورد و وظائف اور اعمالِ ظاہر سے طالبِ اللہ باطن میں کبھی بھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہِ باطن صرف صاحبِ باطن مرشدِ کامل ہی سے حاصل ہوتی ہے۔جو طالب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے اور اس کے نفس کی ہستی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔جب کوئی طالب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اس پر چار نظروں کی تاثیر وارد ہوتی ہے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ و نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر سے عدل اور محاسبہ نفس کی قوت پیدا ہوتی

Marfat.com

ہے اور اس کے وجود سے خطرات ہوائے نفسانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی نظر سے ادب وحیا پیدا ہوتا ہے اور اس کے وجود سے بے ادبی اور بے حیائی ختم ہو جاتی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر سے علم ہدایت وفقر پیدا ہوتا ہے اس کے وجود سے جہالت اور حُبِ دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کی زیارت سے اس کے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں اور وہ فنافی الرسول ہو جاتا ہے۔ لامکان ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِ نظر رہتا ہے جہاں دریائے وحدت میں گُوناں گُوں قسم کی موجیں "وَحْدَہٗ" "وَحْدَہٗ" کے نعرے بلند کرتی ہیں۔ جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنافی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ (شمس العارفین) یاد رکھنا چاہیے کہ راہِ فقر میں سب سے مشکل مقام فنافی الشیخ ہے جس نے اس کو طے کر لیا اس نے سب مقامات کو طے کر لیا کیونکہ مرشد پہلے ہی وحدت کی صورت (فنافی اللہ بقاباللہ) ہوتا ہے جیسے ہی کوئی طالب فنافی الشیخ کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے وہ خود بخود ہی فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

"انسانِ کامل" اصل میں "مرشدِ کامل" ہی ہے کیونکہ جب طالب فنافی اللہ بقاباللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تب ہی مسندِ تلقین وارشاد پر فائز ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ "مرشد کامل اکمل" اور مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ اور صاحب مسمّی مرشد کی اصطلاحیں بھی استعمال فرماتے ہیں۔ خود اپنے آپ کو حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف "کامل ومکمل واکمل ونور الہدیٰ جامع مرشد" فرمایا ہے بلکہ مرشد کے ساتھ ساتھ اپنے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "مالک الملکی فقیر" (انسانِ کامل) بھی فرمایا ہے۔ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

میں "کامل ومکمل واکمل ونور الہدیٰ جامع مرشد" ہوں اور "مالک الملکی مرتبے کا جامع فقیر"

Marfat.com

ہوں اور انسانِ کامل کا یہ سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

اس کے علاوہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں "انسانِ کامل" کو مختلف ناموں سے موسوم فرمایا ہے۔

1. فقیر مالک الملکی۔
2. امیر الکونین
3. سلطان العارفین
4. عارف کامل قادری
5. سلطان التارکین
6. صاحبِ امر یا فقیر صاحب امر
7. اولی الامر
8. فقیر
9. فقیرِ کامل یا کامل فقیر
10. عارف باللہ یا عارف اللہ فقیر
11. مست فقیرِ کامل
12. فقیر صاحبِ قلب
13. صاحبِ راز فقیر
14. صاحبِ عین العیانُ صاحب عیاں فقیر یا عین العیان فقیر
15. غوث وقطب وحدت یا غوث وقطب صاحبِ تحقیق یا اہلِ وحدت واحد غوث وقطب
16. فنافی اللہ فقیر
17. حقیقی فقیر
18. عارف ختم الفقرا
19. ختم الفقر فقیر
20. لایحتاج فقیر یا صاحبِ جمعیت لایحتاج
21. فقیر۔۔ عاشق فقیر
22. فقیر درویش یا درویش فقیر
23. غنی فقیر
24. کامل کُل فقیر۔

ان تمام اصطلاحات سے مرادِ انسانِ کامل ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اس کی جو تم میں ہو۔"

اور سے یہاں مراد انسانِ کامل ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ فرماتے ہیں:

عارف کامل قادری (انسانِ کامل) ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔

(رسالہ روحی شریف)

بیشک وہ انسانِ کامل ہے جس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہو۔

(سلطان الوھم)

فقیر صاحب امر ہے صاحبِ امر اسے کہتے ہیں جس کا امر روکا نہ جائے کیونکہ فقیر کی زبان رحمن کی تلوار ہوتی ہے۔ جس چیز کے لیے وہ لفظ کن کہتا ہے وہ امرِ الٰہی سے دیر میں یا جلدی ضرور ہو جاتی ہے۔ (امیر الکونین)

صاحبِ امر اسے بھی کہتے ہیں جس کا امر سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آسکے خواہ وہ اکیلا ہو یا لشکر کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا فقیر امرِ الٰہی ہے اور امر پر غالب ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (اللہ اپنے امر پر غالب ہے)۔ (امیر الکونین)

جان لے کہ فقیر کو قربِ الٰہی میں اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا رفیق باتوفیق اور صاحبِ دیدار ہوتا ہے وہ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) کے مرتبے کا مالک ' مالک الملکی فقیر ہوتا ہے۔ وہ عارف ولی اللہ محقق عالم باللہ اور روشن ضمیر ہوتا ہے جو کونین پر امیر (امیر الکونین) ہوتا ہے کل و جز کی تمام مخلوق اس کی قیدی اور اسیر ہوتی ہے۔ لوحِ محفوظ پوری تفسیر کے ساتھ اس کے مطالعہ میں رہتی ہے۔ وہ دائمی طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے اور اہلِ قبور کی روحانیت پر حاکم ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ بصادت اور صاحبِ ہوتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

"فقیر" کے لیے دنیا ایک قدم ہے۔ فقیر دنیا سے قدم اٹھا کر عقبیٰ میں رکھتا ہے پھر توکل اختیار کر کے عقبیٰ سے قدم اٹھاتا ہے اور آدھے قدم پر معرفتِ توحید میں جا پہنچتا ہے اور پھر وہاں سے آدھا قدم چل کر فقر کے کامل مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے (جب فقر کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی ہوتا ہے)۔ (نور الہدیٰ کلاں)

Marfat.com

جان لے کہ "کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ فقیر" خدا کا عاشق اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معشوق ہوتا ہے ان مراتب کے حامل فقیر کو "کامل کُل فقیر" کہا جاتا ہے کیونکہ کامل مکمل جامع نور الہدیٰ عاشق و معشوق کے جملہ مراتب کامل کُل میں آجاتے ہیں۔

(نور الہدیٰ کلاں)

"صاحبِ عیاں عارف فقیر" اُسے کہتے ہیں جو حقیقتِ احوال "" حقیقتِ احوالِ ازل' حقیقتِ احوالِ ابد' حقیقتِ احوالِ دنیا' حقیقتِ احوالِ موت و حیات و ارواحِ اہلِ قبور' حقیقتِ احوالِ حساب گاہِ حشر' حقیقتِ احوالِ پل صراط' حقیقتِ احوالِ دوزخ بہشت' حقیقت و احوالِ شراباً طہوراً کہ اس کا جام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے پیتا ہے اور حقیقتِ احوالِ حضوری مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور باعیاں شرفِ دیدارِ ربّ العالمین پر ابتدا سے انتہا تک نظر رکھتا ہے اور توفیقِ الٰہی سے ان احوال کی تحقیق بھی کرتا ہے وہ ان تمام احوال کا علم پڑھتا ہے اور پھر بھلا دیتا ہے۔ یہ ہے تمامیت فقر کا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کی بخشش و عطا اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

جہاں "فنا فی اللہ عارف باللہ فقیر" وحدت میں غرق ہوتا ہے وہاں تک مرتبۂ فنا و قضا و رضا کی رسائی نہیں ہے۔ مرتبہ فنا "ہمہ اوست در مغز و پوست" (ہر چیز کے ظاہر و باطن میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے) کا مرتبہ ہے اور "ہمہ اوست در مغز و پوست" کے مرتبے پر وہ شخص پہنچتا ہے جو مرتبۂ وصالِ حضور سے آگے نکل جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

فقراء کے حکم کی تعمیل کر کہ اُن کی مخالفت آدمی کو دونوں جہان میں خوار کرتی ہے۔

(کلید التوحید کلاں)

فقیرِ کامل اسے کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو کر ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہے اور دم بھر کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس سے غیر حاضر نہ رہے۔ ظاہر میں وہ عام لوگوں کی مجلس میں رہے لیکن باطن میں ہمیشہ حضور علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس رہے۔ (کلید التوحید کلاں)

فقیر میں ایک صفتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجود ہوتی ہے وہ ہے خُلقِ عظیم جس کے متعلق ارشاد ہے (خُلقِ الٰہیہ سے متصف ہو جاؤ)۔ فقیر میں چاروں صفات صحابہ کبارؓ جیسی ہونی چاہئیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ جیسا صدق، حضرت عمر فاروقؓ جیسا محاسبہ نفس اور عدل، حضرت عثمان غنیؓ جیسی حیا اور سخاوت، اور حضرت علیؓ جیسا علم وفقر۔

(اسرارِ قادری)

جاننا چاہیے کامل فقیر ظاہر میں تو عام لوگوں میں بیٹھ کر عام باتیں کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن باطن میں اسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جب فقیر بات کرنے کے لیے لبوں کو جنبش دیتا ہے تو ظاہر کے دیکھنے والے لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے۔ روحانی انبیاء اور اولیاء اللہ جانتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے مؤکل ملائکہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کلام کرتا ہے اللہ عزّوجل کو علم ہے کہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور حضور پرنور سیّد یوم النشور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تصور فرماتے ہیں کہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ایسے فقیر کا جسم سورج کی مانند چمکتا ہے وہ ہر وقت ہر مقام پر صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ (اسرارِ قادری)

فقیر جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معشوق اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا ہے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے عاشق ہوتے ہیں۔ یہاں عاشق، معشوق اور عشق تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر جب وصل کی گنجائش نہیں تو ہجر کا کیا دخل، یہ مراتب ان کے ہیں جو فنا فی اللہ فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ ہیں۔ (عقلِ بیدار)

فقیر اسے کہتے ہیں جسے نہ دنیاوی عزت و مرتبے کی خواہش اور طلب ہو اور نہ عمارات روضہ اور خانقاہ کی طلب کرے بلکہ فقیر وہ ہے کہ نہ موت سے ڈرے اور نہ زندگی سے خوش ہو کیونکہ فقیر ان دونوں مرتبوں سے نجات یافتہ ہے اور نور بانور ہو کر فنافی ذات ہے۔

(عقلِ بیدار)

فقیر حقیقت میں بادشاہ (سلطان) ہوتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

Marfat.com

کامل فقیر کی ایک نظر تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔(محبت الاسرار)
عارف باللہ فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنا فی رسول ہو' فنا فی فقر ہو اور فنا فی ھُو ہو۔
(عین الفقر)
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فقیر (انسانِ کامل) کے دشمن کے بارے میں فرماتے ہیں: فقراء کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔(محبت الاسرار)
فقیر (انسانِ کامل) کے تین دشمن ہوتے ہیں یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ایک منافق دوسرا حاسد اور تیسرا کافر۔(اسرارِ قادری)
فقیر (انسانِ کامل) کا دشمن تین حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو مردہ دل اور حاسد عالم ہے جس کی زبان زندہ اور دل تصدیق سے بے خبر ہے یا وہ جھوٹا' منافق اور کافر ہے یا اہلِ دنیا ہے جسے بہشت میں بالشت بھر بھی جگہ نہیں ملے گی۔(عقلِ بیدار)
جو فقیر کو بے برکت جانتا ہے خود بے برکت رہتا ہے۔جو فقیر کو بے حکمت سمجھتا ہے خود بے حکمت ہوتا ہے' جو شخص تصور اسم ذات والے عارف فقیر کو جاہل جانتا ہے خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی تو بھی وہ جاہل ہے۔(امیر الکونین)
فقراء کا دشمن اللہ تعالیٰ سے بے بہرہ اور شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محروم ہوتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)
جو شخص فقراء فنا فی اللہ کا منکر ہے وہ دونوں جہان میں خوار اور پریشان ہے۔
(کلید التوحید کلاں)
آئیں کسی انسانِ کامل کی تلاش کریں اور پھر اس کی صحبت میں رہ کر راہِ فقر کا سفر اختیار کریں اور جزو سے کُل کی منزل پر پہنچ جائیں یعنی مقامِ وحدت یا فقر فنا فی اللہ بقا باللہ یا وصالِ الٰہی تک رسائی حاصل کریں اور مسافر سے راہنما تک کا یہ سفر کسی انسانِ کامل (مرشد کامل) ہی کی زیرِ نگرانی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس مقام تک رسائی کے بغیر راہِ فقر کے تمام مقامات و منازل کہانیوں اور قصوں کی مثل ہیں۔

Marfat.com

دنیا میں ہر دور میں ایک "انسانِ کامل" موجود ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا نائب، رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ اور امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن ان تمام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال مبارک سے لے کر قیامت تک سات ہستیاں ایسی ہیں جو سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اولیائے کرام میں سب سے ممتاز ہیں اور ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔ اس راز سے سب سے پہلے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ اٹھایا۔ آپ اپنی مشہور زمانہ تصنیف رسالہ روحی شریف میں ان ارواح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

نورِ احدی

جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا، تو اپنے حسن کی تجلی سے رونق بخشی، اس کے حسنِ بے مثال اور شمع جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اختیار کی پھر جذبات اور ارادت کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنافی اللہ بقاباللہ تصورِ ذات میں محو، تمام مغز بے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیر حق کو کبھی سنا۔ وہ حریمِ کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں۔ کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس وتنزیہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں، اور (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے) کے فیض کی چادر ان پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ (وہ نہ تو اپنے ربّ کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر کے) کی جاودانی عزت کے تاج سے معزز ومکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور قیامِ قیامت کی کچھ خبر نہیں۔ ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے

Marfat.com

۔اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں حور وقصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سراسیمہ ہو گئے اور کوہ طور پھٹ گیا تھا ہر لحہ ہر پل جذباتِ انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار باراں پر وارِد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔وہ سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہیں۔

(رسالہ روحی شریف)

سات مبارک ارواح

یہ مبارک ارواح سات ہیں اِن کے ناموں کا انکشاف کرتے ہُوئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان میں ایک خاتونِ قیامت (فاطمۃ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے۔ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک ہے۔ایک ہمارے شیخ حقیقتِ حق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے۔اور ایک سلطان انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبد الرزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے ایک ھاھویت کی آنکھوں کا چشمہ سِرّ اسرار ذاتِ یاھو فنافی ھو فقیر باھُوؒ (قدس سرّہ العزیز) کی روح مبارک ہے۔اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔اِن ارواح مقدسہ کی برکت وحرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں۔جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالمِ کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔انہیں طالبوں کو ظاہری ورد وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔(رسالہ روحی شریف)

Marfat.com

دائمی قرب و وصال اور حضوری

سلطان الفقر نورِ حق کی ایک فنافی اللہ صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب و وصال اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سلطان الفقر کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں: جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات حق تعالیٰ کے حضور میں سلطان الفقر سے ملاقات کی اور اس سے بغلگیر ہو کر سر سے پاؤں تک روبرو ہو کر فقر سے لپٹ گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود فقر میں بدل گیا۔

(جامع الاسرار)

اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو پہلے براق پر سوار ہوئے اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کر کے دکھایا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا" ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ (دیدارِ الٰہی سے) نہ پھری اور نہ ہی (مقررہ) حد سے بڑھی۔ یہ حالت ہر اعلیٰ اور ادنیٰ مقامات پر رہی اسی لیے حق تعالیٰ کے حضور قاب وقوسین کے مقام پر پہنچے اور دونوں کے مابین پیاز کے چھلکے کا سا پردہ رہ گیا۔ جب حبیب عین بعین ہوئے تو آواز آئی "اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب میں نے دونوں جہان تجھ پر قربان کر دیئے اور دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ آپ کو کرا دیا تو ان میں کیا چیز آپ کو پسند آئی جو آپ کو عطا کی جائے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی! "اللہ تعالیٰ مجھے فقر عطا کیا جائے کیونکہ فقر کے برابر کسی کو قربِ الٰہی اور فنا فی اللہ حاصل نہیں ہے اور ایسا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔" یہی فقر "سلطان الفقر" ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن میں اس فقر کو دیکھتا

Marfat.com

ہے وہ صاحبِ اختیار ہو جاتا ہے اور مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر غالب آ جاتا ہے۔ (جامع الاسرار)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے سلطان الفقر کا مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے اور آپ کے فقرا کو بھی اور آپ کے اہلِ بیت کو بھی اور آپ کے متقی اور صالح امتیوں کو بھی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کیا کہ ہزار ہزار شکر ہے۔

(جامع الاسرار)

سلطان الفقر کا نور آفتاب

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے اپنی فارسی تصانیف میں فرماتے ہیں: سلطان الفقر کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور اس کی خوشبو کستوری وگلاب وعنبر وعطر کی خوشبو سے زیادہ فرحت بخش ہے۔ جو شخص دورانِ خواب سلطان الفقر کی زیارت کر لیتا ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خوش نصیب کو باطن میں دستِ بیعت کر کے تلقین فرماتے ہیں ۔میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

سلطان الفقر کی لازوال معرفت

ہزاروں میں سے کوئی ایک طالب ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہوگا۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام "سلطان الفقر" ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس

حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس اُسے نصیب ہوتی ہے جس کی باطنی خضر سے ملاقات ہو جائے

Marfat.com

باطنی خضر "سلطان الفقر" کو کہتے ہیں۔ جس کی ملاقات باطنی خضر سے ہو جائے اُسے علمِ ظاہری بھول جاتا ہے کیونکہ اس کے باطن کو علمِ باطن، نورِ معرفت اور توحیدِ الٰہی کی تجلیات اس قدر معمور کر دیتی ہیں کہ وہ ہر وقت قرب و وصال کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔
(محک الفقر کلاں)

فقر کے مراتب تک رسائی

فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور "سلطان الفقر" کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (اسرارِ قادری)

پس اس دیو سلمانی و بادشاہ شیطانی "نفس" کو زندانِ فنا فی اللہ میں قید کرنا اس کے گلے میں تفسیر، قرآن و حدیث و معرفتِ الٰہی اور روشن ضمیری کی زنجیر ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کرنا "سلطان الفقر" کا کام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

دریائے وحدت تک رسائی

جو شخص چاہتا ہے کہ مجھے دریائے وحدتِ الٰہی تک رسائی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل رہے اور سلطان الفقر کے ساتھ مجلس و ملاقات نصیب رہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال آدمی کے جسم میں موجود ہیں اور ہر بال میں شیطان کا ایک گھر، ہوائے نفس کا قلعہ اور حواسِ نفس کی جڑ ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نہیں نکال دیتا وہ نہ تو قرب پا سکتا ہے اور نہ حضوری۔ (کلید التوحید کلاں)

اسی طرح آپ دو اور مقامات پر طالبِ صادق کے متعلق فرماتے ہیں کہ

جو طالب راہِ فقر پر چلتے ہوئے مقاماتِ ترک و توکل، تسلیم و رضا، تجرید و تفرید، فنا و بقا اور توحید کا مشاہدہ کرتا ہے تو اسے خواب میں انبیاء و اولیاء اور سلطان الفقر کی مجلس کی حضوری اور ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام

فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام ہے جو نہ تو عقل اور چالاکی سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ذکر، فکر اور مراقبہ سے مگر مرشدِ کامل چاہے تو طالب کو کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں، کبھی مقام فنا فی اللہ کی حضوری میں اور کبھی "سلطان الفقر" فنا فی اللہ کی صحبت میں لے جاتا ہے۔ جس شخص کے لیے یہ تینوں مراتب ایک ہو جائیں وہ فقر کی تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

جب طالب مراتبِ رضا و قضا سے آگے بڑھ کر وحدتِ کبریا و لقائے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے قُربِ اللہ حضور سے ایک صورتِ نور ظاہر ہوتی ہے جو حورانِ بہشت سے زیادہ حسین، انوارِ الٰہی سے منور اور مشاہدہ انوارِ دیدار اور معرفت و محبت میں سوختہ ہوتی ہے اس کا نام "سلطان الفقر" ہے۔ یہ صورت عاشقِ ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالبِ اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں دنیا و عقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

آدمی اس وقت تک مراتبِ فقر تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ باطن میں سرِّ الٰہی کی صورتِ خاص "سلطان الفقر" اُسے اپنے ساتھ بغل گیر کر کے زیارت اور تعلیم و تلقین سے مشرف نہیں کر لیتی چاہے کوئی ریاضت کے پتھر سے سر ہی کیوں نہ پھوڑتا پھرے۔ جب تک "سلطان الفقر" کی طرف سے اشارہ نہیں ہوگا وہ فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکے گا کہ "سلطان الفقر" کی وہ باطنی صورت ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان الفقر کی مجلس توحیدِ باری تعالیٰ کا ایک دریا ہے جو کوئی اس دریا کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔ (محکم الفقراء)

(معراج کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ "سلطان الفقر" کی لذت سے لطف اندوز ہوئے، فقر نورِ

Marfat.com

الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قاب وقوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال سے مشرف ہو کر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ (محک الفقر کلاں)

فقیرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقامت و مضبوطی سے فقر فنا فی اللہ میں قدم رکھتا ہے کہ اس کے سر پر فقر کا نام ہے اور فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقراء اسمِ سے فقیر بنتے ہیں اور اسمِ ہی سے شہباز بنتے ہیں۔ راہِ فقر میں اگر کوئی ثابت قدم رہتا ہے تو وہ صاحبِ رازِ حقیقی بن جاتا ہے اگر کوئی فقر اور اسمِ سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور ہمت و استقامت کو چھوڑ کر دنیا و اہلِ دنیا کی طرف مراجعت کرتا ہے (لوٹ جاتا ہے) تو وہ مرتبہ شہبازی فقر و راز سے منہ موڑتا ہے وہ گویا چیل ہے جس کی نظر مردار پر اٹکی ہوئی ہے اس لیے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہے اس کا دِل دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ اُس کی آنکھوں میں دنیا کی بھوک بھری رہتی ہے وہ فقرِ حقیقی اور "سلطان الفقر تحقیقی" (سلطان الفقر کی حقیقت) تک نہیں پہنچ سکتا وہ طالبِ دنیا بلکہ زندیق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جاننا چاہیے کہ سلطان الفقر کی ابتداء غیر مخلوق نورِ ایمان ہے اور اس کی انتہا غیر مخلوق نورِ ذاتِ رحمن ہے۔ (قربِ دیدار)

جو آدمی باطن میں سلطان الفقر کے چہرے کی زیارت کر لیتا ہے وہ لایحتاج ہو کر صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جاننا چاہیے کہ معرفتِ فقر کے مختلف مراتب کے لیے انبیاء، صحابہ اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی لیکن ماسوئی حضرت احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا مگر حکمِ الٰہی اور بہ اجازت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقر کے ابتدائی اور انتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو عمل، قبضہ اور اپنے تصرف میں لائے۔ (توفیق الہدایت)

اس سلسلہ میں سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاءِ کرام میں سے صرف سات اولیائے کرام کو سلطان الفقر اور سید الکونین کے جلیل القدر

Marfat.com

لقب سے یاد کیا گیا ہے اور ان میں صحابہ کرام' آئمہ و مجتہدین اور دیگر اولیائے مقربین میں سے کسی کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔

پہلے اس مسئلہ کو منطق اور دلائل سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں' ایک ہنر اور کمال دوسرے ہنر اور کمال سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔ مثلاً کوئی معاشیات اور اکاؤنٹنگ میں ماہر ہے تو کوئی فزکس کیمسٹری' بیالوجی اور باٹنی میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ کسی کو کرکٹ اور کسی کو ہاکی میں کمال حاصل ہے تو کوئی صحافت' خوش نویسی اور دوسرے شعبوں میں ماہر ہے۔ یعنی ہر فن میں خاص صاحب کمال انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان کے لئے ایک خاص فن ہوتا ہے۔ سو مختلف فنون میں ماہر لوگوں کی آپس میں نہ تو کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ ہی مقابلہ۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں ڈاکٹر اور کھلاڑی میں کون بہتر ہے۔

اسی طرح باطنی دنیا کے مراتب' کمالات اور فنون کے مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء صدق میں' بعض عدل و محاسبہ نفس میں' بعض حیا میں' بعض زُہد میں' بعض ترک میں' بعض ریاضت میں' بعض صبر میں' بعض شکر میں' بعض جود و سخا میں مشہورِ زمانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہد البشر اور حضرت داؤد علیہ السلام عبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور مرتبہ میں صاحبِ کمال ہوا ہے۔

اسی طرح "فقر" ایک خاص باطنی مرتبہ اور کمال ہے اس کے مقابلہ میں باطن میں نہ کوئی کمال ہے اور نہ مرتبہ اور یہ خزانہ تمام انبیائے کرام میں سے بدرجۂ اتم ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول آپ کے ہمسر اور برابر ہوسکتا ہے اور اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فخر فرمایا ہے اور فقر کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان سربلند اور ممتاز ہیں۔ مقامِ غور بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ظاہری اور باطنی کمالات

Marfat.com

کے جامع ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کمال پر فخر نہیں فرمایا یعنی نہ شجاعت پر، نہ سخاوت پر نہ تقویٰ وصبر پر نہ ترک وتوکل پر اور نہ فصاحت و بلاغت پر لیکن آپ نے "فقر" پر فخر کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فقر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اصل ترکہ اور ورثہ ہے۔ غرض باطن میں صدق و وفا' عدل و محاسبہ نفس' حیا' صحابیتؓ' امامت' شہادت' فقہہ' اجتہاد' ولایت' غوثیت' قطبیت' صدیقیت' تقویٰ' زہد' صبر' شکر' تسلیم' رضا' خوف' رجا' جود وکرم' علم' شجاعت اور شفقت وغیرہ کے بے شمار الگ الگ منصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے۔

مرتبہ سلطان الفقر پر اعتراضات

کچھ بے بصیرت لوگ جنہیں معاملاتِ فقر کی ابجد بھی نہیں معلوم وہ "مرتبہ سلطان الفقر" پر مندرجہ ذیل بے بنیاد اعتراضات کرتے ہیں:

اِن سات ہستیوں میں بابِ فقر' امام الفقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو سلاسل قادری' چشتی اور سہروردی کے امام ہیں اور یہ سلاسل اِن ہی کے وسیلہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتے ہیں' کا نام شامل نہیں ہے۔ کیا اُن کو وراثتِ فقر منتقل نہیں ہوئی؟

کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یارِ غار' امامِ صدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے سلسلہ نقشبندیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے' کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

کیا دیگر دو خلفاء راشدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

کیا امامینِ پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ورثہ فقر نہیں ملا؟

کیا صحابہ کرامؓ جو تمام امت کا سب سے اعلیٰ ترین طبقہ ہے' کو فقر نہیں ملا؟

کیا تمام مجتہدین اور امت میں دوسرے اولیاء کرام کو فقر نہیں ملا؟

ان تمام اعتراضات کا جواب حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں فرما چکے

Marfat.com

ہیں۔ انہی کی کتب کے حوالوں کے ذریعے ان اعتراضات کا جواب درج ذیل ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدق' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر پایا۔ (عین الفقر، محک الفقر کلاں)

چار پیروں کو شناخت کر لو کہ اوّل صدیقوں کے پیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوم عادلوں کے پیر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ، تیسرے اہلِ حیا کے پیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور متاع یعنی فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوئی۔ آپ بابِ فقر اور ورثہ فقر کو منتقل کرنے والے ہیں اس لیے یہ اعتراض قابلِ توجہ نہیں ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عدل اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیا کے مراتب نصیب ہوئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالبِ مولیٰ کو صدق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح' عدل اور محاسبہ نفس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اور شرم و حیا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح ہونا چاہیے یہ چاروں مراتب یکساں نہ ہوں تو فقر کا کامل مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "چار پیر" فرمایا ہے کیونکہ چاروں کی "توجہ" سے باطن میں فقر کی تکمیل ہوتی ہے لیکن "بابِ فقر" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ کے بیعت کے واقعہ سے اس بات کی وضاحت ہو جائے گی کہ ان چار پیروں کی توجہ سے کیا مراد ہے۔

Marfat.com

دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

"ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ) شورکوٹ میں اس کے گردونواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب گھڑسوار نمودار ہوا جس نے آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پیچھے بٹھالیا۔ آپؒ ڈرے، کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ پہلے "توجہ" کی اور بعدازاں فرمایا کہ میں علی ابن طالبؓ ہوں۔ پھر آپؒ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ فرمایا حسب الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور پرنور میں لیے جاتا ہوں۔ اسی وقت لے جا کر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر کردیا۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر، حضرت امیر عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مجلسِ اہلِ بیت میں حاضر تھے۔ آپؒ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلسِ منور سے اٹھ کر آپؒ سے ملاقات کی اور "توجہ" فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، باری باری اٹھے اور "توجہ" اور ملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہوگئے تو مجلس شریف میں صرف اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام رہ گئے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے، چونکہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا "میرے ہاتھ پکڑو" اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ مجھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہوگیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیّدۃ

Marfat.com

النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا "تو میرا فرزند ہے" میں نے امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قدم مبارک چومے اور اپنے گلے میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ (مناقبِ سلطانی)

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اس عبارت سے یہ اعتراض کہ چاروں خلفائے راشدین کا ذکر مرتبہ سلطان الفقر میں نہیں ہے' دور ہو جانا چاہیے اور چاروں پیروں کی "توجہ" کی بات بھی سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ ان "چار پیروں" کی "توجہ" کے بغیر فقر کامل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے وصل اور وصال کے طریقے

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے اس طریق سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ختم ہوا۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے اس طریق والے واسطے (وسیلہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے کا راستہ اور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ منصب عالی آپ رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے۔ اس مقام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے سر پر ہے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس مقام پر سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں۔ (مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب 123 بنام نور محمد تہاری)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر پایا۔

(عین الفقر۔ محک الفقر کلاں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ (جامع

Marfat.com

الاسرار)

فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

حدیث پاک کا اہلِ علم اس طرح ترجمہ کرتے ہیں "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ" لیکن سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس مفہوم میں بیان فرماتے ہیں کہ میں فقر کا شہر (مرکز) ہوں اور علی اس کا دروازہ (باب)۔ اس لیے فقراء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو "بابِ فقر" کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

سیّدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ وہ سلطان الفقر ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں:

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر کی پلی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا جو شخص فقر تک پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(فقر) میں کمال امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو نصیب ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر کے کمال فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام اور مرتبہ پر یہ چاروں ہستیاں یکتا اور متحد ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے جب تک ان چاروں ہستیوں کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں طالب مولیٰ بھی یکتا نہیں ہو جاتا فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا۔

کیا تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی؟ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یاد رہے "اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کے بعد" (لفظ "اصحابِ پاک کے بعد" پر غور فرمائیں اس کا مطلب ہے اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی) فقر کی نعمت و دولت دو

Marfat.com

حضرات نے پائی ایک غوثِ اعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک تارکِ دنیا صوفی تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ستر سال تک نہ کوئی نماز قضا کی نہ روزہ۔ اور ایسا ہی کمال (میں) صالحہ وساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو نصیب ہوا۔ (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم نے مراتب یہ مراتب فقر کی نعمت پائی اور اس کے بعد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو یہ نعمت نصیب ہوئی۔ لہٰذا یہ اعتراض کہ اصحاب پاک رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کسی ولی یا مجتہد کو فقر ملا یا نہیں' سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اس تحریر سے دور ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ایک اور تحریر حاضر ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا جو عقیدہ ہے اُسے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کلید التوحید کلاں میں بیان فرمایا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لے مندرجہ ذیل مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر کوئی اِن مراتب تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب وساحر وصاحبِ استدراج مرشد ہے۔ وہ خاص الخاص چھ مراتب یہ ہیں:

- یہ کہ آیاتِ قرآنِ مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں۔
- یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اُن کے بعد کسی اور پر وحی نازل نہیں ہوسکتی۔
- یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی شخص معرفتِ الٰہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔
- یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور شخص مراتبِ قاب قوسین پر پہنچ کر

Marfat.com

چشمِ ظاہر سے معراج نہیں پا سکتا۔

یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحابِ پاکؓ کے سوا کوئی اور شخص اصحابِ صفہ، اصحابِ بدر، اصحابِ کبار اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا

ہ کہ علمِ روایت کے چار اجتہادی مذاہب کے مجتہد امامین (حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ) کے مرتبہ اجتہاد پر سوائے اُن چاروں اماموں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ کہ چاروں اجتہادی مذاہب برحق ہیں۔

مندرجہ بالا چھ مراتب جو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ایک مرتبہ صاف اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور خاص کر اصحاب پاک کے مرتبہ کی جو وضاحت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اس کے بعد تو کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

معترضین کے مرتبہ سلطان الفقر پر اعتراضات کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف سے ہی دور کر دیا گیا ہے۔ بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت فقر کی وجہ سے ہے آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اصل وراثت فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل کی اسی وراثت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد آلِ نبی ہوئی اس لیے آپ رضی اللہ عنہا پہلی سلطان الفقر ہوئیں تا کہ دنیا کو آپؓ کی فضیلت معلوم ہو سکے ورنہ آپؓ نے تلقین و ارشاد کا فریضہ تو سرانجام ہی نہیں دیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو ہیں ہی بابِ فقر۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ فقر امت کو آپ کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے منتقل ہوا۔ دوسرے سلطان الفقر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کو ورثہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منتقل ہوا، اس حقانیت کو ثابت کرتا ہے کہ ورثہ فقر موروثی نہیں ہے ورنہ امامین پاک حسنین کریمین رضی اللہ عنہم فقر کے کمال پر ہیں اور سلطان الفقر

Marfat.com

دوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان الفقر پنجم سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ امامین پاک کی غلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

المختصر فقر کی یہ نعمتِ عظمیٰ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں یہ مرتبہ عالی جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو عطاء ہوا اور بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ فقر پہنایا گیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے ہی فقر امت کو منتقل ہوا۔ پھر حسنین کریمین علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ نے فقر پایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے چھ مزید ایسی ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جن کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی اور ان کو فقر میں ایک خاص مرتبہ "سلطان الفقر" کا تاج پہنایا گیا۔ ان کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی:

ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔

(رسالہ روحی شریف)

یعنی یہ طالبانِ مولیٰ کو ورد وظائف چلہ کشی اور مشقت میں نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہی نور ہے جن پر پڑ جاتی ہے وہ بھی نور بن جاتا ہے۔

امید ہے اس بحث سے بہت سے شکوک وشبہات رفع ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ "فقر کے مختارِ کل" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور فقر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل وراثت ہے اور اہلِ بیتؓ اس وراثت کے وارث اور اس کو منتقل کرنے والے ہیں۔

رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے جن سات سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہستیوں کا ذکر فرمایا ہے اِن میں سے پانچ اَرواح کے ناموں کا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکشاف فرما دیا تھا جو دنیا میں جلوہ گر ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے رحمت اور فیض

Marfat.com

کا موجب بنے۔ ان پانچ ارواح کے حالاتِ زندگی اور مناقب پر بہت سی کتب اور رسائل تصنیف ہو چکے ہیں اور وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ لیکن مستقبل میں آنے والی دو ارواح کے ناموں کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوشیدہ رکھا تھا۔ ان میں سے ایک روح اور ہستی دنیا میں ظاہر ہو چکی ہے جس کی غلامی اور زیارت کا شرف اس زمانہ کے لوگوں کو حاصل ہوا۔ ان کا نام سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ 14۔ اگست 1947 (27 رمضان المبارک 1366ھ) بروز جمعتہ المبارک کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی اور 26۔ دسمبر 2003 (2۔ ذیقعد 1424ھ) بروز جمعتہ المبارک آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس نے ایک کتاب "مجتبیٰ آخر زمانی" تحریر کی ہے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

اصطلاح فقر میں وہم

وَہم کے معنی ظن اور گمان کے ہیں اور "اوہام" اس کی جمع ہے۔ اصطلاحِ فقر میں وَہم سے مراد طالبِ مولیٰ کی ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ ظاہر و باطن میں اُس کے دِل میں جو سوال بھی پیدا ہوتا ہے اُس کا جواب بارگاہِ ربّ العزت سے وصول پاتا ہے دوسرے الفاظ میں وَہم سے مراد اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہے۔ اس ہمکلامی کو حضرت سلطان العارفین "سیرِ اوہام" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے ایک مقررہ وقت پر کوہِ طور پر تشریف لے جاتے باوضو ہو کر دو نفل پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتے۔ استغراق کا ایک پردہ سا چھا جاتا اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاتے۔ آج بھی فقراء اور عارفین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہو کر ہم کلام ہوتے ہیں جسے حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے "سیرِ اوہام" کا نام دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: "اوہام دِل کے دیکھنے، سننے، بولنے اور سمجھنے کا نام ہے۔"

Marfat.com

(سُلطانُ الوَھم)

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ سے ہم کلام ہونے کے لیے کوہِ طور تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی کے لیے اس کا اپنا وجود ہی کوہِ طور ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کے اندر ہی شہ رگ سے نزدیک تر اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا ہے اور حضورِ ربّ سے اپنے ذکر اذکار کا جواب باصواب پاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور ہر بشر (انسان) کی مجال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے، یا پردے کے پیچھے سے (جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اِذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے۔ بے شک وہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: ہر ایک مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے کلام فرمائے گا اور اس وقت اللہ اور بندے کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی واسطہ۔

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ "فصوص الحکم" میں فرماتے ہیں: اور اوہام اس معرفت (معرفتِ حق تعالیٰ) کو صورتِ خیالی سے بہت مستحکم اور قوی کر دیتے ہیں اور اسی واسطے اس خلقتِ انسانی میں وَھم کی سلطنت عقل پر بڑھی ہوئی ہے کیونکہ عاقل اگرچہ مرتبہ کمال (عقل کے کمال) کو پہنچ جائے لیکن وَھم کی حکومت سے کبھی خالی نہیں ہوتا اور جن چیزوں کو عقل ادراک کرتی ہے ان کو وَھم صورت میں بتلاتا ہے۔ پس اس کامل صورتِ انسانی میں وَھم بہت بڑا سلطان (سُلطانُ الوَھم) ہے۔ اور اس کی سلطنت قوی ہے۔

دائمی فکر اور یکسوئی اور محویت ہی انسانِ کامل کی صورت میں سلطانِ اعظم ہے یعنی انسانِ کامل کو جو کمال حاصل ہوتا ہے وہ اسی وَھم کی بدولت ہے۔ وَھم سے مراد دائمی خیال اور محویت ہے جو عشقِ الٰہی کا ثمرہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ عارف کے دِل سے وَھم کا پردہ اٹھا دیتا ہے تو وہ اس راز کو پا لیتا ہے کہ وہ ذات جس کو وہ اپنے سے اور خَلق سے دور جانتا تھا اس کے دِل میں جلوہ نما ہے، یہ معرفت کی

Marfat.com

انتہا ہے۔(شرح فصوص الحکم والایقان)

سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ "انسانِ کامل" میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وَھم کو اپنے اسمِ کامل () سے پیدا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ وَھم سے عزرائیلؑ کو پیدا کیا ہے (یعنی حضرت عزرائیلؑ وَھم کا فرشتہ ہیں کیونکہ روحوں کو قبض کرنے کی وجہ سے وہ روح کا زیادہ علم رکھتے ہیں)۔ پھر چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وَھم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ کامل سے پیدا کیا ہے لہٰذا وجود میں اُسے لباسِ کامل میں ظاہر کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ نورِ وَھم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لیے آئینہ بنایا ہے اور اپنے قدس کا مظہر قرار دیا ہے، عالم میں اس سے بڑھ کر ادراک کرنے والی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی نگہداشت میں اس سے بڑھ کر کوئی زور آور چیز ہے۔ تمام موجودات میں اس کا تصرف ہے۔ اسی سے عالم اللہ کی بندگی کرتا ہے، اسی کے نور سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف نگاہ کی۔ اسی سے پانی پر چلا وہ شخص جو چلا اور اسی سے ہوا پر اڑا جو اڑا۔ وہ نورِ یقین ہے اور استیلا و تمکین کی اصل ہے جس کو یہ نور مسخر ہو گیا اور وہ اس پر حاکم ہوا وہ اس سے کائنات علوی وسفلی میں تصرف کرتا ہے اور جس پر سُلطانُ الوَھم غالب ہوتا ہے وہ اس سے وہمی امور (وَھم کے ذریعے) میں بات کرتا ہے۔

خدا نے جب وَھم کو پیدا کیا تو اس کو کہا کہ میں تجھے حلفاً کہتا ہوں کہ میں اہلِ تقلید کے لیے بجز تیرے کسی شے میں تجلی نہیں کروں گا اور تیری پوشیدگی کے سوا عالم کے لیے میں ظاہر نہیں ہوں گا۔ (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

وحی اور فرشتوں کے نازل ہونے کا سلسلہ تو خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ لیکن پسِ پردہ اللہ تعالیٰ آج بھی فقراء اور عارفین سے ہم کلام ہوتا ہے، اس ہم کلامی کو سیرِ اوہام کہتے ہیں۔ اوہام مقامِ وصال کے قریب تر ہے یعنی مقامِ وحدانیت ہے اور مرکز اس کا قلب (باطن) ہے۔ جب کثرتِ ذکر اور تصورِ اسمِ ذات سے اسمِ ذات دِل میں قرار پکڑ لیتا ہے اور دِل میں نقش ہو کر قلب بیدار ہو کر عشق

Marfat.com

کی تپش سے پختہ ہو کر حضوری میں چلا جاتا ہے تو قلب میں طالب کو اوہام کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنے ہر سوال کا جواب بارگاہِ ربِّ جلیل سے باصواب وصول پاتا ہے۔ اور پھر راہِ فقر میں یہ لمحات بھی آجاتے ہیں کہ طالب ہر لحہ اللہ تعالیٰ سے محوِ گفتگو یا اللہ تعالیٰ طالب سے محوِ گفتگو رہتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں عاشق و معشوق، محب اور محبوب کے درمیان نہایت ہی دلچسپ اور پُر کیف سلسلہ راز و نیاز شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں مومن کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے، جہاں اُس کی ہمتِ ایمان اور یقین کو پرکھا جاتا ہے۔ یہاں پر اس پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے۔ جہاں کبھی تو اس پر قوسِ ابرُو سے تیر مژگاں چلا کر اس کے قلب و جگر کو چھلنی کیا جاتا ہے اور کبھی لب لعل کے شربتِ رُوح افزا سے اس پر نوازشات کی بارش کی جاتی ہے اس مقام پر کبھی عاشق کے لیے شمع و پروانہ اور گل و بلبل کی داستانیں دہرائی جاتی ہیں تو کبھی اُسے نظرِ عنایت سے نوازا جاتا ہے۔ کبھی پردہ چہرے سے اٹھا کر اُسے حسنِ عالم سوز کے جلوؤں سے مشرف کیا جاتا ہے تو کبھی اُسے آتشِ ہجر و فراق میں ڈال کر خاکستر بنایا جاتا ہے۔ اسی مقام پر عابد، معبود اور عاشق و معشوق کے مابین ایسا سلسلہ کلام جاری ہوتا ہے جس میں ہزاروں لاکھوں حقائق و معارف بیان کیے جاتے ہیں، علمِ لدنی اور علمِ اسرار عطا کیا جاتا ہے اور کئی قسم کی تجلیات سے سالک کی تواضع کی جاتی ہے۔ کبھی جاہ و جلال کی بجلیاں گرائی جاتی ہیں تو کبھی حُسن و جمال کے کرشموں سے سرشار کیا جاتا ہے، کبھی ہجر و فراق کے تیر برسائے جاتے ہیں تو کبھی شرابِ وصل سے سیراب کیا جاتا ہے، کبھی زلفِ سیاہ کے پھندوں میں گرفتار کیا جاتا ہے تو کبھی رُخِ انور کی ضیا باریوں سے ان کے قلب و جان کو زندہ کیا جاتا ہے۔ کبھی بُعد سے آزمایا جاتا ہے۔ کبھی قرب سے نوازا جاتا ہے کبھی بیخودی، استغراق اور محویت میں مست کیا جاتا ہے تو کبھی خوف و ہیبت کی آگ میں جلایا جاتا ہے۔ کبھی بلبل کی طرح رُوئے گل پر نثار ہونے کی دعوت دی جاتی ہے تو کبھی شمع حُسن پر دیوانہ وار جلایا جاتا ہے۔ غرضیکہ محبوبِ حقیقی کے ناز و انداز عشوئے غمزے بدلتے رہتے ہیں اور عاشق صادق ہر حال میں خوش و خرم رہتا ہے اس لیے کہ دوست کا جلال

Marfat.com

اور جمال دونوں محبوب ہیں۔ قرب میں وہ صفتِ جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور بُعد میں جمال کا اور کبھی اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے۔ ان کی گریہ وزاری، ان کے غم واندوہ، ان کے ہجر وفراق، ان کے وصل وانبساط، ان کے ذوق وشوق، ان کے شعر وسخن، ان کے وجد وحال، ان کے علم ودانش، ان کی جدوجہد، ان کی کاوشوں، قربانیوں، جان نثاریوں کا مرجع، ان کا منجا، ان کا ملجا، ان کا ماویٰ، ان کی جان، ان کی عزت، ان کی شان، ان کی آن، ان کی بان، ان کے دین، ان کے ایمان، ان کے دھرم، ان کے بھرم، ان کے شرم، ان کے زُہد، ان کے تقویٰ، ان کے حج، ان کی زکوٰۃ، ان کے صوم، ان کی صلوٰۃ، ان کی زندگی اور ان کی موت کا مقصد ومدعا، غرض وغایت محبوبِ حقیقی کی رضا ہوتی ہے۔

جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں اب بندہ جیسا گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اگر الہام چاہتا ہے تو الہام دِل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یاد رہے الہام یکطرفہ ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کی بات دِل میں ڈالنا۔ دلیل یا آگاہی سے مراد یہ ہے کہ کوئی دلیل یا آگاہی چاہی یعنی جیسا چاہا ویسا ہی ہوگیا۔ کشف یہ ہے کہ اسرارِ غیب سے کچھ جان لینا۔ لیکن وَھم اِن سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہاں تو ہر لمحہ گفتگو جاری ہے اب یہ طالب کا گمان ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ چونکہ "اولیاء کے قلوب پر سکون حرام ہوتا ہے" یعنی وہ کسی مقام پر ٹک نہیں سکتے، اس لیے الہام سے دلیل وآگاہی اور دلیل وآگاہی سے وَھم کی طرف بڑھنا چاہیے جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔" (البقرہ۔ ۱۵۲)

تم مجھے اوہام سے الہام سے یا آگاہی سے یا دلیل سے یاد کرو گے تو میں بھی تمہیں اوہام یا الہام سے یا آگاہی سے یا دلیل سے یاد کروں گا۔ اے ناقص بخیل یہی وہ راہِ کاملین ہے جو انہیں بارگاہِ ربِ جلیل تک پہنچاتی ہے یہ راہ کلمہ طیبات "اور اسمِ ذات کی مشقِ تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "سُلطانُ الوَھم" میں فرماتے ہیں:۔

"اے میرے عزیز! میں آپ کو اوہام کے بارے میں مختصراً بتانا چاہتا ہوں۔ جاننا چاہیے کہ خدا تک پہنچنے کا مقرب ترین اور موصل ترین راستہ دِل کا راستہ ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ دل کی سیر بذریعہ وَھم ممکن ہے جو صرف سلطان الوَھم شاہِ ظن کی رفاقت سے ہی کی جا سکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حدیثِ قدسی "" ترجمہ: میں اپنے بندے کے گمان (وَھم) کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں۔ اس راستے کی سیر کے لئے اصل اور بنیادی چیز وَھم ہی ہے۔ سُلطانُ الوَھم (مرشدِ کامل) کی رفاقت کے بغیر سلطنتِ وَھم کے اس صحرائی راستے میں قدم رکھنا ممکن نہیں جیسا کہ یہ قول

(ترجمہ: سُلطانُ الوَھم ہی اس راستے کی ہر ایک چیز پر قوی اور غالب ہے)

بھی سُلطانُ الوَھم پر ہی دلالت کرتا ہے۔" (سُلطانُ الوَھم ترجمہ: فقیر میر محمد)

اے عزیز! اس راستے کی ابتدا اور انتہا مرشد کامل ہے کہ (ترجمہ: مرشد کامل ہی اس راستے کی ہر ایک چیز کے بارے میں مکمل آگاہی رکھتا ہے) مرشدِ کامل اور مرشدِ واصل کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو عالمِ اوہام (اوہام کے جہان) تک پہنچاتا ہے اور اُس پر فتحِ قلب (دِل کی زندگی) واضح کرتا ہے اور فتحِ قلب یہ ہے کہ مرشد کامل (ترجمہ: مرشد کامل زندہ کرتا اور مارتا ہے) کے مِصداق اپنے اوہام اور تصرف سے مرید کے دل کو ذکر اسم سے اس طرح زندہ کر دیتا ہے کہ مرید کا کوئی سانس حق تعالیٰ کے ذکر کے بغیر باہر نہیں آتا اور مرید سوتے جاگتے ہر حالت میں اللہ کا ذاکر ہو جاتا ہے اور اُسے دائمی طور پر سیرِ اوہام حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مرید کے دل میں اس قدر بصیرت یعنی دِل کی نظر پیدا کرتا ہے کہ وہ تمام عالمِ الطاف (عالمِ باطن) کا معائنہ کر لیتا ہے اور اسی بصیرت کی بدولت وہ ہر لمحہ اپنے دل میں اللہ کے جمال اور دیدار سے مستفید ہوتا رہتا ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح دل کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا) اور حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ اللہ نے مجھ پر وحی کی اور پوچھا کہ اے داوٗدؑ! کیا تو نے میرا دیدار کیا ہے اور میری معرفت پائی ہے؟ تو میں نے عرض کی کہ نہیں تو فرمان ہوا کہ تیرا دِل تو میرا مشاہدہ کرتا ہے لہٰذا تو اپنے دل میں میرا دیدار کر)۔(سُلطانُ الوَھم)

اے جانِ عزیز! انبیاء اور اولیاء نے بھی وَھم کے ذریعے ہی دل کی سیر حاصل کی اور اس راستہ کے سالک کو آگاہ فرمایا کہ اگر کوئی سالک اس راہ میں ایک ہی مقام پر رُک گیا تو وہ نقصان رسیدہ ہے کیونکہ (ترجمہ: جس نے دو دن ایک ہی مقام پر قیام کیا تو اُس کا نقصان ہو گیا) اور اگر یہ نقصان لاحق نہ ہو مگر سیرِ دِل کئے بغیر ہی سکون و آرام کرنے لگے تو ایسا سکون بھی حرام ہے کیونکہ (ترجمہ: اولیاء کے دِلوں پر سکوت حرام ہے) اس سے معلوم ہوا کہ سالک کو ہمہ وقت کوشش کرنی چاہیے کہ سیرِ دِل حاصل ہو جائے اور یاد رہے کہ سیرِ دِل کا حصول محض سُلطانُ الوَھم یعنی مرشد کامل ہی سے ممکن ہے۔ سیر اوہام کو تین طریقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حدیث

ایک لمحے کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، ایک لمحے کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک لمحے کا تفکر جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے) اوہام کی راہ میں مبتدی کا تفکر ایک سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے، متوسط کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت کے برابر اور منتہی کا تفکر جن وانس کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔(سُلطانُ الوَھم)

اے میرے عزیز! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی معرفت اور وصال کا کونسا راستہ ہے، اور وہ راستہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کا راستہ دِل کا راستہ ہے اب چاہیے کہ راستہ کے بارے میں آگاہی حاصل کی جائے۔ جاننا چاہیے کہ اس راستہ کی آگاہی اور حصول مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس راستہ کا رہبر ہے کیونکہ (ترجمہ: پس اس راہ میں اوہام مرشدِ کامل، سلطان المعظم ہے جس کی اکمل ترین صورت انبیاء ہیں) اور مرشدِ کامل کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشاد ہے۔ (ترجمہ: مرشدِ کامل اپنے مریدین میں اُسی طرح ہوتا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں) چنانچہ جس طرح پیغمبر علیہ السلام

Marfat.com

راہبر ہیں اسی طرح مرشد کامل بھی مرید کا راہبر ہوتا ہے اور راہبر کی رفاقت کے بغیر سفر کرنا خطرات سے خالی نہیں۔ اس راستے میں ایک بڑا خطرہ نفس کا ہے جسے ترک کئے بغیر وصالِ حق نصیب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ بازیدؒ نے اللہ تعالیٰ سے وصال کے راستے کے بارے میں دریافت فرمایا کہ اِلٰھِیْ اَیُّ الطَّرِیْقُ اِلَیْکَ" (ترجمہ: الٰہی تیری طرف آنے کا کونسا راستہ ہے) تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ترجمہ: نفس کو چھوڑ اور میری طرف آجا) اسی طرح "عین القضات" میں ہمدانیؒ طالبِ اللہ کے لئے فرماتے ہیں، "اللہ کے وصال کا راستہ نہ عرش میں ہے نہ مشرق و مغرب میں، نہ جنوب میں ہے اور نہ شمال میں بلکہ اُس کے وصال کا راستہ تو تیرے دِل میں ہے لہٰذا اُسے دِل میں تلاش کرتا کہ تو اُسے پالے۔" اس سے معلوم ہوا کہ طالب اللہ کو شب و روز اعمالِ دِل میں ہی کوشاں رہنا چاہیے تا کہ اُسے سیر دِل حاصل ہوا در بذریعہ اوہام اللہ کا وصال و معرفت پا سکے۔ اور اس کے برعکس جو آدمی علمِ اوہام سے بے خبر اعمالِ جوارح یعنی ظاہری اعمال میں ہی مشغول رہتا ہے اور اپنے باطن کی اصلاح کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تو وہ جان لے کہ اُس نے اپنی گراں مایہ عمر برباد کر لی۔ لیکن کسی کی پیروی اختیار کرنے سے پہلے یہ بات ضرور مدنظر رکھنی چاہیے کہ بعض فقیر ظاہری طور پر بہت پارسا نظر آتے ہیں، وہ صرف ظاہری اعمال پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اور اپنے باطن کو آباد نہیں کرتے اور نہ ہی باطنی اصلاح کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں ایسے فقیر پیروی کے لائق نہیں ہوتے کیونکہ وہ خالی، بے کار اور اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور ہوتے ہیں۔

(سُلطانُ الوَھم)

جان لے اے طالب کہ اللہ تعالیٰ تجھے سُلطانُ الوَھم کے وسیلے سے مکمل طور پر سیرِ قلب عطا فرمائے گا)

اے جانِ عزیز اس راستے میں تمام تر دارو مدار مرشدِ کامل پر ہے اور مرشدِ کامل کے بغیر اس راہ میں قدم رکھنا خلل، حسرت اور پریشانی کا موجب ہے مگر جب مرشدِ کامل مریدِ صادق کا ہاتھ پکڑے تو مرید کو چاہیے کہ پورے اخلاص سے مرشدِ کامل کی خدمت کرے تا کہ مرشدِ

Marfat.com

کامل مرید میں اپنے تصرف سے اوہام کو جاری کردے اور مرید کے دِل میں صدق آجائے مرشد کو چاہیے کہ مرید کا دِل بواسطہ وَھم ہمیشہ قید میں رکھے اور اپنی مؤثرہ ہمت سے تمام مقامات کو طے کرادے اور بموجب

تم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو اور اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو پھر اللہ کے مصاحب یعنی مرشدِ کامل کی صحبت اختیار کرو)

۔جب مرشدِ کامل کی صحبت حاصل ہوتی ہے تو ابتدا میں مرشد کامل مرید کے دِل میں اپنے اوہام کے تصرف سے ذکر خفی (ذکر و تصور اسمِ) کی بنیاد رکھتا ہے اور مرید بغیر محنت اور ارادے کے دائمی ذاکر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اُس کا کوئی بھی سانس اللہ کی یاد کے بغیر نہیں نکلتا کیونکہ سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکرِ اللہ کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے) یہ بات اُس پر ثابت ہو جاتی ہے اور مرید کا دِل اسم ؔ کے ذکر سے بیدار (زندہ) ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمام انسان غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں پس بوقت موت بیدار ہوتے ہیں) مگر اس وقت بیداری بے سود ہے لہٰذا مرید کے دِل سے غفلت کی نیند دور ہو جاتی ہے اور وہ زندہ دِل ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے۔ ترجمہ: بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کر دیا) تو وہ اس بات کی تحقیق (یقین) کر لیتا ہے۔ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کو متصرف کُل سمجھے، جیسا کہ فرمایا گیا ہے: شیخ مرید کے مردہ دِل کو اللہ کے ذکر سے زندہ کرتا ہے اور اُس کے نفس کو ختم کر دیتا ہے) حتیٰ کہ وہ (فنافی الشیخ کے مقام پر پہنچنے کے بعد) شیخ کے مقام پر مقرر ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مرید کے دِل میں منقش ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ اللہ کے مشاہدے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ چونکہ مرید کے دِل میں اسمِ ذات منقش ہو چکا ہوتا ہے اس لئے اُس کا ہر ایک سانس جو اندر جاتا ہے اور جو باہر آتا ہے اللہ کی یاد کی خبر دیتا ہے اور کوئی بھی سانس ذکر یعنی اسمِ ذات کے مشاہدے کے بغیر نہیں نکلتا اس طرح اُس کا دِل زندہ ہو جاتا ہے۔ پس جب سانس باہر نکلتا ہے تو ذکر ھُو سے نکلتا ہے اور ذاکر تمام خواہشات

Marfat.com

کوٹھو کے جاروب سے اپنے دِل سے صاف کرتا ہے اور (ماسوئ اللہ) تمام گندگی کو باہر نکال دیتا ہے یا پھر جب سانس اندر لے کر جاتا ہے تو وہ اللہ کی یاد سے پُر ہوتا ہے اس سبب سے کہ (ترجمہ: جو کوئی جس چیز سے محبت کرتا ہے تو اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے)۔ مرشد کامل مرید کے دِل میں اللہ کے ذکر (یعنی تصورِ اسمِ ذات) کی بنیاد رکھتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے (ترجمہ: جو کوئی مجھے یاد کرتا ہے میں اُسی کے ساتھ ہوتا ہوں) اِس طرح وہ اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ وہ غیر اللہ سے وحشت محسوس کرتا ہے لہٰذا ماسوائے اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور سالک کا انتہائی کام فتح دِل اُسے حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ تقریباً چار ہزار پیرانِ طریقت نے اِس بات پر اجماع کیا کہ سالک کا انتہائی کام کیا ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خداوندِ ذوالجلال کی غلامی اور حضوری میں پائے، تو سب نے سیرِ اوہام پر ہی اتفاق کیا کیونکہ سیر اوہام سے ہی فتح دِل حاصل ہوتی ہے جس کی بدولت سالک ہر لحہ راحت وخوشی حاصل کرتا ہے۔ (سُلطانُ الوَھم)

اے میرے عزیز اگر دِل کا صاف آئینہ گناہوں کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکا ہے تو اُسے صاف کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے (ترجمہ: ہر چیز کی صفائی کے لئے ایک آلہ ہوتا ہے اور دِل کی صفائی کا آلہ کا ذکر ہے)۔ لہٰذا پہلے مرید کے دِل کے آئینہ کو صاف کیا جائے، جب دِل کا آئینہ روشن ہو جائے گا تو اُس میں حق تعالیٰ کی تجلی نمودار ہو جائے گی پھر خدا اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے گا۔

اے سعدی یہاں کوئی پردہ نہیں ہے، تُو اپنے آئینہ (دِل) کو صاف کر کیونکہ زنگ آلودہ آئینہ دوست کی خوبصورتی کو کیسے دکھا سکتا ہے۔ (سُلطانُ الوَھم)

اے میرے عزیز جب نورِ ذکر نورِ ذات کے ساتھ اتصال کی بدولت ذاتی صفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر ذاکر کسی وقت بھی حق سے جدا نہیں ہوتا اور اُس کا کوئی لحہ بھی ذکرِ الٰہی کے بغیر نہیں گزرتا اور ذاکر کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ رُوح حاصل ہو جاتا ہے اور اوہام کی وساطت سے سیرِ دِل بھی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ "اور کہہ کہ آیا حق اور نکل بھاگا باطل، بے

Marfat.com

شک باطل ہے ہی نکل بھاگنے والا"

کے چابک سے اپنے دِل سے تمام اغیار کو ہانک کر باہر نکال دیتا ہے۔

جہاں بادشاہ اپنا خیمہ نصب کرتا ہے وہاں کوئی شور و غل نہیں ہوتا اسی طرح جب دِل میں حق آجاتا ہے تو وہاں غیر اور باطل کا نام و نشان نہیں رہتا۔ (سُلطانُ الوَھم)

تفکر اور ذکرِ اوہام سے حاصل ہونے والے وصالِ وحدت کے بارے میں سلطان الفقر و سُلطانُ الوَھم حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- تفکر اوہام کے ساتھ ہو تو وصالِ وحدت بخشتا ہے اور معیتِ مولیٰ میں غرق کر کے وبالِ ہستی سے نجات دلاتا ہے۔
- وَھم بادشاہ ہے، تفکر اس کا وزیر ہے اور تذکر اس کا دلپذیر لشکر ہے۔
- اگر کسی کو تجرد و تفکر کا زادِ راہ میسر آجائے تو اس توشۂ ہمت سے وہ بادشاہ بن جائے گا۔
- جب وَھم تجھے عالمِ وصال تک پہنچا دے گا تو تیرا وجود اس کی صحبت سے کمال پذیر ہو جائے گا۔
- جب میں اوہام کی مدد سے مراتبِ یقین پر پہنچا تو تمام جہان میری تدبیر کے غلام بن گئے۔
- جب سُلطانُ الوَھم (مرشدِ کامل) اپنے کمال کا ظہور فرماتا ہے تو دِل میں دم بہ دم نورِ جمال کے سینکڑوں جلوے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔
- اگر تُو خود کو اس وَھم سے آراستہ کرلے تو تُو حقیقت کو پالے گا اور خود کو بھی پالے گا۔ (محک الفقر کلاں، سُلطانُ الوَھم)

جو آدمی اس مرتبے (مرتبہ اوہام) پر پہنچ جاتا ہے اس کا آرام و سکون مٹ جاتا ہے کبھی وہ صاحبِ خوف ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ رجا، کبھی صاحبِ سکر ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ صحو، کبھی بے خبر ہو کر ہوائے خود پرستی میں صاحبِ غرور ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ حضور، کبھی صاحبِ

Marfat.com

غیب ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ جمال وجلال، کبھی صاحبِ استغفار ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ افتخار اور کبھی صاحبِ مشاہدہ ہو کر حلاوتِ عشق ومحبت کے مزے لیتا ہے اس طرح ابدالاباد تک اس کے دِل کی کیفیات اس قدر سرعت سے بدلتی رہتی ہیں کہ اُن کا شمار تک ممکن نہیں ہوتا۔ (محک الفقر کلاں)

اوہام کی مدد سے تو اُس کے احوال کی سیر حاصل کر۔ اگر تو وصالِ حق چاہتا ہے تو غیر حق سے جدا ہو جا۔ (محک الفقر کلان اور سُلطانُ الوَھم)

صاحبِ وَھم طالب کے بارے میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں:

"بعض طالب صاحبِ وَھم ہوتے ہیں۔ صاحبِ وَھم وہ ہے کہ جس کے دِل میں ذوقِ وحدانیت پایا جاتا ہو، اس کا وَھم قاتلِ نفس ہوتا ہے۔" (محک الفقر کلاں)

اہلِ حضور کو مقامِ وحدانیت سے وَھم ہوتا ہے جونہی اس پر حالتِ وَھم وارد ہوتی ہے اُس کا ہر مشکل کام اسی وقت ہو جاتا ہے اور بذریعہ وَھم ظاہر و باطن کی ہر تفصیل اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

سُلطانُ الوَھم کے بارے میں "قربِ دیدار" میں حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو فقیر فقر کے سُلطانُ الوَھم کے مراتب پر پوری طرح پہنچ جاتا ہے اسے قربِ الٰہی سے علوم کی وحی اور الہام کا مرسل قدرتِ الٰہی سے ہزار ہا بار، بلکہ بے شمار پیغام پہنچاتے ہیں اور علمِ لدّنی اور وارداتِ غیبی اس پر وارد ہوتی ہیں۔ عارف باللہ اسمِ ذات کے تصور سے ایک ہی دم میں ہزار ہا، بلکہ لاکھوں کروڑوں مقامات طے کرا دیتا ہے اور غل وغش، غلاظت، کدورت اور خناس خرطوم کے واہمات وخطرات کا زنگار دور کر دیتا ہے اس کا پر نور دِل اسمِ ذات اور دائمی حضوری کے سوا اور کسی طرف مائل نہیں ہوتا اس مقام پر پہنچ کر دِل کو بہت سکون ملتا ہے اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے یہ فنا فی اللہ فقیر کے مراتب ہیں جس کی نگاہ اثر پیدا کرتی ہے اور ایک نگاہ کرے تو اسکی تاثیر سے طالب کے قلب وقالب میں

Marfat.com

اسم ذات سرایت کر جاتا ہے اور تمام بدن اور دِل میں اسمِ کا نقش خوش خط لکھا ہوا دیکھتا ہے لیکن طالب کے یہ مراتب ناقص ہیں۔ اگر چہ اسمِ ذات کے تصور سے ذکر کی گرمی ہوتی ہے اور مردہ دِل میں بھی نظر کے ساتھ گرمی آجاتی ہے لیکن جب تک اسے مشاہدہ اور معرفتِ الٰہی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری حاصل نہ ہو، تب تک اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس قسم کے مراتب حرص وہوا کے حامل مبتدی کے لیے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفتِ الٰہی سے دوری کا باعث ہیں۔ (قرب دیدار)

سیرِ اوہام راہِ فقر میں بڑا اعلیٰ مرتبہ ہے اور یہ حضورِ قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ تک یہی مرتبہ سیرِ اوہام ہی پہنچاتا ہے۔

علمِ دعوت حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں ایک اعلیٰ علم ہے۔ اس کے اسرار ورموز آپؒ نے کھول کر اپنی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔ اس علم کو آپ کی کتب میں مختلف ناموں علمِ تکسیر، کیمیا اکسیر اور تصرفِ تحقیق کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

جب تم اپنے معاملات میں پریشان ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔

یہ ایک دینی وروحانی عمل ہے جس میں کسی عارف، فقیر یا ولی کے مزار پر ایک خاص ترتیب سے قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے جس سے اہلِ مزار کی روح حاضر ہو جاتی ہے اور صاحبِ دعوت کی روحانی معاملات میں مدد کرتی ہے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ علمِ دعوت اور کشف القبور میں بڑا فرق ہے۔ کشف القبور میں عام مسلمانوں کی قبروں پر دعوت پڑھ کر اہلِ قبر کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں کہ وہ برزخ میں کس حالت میں ہیں لیکن علمِ دعوت صرف فقراء یا اولیاء کرام کے مزارات پر پڑھی جاتی ہے اور اس کا مقصد اوپر بیان ہو چکا ہے۔

علمِ دعوت پڑھنے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

- پڑھنے والا ولی اللہ ہو اور تصورِ اسمِ ذات میں کامل ہو اور اُسے حضوری حاصل ہو

Marfat.com

جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
سب سے پہلے باطن میں بارگاہِ حق کی حضوری اور قرب و وصال نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بعد بندہ دعوت پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔ جو آدمی اس طریق سے دعوت پڑھنا نہیں جانتا وہ دعوتِ قبور سے رجعت کھا کر بیمار و مجنون ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

- علمِ دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ علمِ دعوت میں عامل، کامل، پاکباز اور صاحبِ یقین ہو۔ (نور الہدیٰ)
- مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت نہیں پڑھنی چاہیے۔ مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھنا خطرناک ہے
- جو فقیر دعوتِ کامل پڑھنے میں عامل، صاحبِ توجہ اور صاحبِ حکم ہو اُسے نصابِ زکوٰۃ، شمارِ وقت سعد و نحس، حسابِ بروج و کواکب، دور بدور و بذل و قفل، کھانے انتخابِ حیواناتِ جلالی یا حیواناتِ جمالی یا حیواناتِ کمالی، احتیاطِ غسل و نمازِ دوگانہ، حفاظتِ رجعت و سلب و آسیب، روزے رکھنے خلوت نشین ہو کر چلے کاٹنے اور مجاہدہ کرنے کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب امور باعثِ وسوسہ و خطرات وہمات ہیں جنہیں خام و ناقص و ناتمام لوگ اختیار کرتے ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- علمِ دعوت پڑھنا اور ہر بلا و ہر آفت سے محفوظ رہ کر باشعور رہنا کاملوں کا کام ہے اگر کوئی تلوار سے سر بھی اڑا دے تو تب بھی ناقص کے لیے بہتر ہے کہ دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے اگر کوئی دعوت پڑھنے کے عوض ہزار طلائی دینار (دولت) بھی دینا چاہے تو ناقص کے لیے بہتر ہے کہ دینار ٹھکرا دے اور دعوت نہ پڑھے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان تیس ہزار سال تک علمِ دعوت پڑھتا رہا اور تیس ہزار سال تک فرشتوں کو بھی پڑھاتا رہا لیکن اس علم سے اس کے وجود میں سُکر و مستی انا و کبر و ریا و عُجب (خود پسندی) و ہوا بھر گئی جس نے اُسے امرِ خداوندی اور سجدۂ آدم علیہ السلام سے باز رکھا۔ (نور الہدیٰ)
- یہ ناقص لوگ ترتیب سے علمِ دعوت پڑھتے ہی نہیں اور نہ ہی پڑھنا جانتے ہیں جو

Marfat.com

کوئی توجہ دے کر نفس کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے تو اس کے پاس جنوں کے غیبی لشکر جمع ہو جاتے ہیں۔ ایسی دعوت کا پڑھنا اہلِ ناسوت کا کام ہے۔ جو کوئی توجہ دے کر تصورِ قلب اور قلبی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے کل وجز کے تمام موکل فرشتے اس کے گرد حلقہ بنا کر جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی خاطر وہ بھی دعوت پڑھنے لگتے ہیں۔ (نور الہدیٰ)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ جس فقیرِ کامل (انسانِ کامل) کو قربِ الٰہی حاصل ہو اُسے دعوت پڑھنے کی حاجت ہی کیا ہے؟ بلکہ دعوت پڑھنے 'شب و روز خلوت میں بکثرت چلّے کاٹنے' لاکھوں کی تعداد میں سوار و پیادہ فوج اور مست ہاتھیوں کے لشکر جمع کرنے اور اُن پر سیم و زر و نقد و جنس کا بے شمار سرمایہ خرچ کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک توجہ بہتر ہے۔ جو فقیرِ کامل کنہہ قرب ذات' کنہہِ کن اور کنہہ کلمہ طیبات سے توجہ کرنا جانتا ہے اُس کی توجہ میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے جو قیامت تک نہیں رکتی۔ (نور الہدیٰ کلاں)

- رات کے وقت کسی ولی یا فقیر کی قبر پر حاضر ہو کر اس کی پائنتی یا اس کے سرہانے بیٹھ کر یا گھوڑے کی طرح قبر پر سوار ہو کر جس قدر ہو سکے قرآنِ مجید تلاوت کرے۔ (دعوت پڑھتے ہوئے قبر پر سوار ہونے کو سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بُرا نہیں سمجھتے۔ البتہ ناقص یا خام کو اس کے نتائج سے ضرور خبردار کر دیتے ہیں۔)
- اگر صاحبِ حضور ہے تو منہ کی زبان سے دعوت نہ پڑھے کیونکہ زبان نیک و بد گفتگو سے عموماً آلودہ رہتی ہے۔ اس لیے قرآن پڑھنے کے لائق نہیں' صاحبِ دل' دِل سے اور صاحبِ سرّ' سرّ کی زبان سے پڑھے۔
- روحانی امداد کے لیے۔
- بادشاہ اسلام کے لیے جو کافروں سے جنگ کر رہا ہو۔
- رافضیوں اور خارجیوں کے لیے کہ اللہ انہیں ہدایت دے۔
- علمائے منافقین کے لیے جو حق قبول نہیں کرتے۔

Marfat.com

- آبادی جمعیتِ خلق اور بارانِ رحمت کے لیے۔
- اس شخص کی مدد کے لیے جو دعوت پڑھتے وقت رجعت میں آ کر دیوانہ ہو گیا ہو۔
- کسی عالم باعمل کے لیے جسے کوئی دینی مدد درپیش ہو۔

استمداد عن القبور

(اہلِ قبور سے مدد طلب کرنا) کے مسئلہ پر علماء کرام میں گہرے اختلافات رہے ہیں۔ ایک گروہ نے انکار کا راستہ اختیار کیا اور دوسرا استمداد عن القبور کے اقرار اور وجود کے بارے میں فتویٰ دیتا رہا ہے لیکن صوفیاء کرام کے تمام گروہ اس معاملہ میں متفق رہے ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ کشف اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا صوفیاء کرام اپنے مشاہدات و تجربات کی رو سے ہمیشہ اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کے فیوض و برکات اور دینی امور میں امداد و تصرف کے قائل رہے ہیں۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر روحانی مسئلہ کے لیے مسلسل چالیس روز چلہ کاٹنا "علمِ دعوت" کا ایک مشہور واقعہ ہے اور جب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ حل ہو گیا تو آپؒ پکار اٹھے:

ابنِ تیمیہ پہلے عالم تھے جنہوں نے استمداد عن القبور کے سلسلے میں انکار کی راہ اختیار کی۔ جب صوفیاء کرام کے کشف، تجربات اور مشاہدات کی طرف ان کی توجہ دلائی گئی تو انہوں نے ایسے معاملے میں جنات اور جنیوں کی تسخیر کا حوالہ دے کر اس قسم کی باتوں کو مسترد کر دیا اور علماء کرام کے ایک بہت بڑے گروہ نے ان کی پیروی کی۔

دوسرے گروہ میں علماء بھی ہیں اور صوفیاء کرام بھی۔ علمی سطح پر سب سے پہلے علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی طرف توجہ دی اور اپنی کتاب "کتاب الروح" میں اس مسئلے کے علمی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ مردے سنتے ہیں اور کاملین سے عالمِ بیداری میں اور عوام سے عالمِ خواب میں ملاقاتی ہو کر رابطہ کرتے ہیں۔ اس مسئلے پر بے شمار کتب تحریر ہو چکی ہیں۔ یہاں ہم صرف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب

Marfat.com

سمعات" سے ایک اقتباس درج کررہے ہیں آپ لکھتے ہیں:

"اس سلسلہ میں فقیر کو بتایا گیا کہ جب مشائخ صوفیاء کو انتقال فرمائے چار سو سال پانچ سو سال یا اس کے قریب گزر جاتے ہیں تو ان کے نفوس کی طبعی قوتیں جو زندگی میں ان کی ارواح کو خالص مجرد صورت میں ظاہر ہونے نہیں دیتی تھیں 'اتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ طبعی قوتیں بے اثر ہو جاتی ہیں اور اس دوران میں ان نفوس کے نسمہ یعنی روح ہوائی کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں اس حالت میں جب ان مشائخ کی قبور کی طرف توجہ کی جاتی ہے تو ان کی ارواح سے اس توجہ کرنے والے کی روح کو فیضان ہوتا ہے۔"

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے دعوت کے بے شمار فوائد بیان کیے ہیں۔ تمام ظاہری و باطنی قوتیں اس سے مسخر ہوتی ہیں، بڑے بڑے اسرار ظاہر ہوتے ہیں، دنیا کی ہر شے اپنے حقائق صاحبِ دعوت پر منکشف کر دیتی ہے، ماضی و حال و مستقبل کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی مطلب برآری ممکن ہے۔ اگر یہ دعوت قبولیت کا درجہ پائے' تو صاحب دعوت کو غیب سے آواز آتی ہے یا کوئی بزرگ خواب' مراقبے' دلیل، خیال یا وہم سے کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمِ دعوت کی شرح و خاصیت یہ ہے کہ علمِ دعوت اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی دعوت ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کو اپنا ہادی و پیشوا اور راہبر بنا لیتا ہے وہ دونوں جہان میں معتبر ہو جاتا ہے۔ اب قرآن و علمِ دعوت کی شرح علیحدہ علیحدہ بیان کی جاتی ہے۔ دعوت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً دعوتِ جز' دعوتِ کل' دعوتِ ذکر' دعوتِ فکر' دعوتِ تجلیاتِ نورِ اللہ' دعوتِ منتہی فقیر ولی اللہ جس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اللہ (اسم ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے جاتا ہے۔

اور دعوتِ صاحبِ نظیر تمام عالمگیر اولیائے اللہ جس کے بارے میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔

بے شک! اولیاء اللہ پر کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

Marfat.com

مرشدِ مرد اہلِ دعوت و اہلِ حضور ہوتا ہے اور خود پرست مرشد اہلِ غرور ہوتا ہے۔
منتہی صاحبِ دعوت اگر کسی کی طرف جذبِ قہر و غضب سے دیکھ لے تو خدائے عزوجل کے حکم سے وہ دم بھر میں فوراً بے جان ہو کر مرجاتا ہے کہ فقراء کا قہر قہرِ خداوندی کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کو جذبِ اخلاص سے دیکھ لے تو وہ زندہ دِل ہو کر با اخلاص طالبِ مولیٰ بن جاتا ہے۔ اکثر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پیر میرا اخص ہے اور اعتقاد میرا ابس ہے۔ وہ یہ بات کج فہمی' بے عقلی' جہالت اور نادانی کی وجہ سے کہتے ہیں۔ انہیں کہنا چاہیے کہ پیر صاحبِ اسرارِ خاص الخاص اخص ہے اس لیے اعتقاد بھی میرا ابس ہے۔ جان لے کہ دعوت یا تو جنات و مؤکلات کو قید و مسخر کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے یا انبیاء و اولیاء و اصفیاء و اتقیاء وغوث و قطب و شہداء و خاکیانِ اہلِ اسلام کی مقدس ارواح کو حاضر کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ دعوت پڑھنے والا دعوت پڑھنے میں عامل کامل شہسوار ہو اور وہ آدھی رات کے وقت قبر کے پاس جائے اور اس کے گرد دعوت پڑھے۔ اگر روحانی حاضر ہو جائے یا "وہم" یا "خیال" یا کسی اور طریقے سے صاحبِ دعوت کا مطلوبہ کام کر دے تو ٹھیک ورنہ معلوم ہو جائے گا کہ صاحبِ قبر روحانی غالب ہے یا اُسے کلامِ الٰہی سے نورِ الٰہی کی دولت و نعمت مل رہی ہے جس کی وجہ سے وہ تاخیر کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ قبر پر سوار ہو جائے جیسا کہ شہسوار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اگرچہ قبر پر سوار ہونا گناہ ہے تاہم مہمِ اسلام کی خاطر یا مسلمانوں کی بھلائی کی خاطر ایسا کرنا عین ثواب کا کام ہے۔ جو آدمی قرآن پڑھتا ہے اور بحرِ قرآن میں غواصی کرتا ہے وہ علم میں عامل اور دعوتِ تکسیر میں کامل مکمل ہو جاتا ہے اُس کے لیے کسی شہید یا فنا فی اللہ فقیر کی قبر کے نزدیک علمِ دعوت پڑھنا ایسا عمل ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے حکم و عظمت و امر و قہر و جلالیت و حیرت سے نوازتا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ صاحبِ دعوت کو ایسی توفیق بخشتا ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ کعبۃ اللہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدینہ بھی گردش میں آکر زیر و زبر ہونے لگتا ہے۔ پس کسی اور چیز کا کیا تذکرہ؟ اگر کوئی صاحبِ

Marfat.com

دعوت ایسی دعوت پڑھے اور جذبِ توجہ سے کسی کی جان لینا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشرق سے مغرب تک کہیں بھی عزرائیل علیہ السلام دم بھر میں اُس کی جان قبض کر لیں گے۔ لیکن میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اے باھو رحمۃ اللہ علیہ! تجھے خدا اور رسولِ خدا کا واسطہ تو اہلِ وصول کو اس سے باخبر کردے۔

جو لوگ ایسی دعوت پڑھنے میں عامل ہونے کے باوجود ظالم لوگوں کے ظلم سہتے رہتے ہیں اور کسی کو ستاتے نہیں وہ اپنے تمام احوال سے باخبر و ہوشیار رہتے ہیں۔ اہلِ دعوت فقیر بہت بڑی قوت کے مالک ہوتے ہیں وہ بے قوت نہیں ہوتے کہ لوگ اُن سے عداوت رکھیں کیونکہ طالب اللہ ہوتے ہیں اور طالبِ اللہ دونوں جہان پر غالب ہوتا ہے۔

زمین و آسمان کا مقام فقیر کے قدموں کے نیچے ہے اس لیے وہ ہمیشہ اس کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (محک الفقر کلاں)

اہلِ دعوت کا قبر پر سوار ہونا روحانی کو پہاڑ سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا ہے۔ اگر دعوت پڑھنے کے دوران اہلِ دعوت ایک تنکا اُٹھا کر قبر پر کوڑے کی طرح مار دے تو وہ تنکا روحانی کو ایسا زخم پہنچاتا ہے جیسا کہ تلوار یا کلہاڑی یا نیزہ یا چھری یا بندوق پہنچاتی ہے۔ روحانی یہ زخم کھا کر بلبلا اُٹھتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اُسے اہلِ دعوت کا کام کرنے کا حکمِ اعلیٰ صادر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے اہلِ دعوت کا رُکا ہوا مشکل کام فوراً ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ ایسی دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں کہ ایسی دعوت پڑھنے والے کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے۔ اُس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے اور اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایسی دعوت پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔

جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ایسی دعوت پڑھنے کی اجازت و رخصت نہ ملے وہ وصلِ وحدت کے ان مراتب تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟" (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

دعوت کے ان مراتب کا تعلق زبانی قیل وقال اور گفتگو سے نہیں بلکہ اس کا تعلق (اپنے نفس کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کو پالے) کے لائحہ عمل سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: (مجاہدے کی تلوار سے اپنے نفسوں کو قتل کر دو) البتہ اہلِ نفس کو یہ طاقت کہاں کہ وہ روحانی کی قبر کے پاس جا کر اُس سے جنگ کرے؟ یہ روحانیت کی وہ راہ ہے کہ جس میں حقیقتِ روحانیت اولیاء اللہ پر غالب ہوتی ہے۔ تو اچھی طرح جان اور سمجھ لے کہ اسم" " کا مجاہدہ تلوار کے مجاہدے سے غالب تر مجاہدہ ہے۔ محض ایک دفعہ پڑھ لینے سے دعوت ہرگز رواں نہیں ہوتی اور نہ ہی زیرِ عمل آتی ہے جب تک کہ اہلِ دعوت اس طرح دعوت نہ پڑھے کہ دعوت شروع کرتے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے روبرو حاضر سمجھے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا شفیع بنائے' حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کو امینِ الٰہی سمجھے اور خود کو منصف بنا کر آنکھیں بند کر لے اور مراقبہ میں تفکر کرے کہ خدائے تعالیٰ سے بہتر کون سی چیز ہے جسے میں دعوت پڑھ کر مسخر کروں؟ اور اگر اُسے یہ یقین ہو جائے کہ تمام مخلوق کمتر ہے اور خالق تمام مخلوق سے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر مہربان ہو جائے گا اور دونوں جہان اُس کے تابع کر کے خدمت گار بنا دے گا۔ جو آدمی اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے خاک و سونا اُس کی نظر میں برابر ہو جاتے ہیں کہ اسم میں تاثیر کلی پائی جاتی ہے۔ اسم اعظم کی تاثیر سے وہ روشن ضمیر ہو کر بےنظیر مرتبے کا مالک ہو جاتا ہے اور ہر ملک وولایت اور مشرق سے مغرب تک' زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہر بادشاہی اُس کے حکم وقید میں آجاتی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ بادشاہ اہلِ فقر کے تابع ہوتا ہے۔ جس نے بھی فتح و نصرت وبادشاہی پائی نگاہِ فقیر درویش سے پائی۔ (محک الفقر کلاں)

فقیر کا ہر کلام مثل کلام خلیل ہوتا ہے

فقیر کی پڑھی ہوئی دعوت حضوری حق کی دلیل ہوتی ہے' فقیر کا ہر کلام مثل کلامِ خلیلؑ ہوتا ہے' ہم مجلس فقیر ہم مجلس ربِ جلیل ہوتا ہے' ایسا مظہر نورِ الٰہی فقیر جہان میں قلیل ہوتا ہے۔ ارے ہاں! جس آدمی کا باطن صاف ہو جائے اُس کا دل معرفتِ الٰہی سے مزین ہو کر جامِ جہاں نما

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ ایسے فقیر لب بستہ خاموش رہتے ہیں کہ وہ اللہ سے پیوستہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے بات نہیں کرتے کیونکہ غیر اللہ سے بات چیت سے غم پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا غم ہے اور فقر اللہ کا نام ہے جو بہت بڑی غنیمت ہے۔ اہلِ غم اور اہلِ غنیمت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ صاحبِ دعوت منتہی فقیر ظاہری و باطنی قوت کی وجہ سے لا رجعت ولا زوال ہوتا ہے۔ ایسے دعوت خواں فقیر کو مراتبِ قرب و وصال حاصل ہوتے ہیں۔ منتہی صاحبِ دعوت کو ستارے و بروج شمار کرنے کی کیا حاجت ہے اور اُسے نحس و سعد ساعتوں کے اعداد و شمار جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ وہ تو لاتخف ولاتحزن (خوف و غم سے آزاد) مرتبے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ جب قبر کے پاس جا کر مراقبہ کرتا ہے تو خود سے بے خود ہو کر روحانی سے جواب باصواب پاتا ہے اور اگرچہ وہ احوالِ قبر سے باخبر ہوتا ہے از راہِ دل قبر سے خبریں وصول کرتا ہے کہ اُس کی باطنی دلیل کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ایسے صاحبِ دعوت فقیر مذکور کا وجود صاف اور قلب طاہر ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

ہر دم ذکر فکر کی ترتیب سے اگر دعوتِ باطن پڑھی جائے تو باطن کی خاص الخاص راہِ مطلق کھل جاتی ہے جس سے دل بیدار ہو کر طلبِ حق میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ایسی دعوت کو دعوتِ غرق یا دعوتِ جذب کہتے ہیں۔ اس دعوت میں اسمکے حروف سے نورِ ذات کی تجلیات قطراتِ بارش کی مانند برستی ہیں۔ تجلیات کی یہ بارش اسم کے حرف حرف حرف "دوم" اور حرف سے برستی ہے۔ حروفِ اسم سے پھوٹنے والی یہ تجلی دیکھ کر چشمِ دل عین الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے اور چشمِ ظاہر کو علم الیقین کی حد تک معرفتِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اس یقین سے بے یقین ہو جاتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ حروف اسم ذات کی اس تجلی کی تحقیق طریقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی جائے کہ نورِ اللہ کی اس تجلی کی بارید گی کے وقت جن اور شیاطین بھی کثیر تعداد میں راہزنی کی غرض سے اُس کے اردگرد ناری تجلیات کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ذاکر کو بدعت و شرک و استدراج میں مبتلا کرتے ہیں۔ اِس مقام پر ذاکر کو خبردار و ہوشیار رہنا چاہیے۔ ان احوال و مقامات سے نمٹنے کے لیے ایک نہایت ہی باخبر

Marfat.com

مرشد دستگیر ہونا چاہیے جو ان مقامات کی ہر زیر و زبر کی گمراہی سے آدمی کو نکال کر تصورِ اسم ذات کی لازوال توفیق بخشے۔ یہ متاعِ نیک جس دوکان سے بھی ملے اسے مت چھوڑ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابتدا سے انتہا تک زیرِ عمل رکھ کہ یہی اصل دین ہے۔

دعوتِ ریاضت اور چیز ہے اور دعوتِ راز اور چیز ہے۔

دعوتِ دم نوش جب رواں ہو جاتی ہے تو تیز دھار تلوار کی طرح کاٹ کرتی ہے' یہ تیز اثر دعوت وَھم سے دل سے ابھرتی ہے۔

اس قسم کی تیغ برہنہ دعوت مردہ نفس و زندہ قلب و جان اولیائے اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں قرآن خوانی سے تعلق رکھتی ہے۔ جب کوئی فقیرِ کامل اس قسم کی جان گیر دعوت پڑھنا شروع کرتا ہے تو بے شک کل و جز کی تمام مخلوق' تمام انبیاء اولیاء کلمہ طیب پڑھنے والے تمام اہلِ اسلام کی ارواح' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اصحاب کبار' اصحابِ صفہ' اصحاب بدر' اصحابِ اہلِ مدینہ اور اصحابِ عرب وعجم پر مشتمل لگ بھگ ایک لاکھ تیرہ ہزار صحابہ کرامؓ حاضر ہو جاتے ہیں اور تمام مؤکل فرشتے اور حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک تمام انبیائے کرامؑ کی ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کے جملہ جن وانس' عرشِ اکبر' کعبۃ اللہ اور زمین و آسمان کے تمام طبقات جنبش میں آ کر صاحبِ دعوت کی قید میں آ جاتے ہیں۔ جب تک وہ دعوت پڑھنا ختم نہیں کرتا اہلِ خاص خلاصی نہیں پاتے۔ اس دعوت سے سخت تر دعوت اور کوئی نہیں۔ اگر کوئی متواتر گیارہ دن تک ہر روز یہ دعوت پڑھے تو بے شک یہ اپنا اثر دکھائے گی اور اللہ کی عزت کی قسم فرشتے اُس ملک و ولایت کی زمین کو ہلا کر رکھ دیں یا الٹ کر تہس نہس کر دیں چاہے اس ملک و ولایت و زمین و شہر کے باسی انبیاء و اولیاء کی مثل ہی کیوں نہ ہوں۔ دعوت خواں اس دعوت کو ایک رات پڑھے یا دوسری رات پڑھے اور اگر اُس کا کام سخت و دشوار تر ہو تو تیسری رات بھی پڑھ لے۔ اگر وہ اس سے زیادہ دنوں تک پڑھے تو اُس کے اس عمل کا اثر قیامت تک ختم نہیں ہوگا۔ جو آدمی دعوتِ دعائے سیفی سیف اللہ اور دعوتِ کلام اللہ کی اس تاثیر پر

Marfat.com

شک کرتا ہے وہ کافر مطلق ہے کہ دعوتِ کلامِ ربانی برحق ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرح پارہ کسی عامل کامل کیمیاگر کے بغیر کشتہ نہیں ہوتا نہ خاکستر و نابود ہو کر کھانے کے قابل بنتا ہے اور نہ ہی لوہا سونا بنتا ہے اُسی طرح عملِ دعوت بھی مرشدِ کامل کی اجازت اور قبر اولیائے اللہ کی ہم نشینی کے بغیر نہ تو کارگر ہوتا ہے نہ رجعت سے محفوظ ہوتا ہے اور نہ ہی رواں ہوتا ہے۔ صاحبِ دعوت عامل کامل کے لیے صاحبِ اکسیر کو قید کر کے اپنے تابع کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جب کوئی توجہ و تصرف کے ساتھ روحی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو تمام انبیاء و اولیاء اور جملہ اہلِ ایمان کی ارواح بھی اُس کے گرد حلقہ بنا کر اُس کی امداد و رفاقت میں علمِ دعوت پڑھنے لگتی ہیں۔ ایسی دعوت سے ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر مشرق سے مغرب تک ملکِ سلیمانی جیسی حکومت صاحبِ دعوت کے قبضے و عمل داری میں آجاتی ہے۔ ایسی دعوت کو مستجاب الداعوت کہا جاتا ہے۔ جو کوئی نوری زبان سے تصورِ اسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پڑھتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و معظم و مکرم روح مبارک اور چھوٹے بڑے تمام اصحابہ کرام کی ارواح مبارکہ بھی اُس کے گرد حلقہ بنا کر اُس کی امداد و رفاقت میں آیاتِ قرآن سے علمِ دعوت پڑھتی ہیں۔ ایسی دعوتِ تکسیر کا عمر بھر میں ایک ہی بار پڑھنا کافی ہوتا ہے۔ (شمس العارفین)

دعوت کی اقسام

جان لے کہ دعوت پانچ قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دعوت وسیلہ ازل ہے جو مقامِ ازل تک پہنچاتی ہے۔ دوسری دعوت وسیلہ ابد ہے جو مقامِ ابد تک پہنچاتی ہے۔ تیسری دعوت وسیلہ دنیا ہے جو مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کی حکومت و تصرف تک پہنچاتی ہے۔ چوتھی دعوت وسیلہ عقبیٰ ہے جو عقبیٰ تک پہنچاتی ہے۔ پانچویں دعوت معرفتِ مولیٰ ہے جو مقامِ معرفتِ الٰہی پر مشاہدۂ نُورِ نامتناہی اور مجلسِ محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری تک پہنچاتی ہے۔ (شمس العارفین)

Marfat.com

علمِ دعوت راہِ فقر میں اہم حیثیت رکھتی ہے جو مرشد کامل طالب کو اس وقت عطا کرتا ہے جب وہ تصورِ اسم ذات سے حضورِ حق میں پہنچ جاتا ہے لیکن طالب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی طلب صرف دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری ہونی چاہیے۔

فقر اور فقراء کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے نام نہاد "توحید پرست" اکثر یہ الزام لگاتے ہیں کہ صوفیاء کرام ظاہری شریعت سے گریزاں ہوتے ہیں اور بعض تو انہیں تارکِ شریعت تک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ فقر اور فقراء کی جدوجہد اور سلوک کا سارا انحصار تقویٰ پر ہے۔ تقویٰ دین کی اصل روح ہے۔

جیسا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ما ز قرآن برگرفتم مغز را   استخواں پیش سگاں انداختیم

ہم نے قرآنِ پاک سے اس کا اصل مغز اور حقیقت پائی اور دنیاوی کتوں اور نفسانی شیطانی کام کرنے والوں کے آگے ہڈیاں پھینک دیں۔

ہو سکتا ہے کہ یہ الزام لگانے والوں نے استدراجی کیفیت کے حامل عاملین کے بارے میں یہ مشاہدہ کیا ہو اور فتویٰ جاری کر دیا ہو۔ جتنے بھی فقراء کاملین گزرے ہیں وہ شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند رہے۔ ہاں اگر مجذوبیت' قلندریت یا سکر وغیرہ کا غلبہ ہو جائے تو شیشۂ عقل پاش پاش ہو جاتا ہے لیکن اس کی سزا شریعت نے منصورؒ حلاج جیسی رکھی ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریعت سے مراد علم ظاہر اور علم باطن کا اکٹھا ہونا ہے۔ جس کے پاس ایک علم ہے وہ اہلِ شریعت ہونے کا دعوی نہ کرے۔ ہم نے جو بھی مرتبہ حاصل کیا شریعت پر چل کر حاصل کیا۔ شریعت مطہرہ کی مکمل پابندی' پیروی اور اتباع کے بغیر فقر کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ (شمس الفقرا)

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ساری زندگی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح کاربند رہے کہ زندگی بھر آپ سے ایک

Marfat.com

مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپؒ فرماتے ہیں: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا ہے اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

آپؒ اپنی کتاب عین الفقر شریف میں فرماتے ہیں: جان لو اس کتاب کا نام "عین الفقر" رکھا کہ یہ کتاب طالبانِ مولا اور فقراء فنا فی اللہ کو ہر مقام پر خواہ وہ مقام عام ہو یا خاص ہو' ابتدائی ہو یا متوسط یا وہ انتہائی مقام کا بہرہ عظیم ہو' صراطِ مستقیم کی راہ سے تجلیاتِ نور اور انوارِ توحید عین ذات کے ذریعہ مشاہدات سرِ اسرار کرا کے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب پر پہنچائے گی اور ان میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا کرے گی۔۔۔ تا کہ وہ "راہِ شرع" محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی خلاف ورزی نہ کریں اور صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر غلط نہ ہو جائیں اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائیں۔

ہر وہ طریقہ جسے شریعت رد کر دے وہ زندقہ ہے ہر وہ راہ جسے شریعت ٹھکرا دے وہ کفر کی راہ ہے شیطان کی راہ ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی راہ ہے راہ زن کمینی دنیا کی راہ ہے۔

۔شاہراہ شریعت پر چل کر میں عرش و کرسی سے بالا مقامات پر جا پہنچا اور اللہ تعالیٰ کے سرِ وحدت کے ہر مقام کو میں نے اچھی طرح دیکھا۔

اس کے علاوہ بے شمار کتب میں بے شمار مقامات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت مطہرہ کی پیروی پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ شریعت مطہرہ کی مکمل پیروی اور اتباع کے بغیر سلوک و معرفت کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طالبِ صادق پر فرض عین ہے کہ وہ صبح و شام شریعت کی پیروی کرے اور جو کچھ شریعت حکم دے لے لے۔ شریعت اور قرآن کے خلاف نفس' دنیا اور شیطان ہے۔ (دیدار بخش)

جو طریقہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہو وہ دین نہیں بے دینی ہے"۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

تمام مراتبِ فقر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع پاک کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔(امیر الکونین)

شریعت پر عمل کرنے سے دیدارِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔(امیر الکونین)

شریعت کی مثال ایک شہر کی مانند ہے جو گہوارۂ امن ہے۔(امیر الکونین)

شریعت کو چھوڑ کر معرفت پر کوئی راستہ نہیں اور بدعتی لوگ گدھوں کی سی صفات رکھتے ہیں۔(امیر الکونین)

اے باھوؒ! تو خلوصِ نیت سے شریعت پر عمل کر، شریعت پر عمل کر کے معرفت کے جام کو نوش کر۔(امیر الکونین)

شریعت ہر علم کی روح ہے اور علم کی اصل قرآن وحدیث ہے۔ بغیر شریعت کے زندگی سراسر بے حیائی اور شرمندگی ہے۔(امیر الکونین)

فقر کی ابتداء یہ ہے کہ بدن پر لباسِ شریعت پہنے اور احوالِ حقیقت سے واقف ہو کر معرفت میں غوطہ لگائے۔(عقلِ بیدار)

جس راہ کو شریعت نے رد کر دیا وہ کفر ہے۔(عقلِ بیدار)

کتاب (اورنگ شاہی) کا ہر ورق اتباع رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رہبری کرتا ہے۔(اورنگ شاہی)

عارف باللہ وہ ہے جو اپنے ظاہر کو لباسِ شریعت سے پوری طرح آراستہ رکھے اور صبح وشام شریعت کو مدنظر رکھے۔ قرآن اور شریعت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔(مفتاح العارفین)

میں نے ہر مرتبے کو قرآن سے حاصل کیا اور قرآنِ پاک کو اپنا پیشوا اور وسیلہ بنایا۔(دیدار بخش)

آپ رحمۃ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: "اے طالبِ مولیٰ جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتی ہے اس کی فرمانبرداری اختیار کر۔" (دیدارِ بخش خورد)

جس نے بھی فقر پایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے پایا اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کی برکت سے ہی پایا۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ باطنی تربیت کے دوران شریعت پر کار بند رہنے کے سختی سے پابند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقر کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ورثہ ہے اس کی ابتداء بھی شریعت ہے اور اس کی انتہا بھی شریعت ہے۔ پختہ مردِ کامل وہ ہے جو ہر حال میں شریعت سے باہر قدم نہ رکھے چاہے وہ وقتِ الست سے ہی صاحب سرِّ اسرار ہو یا سکر و مستی قبض و بسط میں ہو یا عشق و محبت میں غرق ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اس کے سب مراتب خاص اس سے دور اور سلب ہو جائیں گے۔ (عین الفقر)

فقر کی ابتدا بھی شریعت اور انتہا بھی شریعت ہے۔ اور تارکِ شریعت فقر کی خوشبو تک نہیں پہنچ سکتا۔ واضح ہو کہ عام طور پر مال و دولت کی فراوانی کو دنیا سمجھا جاتا ہے مگر اولیاء وفقرا نے دنیا کی تعریف یوں کی ہے کہ: "ہر وہ چیز دنیا ہے جو اللہ کی یاد سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول یا متوجہ کر لے۔"

جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر اپنے ساتھ مشغول کر لے تیرا بت ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تیرے پاس مال و دولت ہے لیکن تیرے دِل میں اس کی محبت نہیں ہے اور تُو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دھڑک صرف کرتا ہے تو یہ دنیا نہیں ہے البتہ اسبابِ دنیا کو جب تُو اپنی مجبوری بنا لے گا تو تیرے لئے سب اسباب، دنیا بن جائیں گے۔ پس تو دنیا میں رہتے ہوئے اس سے دامن بچا کے ایسے نکل جا جیسے کہ مرغابی پانی میں رہتے ہوئے بھی اپنے پر خشک رکھتی ہے اور دنیا سے اپنا نصیب اس طرح حاصل کر کہ جیسے بگلا پانی کے کنارے پر رہ کر اس کے اندر سے اپنا رزق حاصل کرتا ہے اور خود کو پانی میں غرق نہیں کرتا۔ تو کاروبارِ دنیا کر مگر اللہ کے لئے، دنیا کا رزق کھا مگر اللہ کیلئے، دنیا میں چل پھر مگر اللہ کیلئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم جہان بھر سے علیحدگی

Marfat.com

اختیار کر لو ہاں البتہ جو کام بھی کرو اس میں یادِ خدا ہو اور قلب اللہ کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ دنیا کے کام کی طرف۔

دنیا میں اس طرح رہنا چاہیے جس طرح کشتی پانی میں۔ جیسے ہی پانی کشتی کے اندر داخل ہوتا ہے کشتی ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح انسان کو دنیا کی محبت اپنے دِل کے اندر داخل نہیں ہونے دینی چاہیے اور اصل میں اولیاء کرام کا فلسفہ بھی یہی ہے۔

ہر وہ چیز جو انسانی قلب کو اللہ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لے دنیا ہے۔

ترک دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لاتعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے اور اس کے بغیر معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

دنیا سایہ کی مانند ہے اگر آپ سورج کی طرف پیٹھ کر لیں تو آپ کا سایہ آپ کے سامنے آجائے گا اگر آپ اپنے سائے کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف بڑھیں گے تو وہ آپ کے آگے چل پڑے گا اور آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر آپ اپنے سائے کی طرف پیٹھ کر لیں اور سورج کی طرف منہ کر کے چل پڑیں تو سایہ آپ کے پیچھے بھاگنے لگے گا۔ بالکل اسی طرح اگر آپ اللہ سے منہ موڑ کر دنیا کی طرف چل پڑیں گے تو اسے پکڑ نہیں سکیں گے لیکن اگر آپ دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف چل پڑیں گے تو دنیا آپ کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے گی۔ (شمس الفقرا)

ترکِ دنیا کی اصطلاح کو منکرین اور ناقدینِ تصوف و طریقت نے خوب اچھالا ہے اور اسے رہبانیت یا غیر اسلامی قرار دے کر رد کر دیا گیا ہے۔ دراصل صوفیاء کرام کے فلسفہ کے مطابق اس اصطلاح کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ اصل میں صوفیاء کرام کے فلسفہ کے مطابق ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لاتعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے۔ اور یہ اصطلاح اُن کی خود ساختہ نہیں بلکہ انہوں نے اسے قرآن و حدیث سے حاصل کیا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "یہ دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشا کے اور کچھ نہیں ہے۔ بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔ کاش وہ اس کو سمجھ جائیں"۔
(سورۃ عنکبوت ۶۵)

"دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر اہلِ تقویٰ کے لئے بہت بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے"۔ (سورۃ الانعام ۳۲)

"جان لو کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب' آرائش اور آپس کی منافرت مال و اولاد میں کثرت طلب کرنے کے سوا کچھ نہیں"۔ (سورۃ حدید۔ ۲۰)

"لوگوں کے لئے (دنیا کو) عورتوں کی کشش' اولاد' جمع شدہ دولت کے خزانوں' سونے اور چاندی' شاندار گھوڑوں' چوپایوں اور کھیتی سے زینت دی گئی ہے۔ یہ دنیا کا مال ہے۔ اللہ کے پاس ہی اصل ٹھکانہ ہے"۔ (آلِ عمران ۱۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دنیا کی محبت کو ایمان کے لئے بہت بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ ہیں:

'دنیا اور دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب ملعون ہے"۔ (ابنِ ماجہ۔ بیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت"۔

"دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں"۔

"دنیا گدھوں کی جنت ہے"۔

"دنیا کتے کا گھر ہے"۔

"دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے"۔

"دنیا کی عیش کافروں کا فخر ہے"۔

"دنیا دل کی سیاہی ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ پاک نے یہ اختیار دیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں سے جسے

Marfat.com

چاہیں پسند کرلیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخرت کو ترجیح دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ "اگر میں توجہ کروں تو احد پہاڑ بھی سونا بن جائے لیکن ہمیں دنیا منظور نہیں۔"

آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فقراء نے یہ اصطلاح خود ایجاد نہیں کی بلکہ عین حکمِ ربانی کے مطابق ہے اور نہ ہی فقراء دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ بلکہ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے۔ یعنی دنیا کی محبت دل سے نکال دی جائے کیونکہ جب تک دل سے دنیا کی ہوس اور محبت نہیں نکلے گی اللہ کی محبت نہیں آئے گی۔ اس لئے وصالِ الٰہی کے لئے دِل سے دنیا اور دنیا کی اشیاء اور مخلوق کی محبت نکالنی ضروری ہے۔

سیدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جس دل میں دنیا کی محبت ہے وہ محجوب ہے اللہ سے اور جس دل میں آخرت کی محبت ہے وہ محجوب ہے اللہ تعالیٰ کے قرب سے۔ جوں جوں تیرے دل میں دنیا کی محبت بڑھتی جائے گی توں توں تیرے دِل میں آخرت کی محبت گھٹتی جائے گی اور جس قدر تیرے دِل میں آخرت کی محبت بڑھتی جائے گی اِسی قدر تیرے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت گھٹتی جائے گی۔
(فتح الربانی مجلس ۱۰)

حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تو اللہ کو بھی چاہتا ہے اور کمینی دنیا کو بھی۔ یہ محض ایک خیال اور پاگل پن ہے"۔ (مثنوی)

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک پوشیدہ آگ ہے جس میں محبوبِ حقیقی کے عاشقوں کے سوا سب جل رہے ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تعلیمات میں ترکِ ہوسِ دنیا پر بہت زور دیا ہے۔ آپ دُنیا کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "دُنیا ایک پر درد بلا ہے جو حق تعالیٰ کے ذکر و فکر سے جدا کر دیتی ہے"۔ (عین الفقر)

Marfat.com

دنیا والوں اور انبیاء کرام و اولیاء کرام میں فرق صرف ترکِ دنیا اور محبت دنیا کا تھا۔ آپؒ فرماتے ہیں: سونا چاندی' اونٹ گھوڑے' بیل گدھے' ہاتھی' نوکر' سپاہی وغیرہ ابوجہل و یزید کا خزانہ و لشکر تھا۔ جبکہ صبر' شکر' ذکر فکر' ذوق شوق' محبت' عشق' نماز' روزہ اور فقر صحابہ کرامؓ' مسلم' مومن' فرقان نص حدیث حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امام صاحبان کا لشکر تھا۔ نقارہ و دہل و دف و شرنا وغیرہ ابوجہل و یزید کی نوبت تھی جبکہ بانگ و اذان اور ذکر اللہ کا بلند نعرہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و امام صاحبان کی نوبت تھی اور ہے۔ نوبتِ دنیا و بادشاہی باطل و فانی ہے جبکہ نوبتِ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باقی و غیر فانی ہے۔ (عین الفقر)

جان لے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس نے جنگ و دشمنی کی اسی درہمِ دنیا نے کی۔ اگر ابوجہل مفلس ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرتا۔ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا تو اسی دنیا نے۔ (عین الفقر)

انسان دنیاوی خواہشات اور لذّات سے کبھی سیر نہیں ہوتا جو شخص دنیا کی محبت دِل سے نہیں نکالتا اسے نہ قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے نہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری۔ اور نہ اس کے قلب' قالب اور ہر ایک بال سے ذکر جاری ہوتا ہے۔ معرفتِ الٰہی ترکِ دنیا کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ (کلید التوحید کلاں)

"جان لے نفسِ امارہ' شیطان اور دنیا تینوں کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے"۔ (اسرارِ قادری)

یعنی انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرنے کیلئے ان تینوں نے محاذ بنا رکھا ہے۔

"دین اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں جیسے آگ اور پانی ایک برتن میں اکٹھے نہیں ہو سکتے"۔ (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ دنیا اور طالبِ دنیا کے بارے میں اپنی تصنیف عین الفقر میں فرماتے ہیں: دنیا کا طالب دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا منافق یا ریاکار۔

دنیا شیطان اور طالبانِ دنیا شیاطین ہیں۔

Marfat.com

دنیا فتنہ وفساد ہے اور طالبِ دنیا فتنہ انگیز ہے۔
دنیا نفاق ہے اور اس کا طالب منافق ہے۔
دنیا کذب ہے اور اس کو چاہنے والا کذاب ہے۔
دنیا شرک ہے اور طالبِ دنیا مشرک ہے۔
دنیا خبث ہے اور طالبِ دنیا خبیث ہے۔
دنیا لعنت ہے اور اس کا طالب ملعون ہے۔
دنیا جہل ہے اور اس کا طالب جاہل ہے۔
دنیا فاحشہ و بدکار عورت ہے اور اہل دنیا اس کا شوہر دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) ہے۔
دنیا بدعت ہے اور طالبِ دنیا ملحد ہے۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
جو شخص دنیائے مردار کی طلب میں غرق ہو جائے وہ دیدارِ الٰہی کا طلب گار کہاں ہو سکتا ہے پس تو اپنے دفترِ دل سے غیر اللہ کا ہر نقش مٹا دے۔ (کلید التوحید کلاں)
جس دل میں دنیا کی محبت سما گئی ہو، ظلمات و خطراتِ شیطانی چھا گئے ہوں اور خواہشاتِ ہوس ونفسانی بھر چکی ہو اس دل پر حق تعالیٰ کی نظرِ رحمت نہیں ہوتی۔ (عین الفقر)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ”ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حُبِّ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔“ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تمام پیغمبروں نے کہی ہے اور تمام انبیاء نے ترکِ دنیا کا حکم دیا ہے، پھر تُو ان سب کے خلاف چلنے کی خطا کیوں کرتا ہے؟ دنیا کے چار حروف ہیں ”د ن ی ا“ حرف ”د“ سے دنیا کا کوئی دین نہیں حرف ”ن“ سے دنیا نافرمانِ حق فرعون ہے، حرف ”ی“ سے دنیا شیطان کی یارِ یگانہ ہے اور حرف ”ا“ سے دنیا ظلم و آدم کش ہے۔ اے احمق! دنیا سے وہ آدمی تارک فارغ ہوتا ہے جو دین کو قابو میں

Marfat.com

رکھتا ہے دین کے بھی تین حروف ہیں" د ی ن" حرف "د" سے دین معرفت کی آنکھ کو کھول کر مولیٰ کا دیوانہ وفریفتہ کرتا ہے جس سے بندہ طالبِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنتا ہے، حرف "ی" سے دین یاری کراتا ہے اللہ سے اور یاری کراتا ہے تمام مومن بھائیوں، اہلِ اسلام مسلمانوں اور تمام مومن مسلمانوں سے اور حرف "ن" سے دین نیت کو خالص کر کے طالب اللہ کو صفا کیش وخیر اندیش بناتا ہے۔ ہر غنی و درویش اور ہر وہ آدمی جو دین کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے، خطراتِ دنیا سے فارغ ہو جاتا ہے، صدقِ دل سے تن پر لباسِ فقر پہن لیتا ہے اور خدا سے صدقِ خاص ودرست اعتقاد رکھ لیتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے میرے فرشتو! میری دوستی میں میرا ایک بندہ دنیائے مردار نجس وپلید سے الگ ہو گیا ہے۔" تمام انبیاء واولیاء اور اتقیاء جملہ اہلِ اسلام کی ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو حکم ہوتا ہے تم سب میرے دوست کی زیارت وپیشوائی کے لیے جا کر اُس کی ہمت پر آفرین کہو اور جو گدڑی وخاکسارانہ لباس اُس نے پہن رکھا ہے ویسا ہی لباس تم بھی پہنو۔ فقیر کو یہ مراتب ابتدا ہی میں پہلے ہی روز بخش دیے جاتے ہیں۔

(محک الفقر کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا اسی طرح پلید اور ناپاک ہے جس طرح عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی پاکیزہ ہونے کی کوشش کرے پاک نہیں ہو سکتی۔ کتنے ہی عالم فاضل دنیا اور اس کی لذات کو ریاضت اور چلہ کشی کے ذریعے ترک کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے علم سے اور دنیا کماتے ہیں۔ جس کے گھر میں جتنی زیادہ دنیا اور مال ودولت ہوتا ہے وہ اتنا ہی بے آرام اور بے سکون ہوتا ہے۔ اور آرام کی نیند بمشکل ہی سوتا ہے کیونکہ اس کی حفاظت کی فکر ہی اسے سونے نہیں دیتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے مقصدِ حیات کو سمجھا اور خواہشاتِ دنیا سے منہ موڑ لیا وہ اس جہان سے کامیاب وکامران گئے۔

Marfat.com

عالمِ لاھوت میں جب سے (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) سنا ہے اس وقت سے میری روح مسلسل پکار رہی ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد بھی مجھ پر وطن (عالمِ لاھوت) کی محبت اس قدر غالب ہے کہ ایک لمحہ بھی چین اور سکون نہیں ہے۔ اے رہزن دنیا تجھ پر قہر نازل ہو کیونکہ تو "حق" (وطنِ اصلی عالمِ لاہوت) تک جانے کی راہ میں حائل ہے۔ یہ دنیا خواہ کتنی ہی رنگین اور دلکش کیوں نہ ہو جائے عاشقِ ذاتِ الٰہی اس کی طرف توجہ نہیں دیتے اور مولیٰ کی طرف ہی متوجہ رہتے ہیں۔

دنیا پر آدھی اور ساری لعنت دنیاداروں پر ہے جو حق تعالیٰ کی محبت کو چھوڑ کر دنیا کی محبت میں مبتلا ہیں۔ جنہوں نے دنیا' مال و دولت' جان و اولاد اللہ کی رضا کے لئے اس کی راہ میں خرچ نہ کی وہ دنیا اور آخرت میں سزا کے مستحق ہیں۔ یہ دنیا اس قدر انسان کو حرص و حسد میں مبتلا کر دیتی ہے کہ باپ اپنے بیٹے تک کو اس کے لئے قتل کر دیتا ہے۔ اے مکار دنیا خدا کرے تجھے آگ لگ جائے۔ جو لوگ دنیا کی محبت ترک کر کے اللہ پاک کی محبت میں مبتلا ہو گئے وہی آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہوں گے۔

طالبانِ دنیا کتوں کی طرح دنیا اور لذاتِ دنیا (مال و دولت) کی تلاش میں دنیا بھر میں دوڑتے پھر رہے ہیں اور کولہو کے بیل کی طرح ساری عمر اسی طرح گزار دیتے ہیں۔ ان کی تمام عمر گزر جاتی ہے اور عقل کے اندھوں کو اتنی خبر تک نہیں ہوتی کہ اللہ پاک انہیں رزق عطا فرما رہا ہے اور اُن کے رزق کا ضامن ہے۔ لیکن اسمِ اللہ ذات کے ذکر کے بغیر اس حقیقتِ حال تک راہنمائی اور رسائی نہیں ہوتی اور زندگی یونہی فضول تمام ہوتی ہے۔

دنیا ایک خوبصورت 'حسین لیکن مکار عورت ہے جس کے فریب کا شکار صرف منافق یا کافر ہی ہوتے ہیں۔ یہ اپنے فریبِ حسن اور بجلی کی سی جوانی سے سب کو لوٹ لیتی ہے۔ یہ دنیا اپنے محبوں کو اسی طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تین آدمیوں کو ایک سونے کی اینٹ کے لئے جان دینا پڑی تھی۔

قصہ اس طرح ہے کہ تین مسافروں کو سونے کی ایک اینٹ مل گئی تھی۔ ایک بازار سے روٹی

Marfat.com

لینے چلا گیا اور دو اینٹ کی حفاظت کے لئے ٹھہر گئے۔ دونوں نے سازش کی کہ جب وہ روٹی لے کر واپس آئے گا تو اس کو قتل کر کے اینٹ دونوں آپس میں بانٹ لیں گے۔ روٹی لانے والے کی نیت بھی خراب ہو گئی اس نے کھانے میں زہر ملا دیا جب واپس آیا تو اس کو دونوں نے قتل کر دیا اور وہ دونوں خود زہریلا کھانا کھا کر مر گئے۔

دینِ حق اور دنیا دو سگی بہنوں کی مثل ہیں جس طرح دو حقیقی بہنیں ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتیں اور جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح دین اور دنیا کو ایک دِل میں اکٹھا نہیں کیا جا سکتا۔ جنہوں نے ایسے جھوٹے دعوے کیے وہ کذاب ہیں اور دونوں جہانوں میں خسارہ پانے والوں میں ہیں۔

طالبِ مولیٰ کا اصل گھر تو عالمِ لاہوت ہے جہاں پر اُس نے دیدارِ الٰہی کے سوا دنیا اور عقبیٰ کو ٹھکرا دیا تھا۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو ہماری تقدیر ہے جس نے ہمیں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے اور ہمیں اپنے وطنِ ازلی عالمِ لاہوت سے عالمِ خلق میں لے آئی ہے۔ اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے۔ میرا دل تو پہلے ہی فراقِ یار میں بے قرار اور بے چین ہے۔ ہم تو اس دنیا میں پردیسی ہیں۔ ہمارا وطن تو محبوبِ حقیقی کے پاس ہے جو بہت دور ہے اور اِس کی راہ میں بہت سی مشکلات اور مصائب کی منازل ہیں جسے ہم نے دنیا کی محبت دل سے نکال کر طے کرنا ہے۔ اسی لئے تو میرا دل پہلے سے زیادہ غمگین ہو رہا ہے۔

یہ دنیا ایک خطرناک اور گھنے جنگل کی طرح ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں اور اس کی مثال کسی دریا کے کنارے کی طرح ہے جو ہمیشہ گرنے کے خطرہ سے دوچار رہتا ہے۔ اور ہماری مثال تو اس آدمی کی طرح ہے جو کسی ندی کے کنارے لیٹا ہو اور اس ڈر سے بیدار رہتا ہو کہ سونے سے کہیں ندی میں نہ گر جائے۔ جس جگہ محض ریت اور پانی اکٹھے ہوں وہاں کوئی مستقل بند نہیں باندھا جا سکتا۔ آخر پانی ریت کو بہا کر لے جائے گا اسی طرح یہ دنیا فانی ہے اور اِس نے ایک دن فنا ہونا ہی ہے۔

الغرض جب تک دل کے اندر دنیا لذاتِ دنیا' خواہشاتِ دنیا اور شہواتِ دنیا موجود رہتی ہیں

Marfat.com

اس وقت تک دل کے اندر اللہ پاک کی محبت نہیں آسکتی۔ جو دنیا اور اللہ پاک کی محبت کو دل کے اندر اکٹھا جمع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محب اور عاشق دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے خواہ پوری کائنات کی دولت ان کے سامنے ڈھیر کر دی جائے۔ دنیا اور غیر اللہ کی محبت کو دِل سے نکال کر دِل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کو بسا لینا ہی کامیابی ہے اور یہ ذکر اور تصورِ اسم ذات کے بغیر ناممکن ہے۔ اور وہ بھی اگر کسی مرشدِ کامل اکمل سروری قادری صاحب مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔

فقر کا مرکز اور محور تسلیم و رضائے الٰہی ہے۔ رضا کی اصل حقیقت یہ ہے کہ سالک (طالب) اس امر پر یقینِ کامل رکھے کہ ہر چیز کی عطا یا منا ہی اللہ کی مشیت اور ارادہ ہے۔ دنیا اور راہِ سلوک میں اس کی بہتری اسی بات میں ہے کہ ہر بات میں خوف اور امید میں رہے۔ اطاعت کے وقت اس کے ہاں فخر نہ کرے اور مصیبت کے وقت اس کے در سے مایوس نہ ہو جائے۔ ہیبت و پریشانی' دکھ اور سکھ' سکون اور اضطراب' آسانی اور تنگی' بیماری اور صحت' بھوک اور سیری الغرض ہر حالت میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سر تسلیم خم کر دینا ہی اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہے۔ مقامِ رضا فقر کی منازل میں سے بہت بڑی منزل ہے اور مقامِ رضا کے بعد ہی باطن کے دو اہم اور آخری مقامات مشاہدۂ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ ان دو مقامات سے پہلے تسلیم و رضا کا مقام آخری مقامات میں سے ہے اور یہی نفسِ مطمئنہ کا مقام بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اے نفسِ مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف، اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہو گیا اور تو اس سے راضی ہو گیا۔ (سورۃ الفجر)

قرآنِ مجید میں بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دیدارِ حق تعالیٰ ان لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

اور اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا سر اللہ کی رضا کے سامنے جھکا دیا وہ محسن (

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے۔

ہاں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا وہ محسن (مرتبہ احسان تک پہنچنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے اور اس کیلئے اپنے رب کی طرف سے اجر ہے اور اس کیلئے نہ کچھ خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول طرزِ عمل یہ ہے کہ ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم رکھا جائے، نعمت پر شکر اور مصیبت میں صبر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایمان صرف اس شخص کا مقبول اور منظور ہوتا ہے جو خلوصِ نیت سے اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس کی خوشنودی اور رضا کی خاطر اپنی مرضی' منشاء اور اختیار سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر کے تسلیم و رضا کی راہ اختیار کرتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔

عارفانِ حق پر رضائے حق کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ انہیں شدید سے شدید تر حالات میں بھی کوئی غم دکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی یعنی سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ اس مقام پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص نور یعنی لقائے الٰہی سے سرفراز کرتا ہے اور ان کو ایک نئی زندگی ہر لحہ غیب سے عطا ہوتی ہے۔

جو لوگ محبوب کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں انہیں ہر لحہ غیب سے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے۔

جن عارفین یا عاشقوں کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی ہوتا ہے وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے لبوں پر تیس سال تک تبسم نہ آیا لیکن جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو لوگوں نے خلافِ معمول ان کو متبسم دیکھا۔ پوچھا کہ اے شیخ یہ تبسم کرنے کا کون سا موقع

Marfat.com

ہے، فرمایا! "مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ میرے فرزند کی موت میں راضی تھا اس لئے میں نے بھی رضائے الٰہی کی خاطر تبسم کیا، جو اس کی خوشی وہی میری خوشی۔"

پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا (یعنی اس کی رضا کے خلاف دل میں خیال لانا) دین، توحید، توکل اور اخلاص کی موت ہے۔ ایمان والا قلب کیوں، کس طرح کو نہیں جانتا اس کا کام تو "ہاں" ہے (یعنی حکمِ تقدیر کی موافقت کرتا ہے اور چوں چراں کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا) جبکہ نفس کی یہی عادت ہے کہ نزاع کرے۔ (فتح الربانی مجلس 1)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں تسلیم کے معاملے میں اس منزل پر پہنچ گیا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو (میری جگہ) اعلیٰ علییّن (فردوس بریں) میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جگہ دے دے اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسفل السافلین یعنی جہنم کے انتہائی نچلے درجے میں پھینک دے تو میں اس شخص سے بھی بڑھ کر خدا سے راضی ہوں گا۔"

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا کے معنی اختیار کو اٹھا دینے کے ہیں اور رضا یہ ہے کہ بلا کو نعمت سمجھ۔

تفسیر اسرار الفاتحہ میں ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت مالک بن دینارؒ، حضرت شفیق بلخیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ ایک محفل میں اکٹھے ہوئے اور بات اللہ تعالیٰ کی رضا میں صدق پر چل نکلی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ بولے "وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔" حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا "اس قول سے خود نمائی کی بو آتی ہے۔ بات اس سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔" حضرت شفیق بلخیؒ بولے "وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی دی ہوئی تکلیف سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔" حضرت رابعہ بصری نے فرمایا "اس بات سے بھی خود نمائی کی بو آتی ہے۔" حضرت مالک بن دینارؒ بولے "وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر شکر نہیں کرتا" حضرت رابعہ بصریؒ بولیں "وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو

Marfat.com

مشاہدہ مطلوب میں غرق ہو کر مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف کو بھول نہیں جاتا۔" (عین الفقر)

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں: فقر تو ذوق و شوق و تسلیم و رضا کی راہ ہے اور حقیقت میں یہی متاعِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کے ہم وارث اور امین ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ فرماتے ہیں: راہِ توکل اختیار کر اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جا۔ (عین الفقر)

رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مملوک ہے اور دوسرا رزقِ مرزوق۔ زیادہ مال و زر جمع کرنا جمعیتِ نفس اور اعتبارِ خلق کی خاطر ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک عنایت پہلے ہے اور ہدایت بعد میں ہے۔ لیکن تو سب سے پہلے دل کو سلیم بنا اور تسلیم و رضا اختیار کر تا کہ تجھے کنہ کن سے قربِ الٰہی کے مراتب حاصل ہوں۔ عقل والوں کیلئے تو یہی ایک بات کافی ہے کہ تسلیم و رضا سے انسان کے وجود میں نہ چوں باقی رہتی ہے اور نہ چراں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ساری عمر شہر شہر، نگر نگر گھوم پھر کر فقر کا خزانہ لٹاتے رہے اس کیلئے آپؒ کو در در جانا پڑا۔ آپؒ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: میں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رُسوا کرتا ہوں اور رضائے الٰہی ہی کی خاطر ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔ (نور الہدیٰ اور کلید التوحید کلاں)

اگر تو قبر کے احوال کو دیکھ لے تو زیر و زبر کی سب کیفیت تجھ پر منکشف ہو جائے۔ پھر تجھے انتہائی غم میں بھی عبرت حاصل ہوگی اور تیرا دل تسلیم و رضا اختیار کر لے گا اور جملہ مقامات کی حقیقت تجھ پر واضح ہو جائے گی۔ (نور الہدیٰ کلاں)

درویش (مرشد کامل اکمل) اگر تجھے سرزنش بھی کرے تو اس کے سامنے سر جھکائے رکھ کہ رضائے الٰہی کی خاطر کسی درویش (مرشد کامل) کی خدمت کرنا عملِ صالح ہے۔

(نور الہدیٰ کلاں)

خُلقِ عظیم قلبِ سلیم کا مرتبہ تسلیم و رضا ہے اور یہی وہ مرتبہ صراطِ مستقیم ہے جس پر انعام یافتہ

Marfat.com

لوگ گامزن رہے ہیں۔(نور الہدیٰ کلاں)

خود پرستوں کو کبھی خدا نہیں ملتا کہ ان کا خدا تو ہوائے نفس ہوتا ہے۔ خدا انہیں ملتا ہے جو رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جان پر کھیل کر نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔(نور الہدیٰ کلاں)

یاد رہے کہ بہت زیادہ علم حاصل کرنا فرضِ عین نہیں ہے مگر اسلام کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنا' گناہوں سے باز رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ لیکن نفس وہوا سے خلاصی پانا' محبتِ الٰہی میں غرق ہونا اور معرفتِ اللہ توحید حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور اس کیلئے قدیم وعظیم صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا' قلبِ سلیم حاصل کرنا اور تسلیم ورضا اختیار کرنا ضروری ہے۔(نور الہدیٰ کلاں)

یہ فقیر باھوؒ محض رضائے الٰہی کی خاطر وحدتِ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور طالبانِ حق کو بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)

اے باھوؒ تسلیم ورضا اختیار کر کہ صاحبِ تسلیم ورضا قلب ہی حضوری مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہرہ ور ہوتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)

:صبر کر صبر! کہ صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر تو تسلیم ورضا اختیار نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔(کلید التوحید کلاں)

اے باھوؒ رضا جب قضا پر غالب آتی ہے تو تقدیرِ خداوندی کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ تقدیرِ الٰہی سے وہ کیوں ڈرے کہ جسے اللہ تعالیٰ کا قربِ تمام حاصل ہو، ڈرے تو وہ جو ناقص وعام وخام ہو۔۔۔ رضا قاضی ہے اور قضا اس کی غلام ہے۔ حکمِ رضا کے بغیر قضا ایک بال کی بھی جان نہیں لے سکتی۔(کلید التوحید کلاں)

حکمِ قضا سے سامنا کرتے وقت چہرے کو شکن آلود نہ کر اور نہ ہی حکمِ قضا سے خود کو چھپا۔(کلید التوحید کلاں)

جان لے کہ بندہ اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا کہ ہر کام اس کی مرضی سے ہوا کرے پس بہتر یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور خود کو درمیان سے نکال لیا جائے۔(

Marfat.com

کلید التوحید کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں: میں بہت ہی بدنصیب اور گناہ گار ہوں لیکن مجھے فخر ہے کہ میرے گلے میں مرشد کی غلامی کی زنجیر ہے جو مجھے خوش بخت لوگوں کے گروہ میں شامل کروا دے گا۔ بہت سے لوگ شیطان کی طرح اپنے علم پر تکبر کی وجہ سے وصالِ حق تعالیٰ سے محروم ہیں اور لاکھوں لوگوں کو دوزخ کے عذاب کا خوف لاحق ہے لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو بہشت کی نعمتوں کو ٹھکرا کر دیدارِ حق تعالیٰ کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ عاشقِ حقیقی تو ہمیشہ اپنے محبوب کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کیے رہتے ہیں۔

اس بیت میں آپؒ مرشد کی غلامی کے دوران دنیاداروں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کے لیے صبر و تحمل کا سبق دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر "موتوا قبل ان تموتو" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مقام حاصل کرنا ہے تو دنیا میں گدا بن کر رہنا چاہیے۔ اگر کوئی کوڑا کرکٹ بھی اوپر پھینکے تو اسے اسی طرح برداشت کرنا چاہیے جس طرح کوڑے کا ڈھیر اپنے اوپر مزید گندگی کو سہارتا رہتا ہے۔ اگر کوئی گالیاں نکالے اور برا بھلا کہے تو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی بجائے بڑی محبت اور پیار سے جی جی کہتے رہنا چاہیے۔ گلے، طعنے، بدنامی اور خواری اپنے یارِ حقیقی (مرشد کامل) کی خاطر برداشت کرنا ہی پڑتی ہے۔ ہم نے تو اپنی زندگی کی ڈور اپنے مرشد کے ہاتھ میں دیدی جیسے اس کی رضا ہو اس پر راضی رہنا چاہیے۔

اگر تو عاشق ہے اور عشق کی راہ میں کامیابی و کامرانی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو قوی اور مضبوط رکھ۔ راہ عشق میں تو لاکھوں دشمنیاں اور ہزاروں طعنے برداشت کرنا پڑتے ہیں یہ کوئی آسان راہ نہیں ہے منصور حلاجؒ کو رازِ حقیقی سے واقف ہونے پر ہی سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ اگر ایک دفعہ مرشد کامل کی غلامی نصیب ہو جائے تو پھر سر کو اس در سے ہٹنا نہیں چاہیے خواہ دنیا کافر ہی کیوں نہ کہتی رہے۔

مرشد کامل کی اسم ذات کے تصور کے ذریعہ تربیت طالبِ مولیٰ میں تسلیم و رضا کی عادت کو

Marfat.com

اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیار آتا ہے۔

توکل

للہ پر بھروسہ "توکّل" کہلاتا ہے۔ للہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام بلکہ اپنا آپ للہ پاک کے سپرد کر دیا جائے۔ توکّل کو "فقر" کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ مرشد کا پہلا سبق بھی یہی ہوتا ہے اور ایک طالب مولیٰ کی نشانی بھی یہی ہے کہ وہ متوکّل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

"اسی پر توکّل کرو اگر تم مسلم ہو۔" (سورۃ یونس۔84)

حضرت نوح علیہ السلام سے جب ساری قوم پھر جاتی ہے ان کی مخالفت اور عداوت کا اظہار کرتی ہے تو آپ فرماتے ہیں:

"میرا تو للہ پر توکّل ہے تم سب اپنی تدبیریں کر لو۔" (سورۃ یونس۔71)

حضرت یعقوب علیہ السلام جب بنیامین کو مصر بھیجنے لگے تب ان کے بھائیوں سے عہد لیا اور عہد لینے کے بعد فرمایا:

"حکم تو للہ کا ہے دوسرے کا نہیں۔ میرا اسی پر توکّل ہے اور متوکّل لوگوں کو بھی اسی پر اعتماد کرنا چاہیے۔" (سورۃ یوسف۔67)

سورہ نمل میں ہے: "للہ پر ہی توکّل کرو"۔

سورۃ طلاق میں ہے: "جس نے للہ پر توکّل کیا اس کیلئے للہ کافی ہے"۔

سورۃ آلِ عمران میں ہے: "اگر للہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکے گا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ایسا ہے جو تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو تو للہ پر ہی توکّل کرنا چاہیے"۔

رزق کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ رزق ہر جگہ عام ہے جو جہاں ہو اُسے وہیں پہنچ جاتا ہے۔ جو لوگ ایک مقام سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں اور صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے توکّل کے باعث انہیں وہیں روزی پہنچانے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے

Marfat.com

جس طرح پرندوں اور جانوروں کو اللہ تعالیٰ ہر جگہ روزی مہیا کر دیتا ہے۔ رزق حاصل کرنے کے لئے انسان کو اللہ پر توکّل کرنا چاہیے۔ رزق پر متوکّل ہونے کے بارے میں ایک مقام پرارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو خدا پر بھروسہ (توکّل) رکھے گا تو وہ اس کی کفالت کرے گا خدا جو چاہتا ہے وہ کرلیتا ہے۔ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کررکھا ہے۔" (طلاق۔3)

متوکّل شخص کو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق مہیا کردیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا اس لئے جو رزق کے سلسلہ میں اللہ پر توکّل کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کافی ہے۔

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔"

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسے بھروسہ (توکّل) کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔" (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اگر میرے بندے توکّل کریں تو میں رات کو ان پر بارش برساؤں اور دِن میں ان پر سورج طلوع کرتا رہوں اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناؤں۔
(مسند امام احمدؒ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "اے لڑکے اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تو وہ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے گا اور تم اسے سامنے پاؤ گے اور جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اُس سے مدد لو اور جان لو کہ اگر تمام دنیا اس بات پر تُل جائے کہ

Marfat.com

کسی چیز کے ساتھ تمہیں نفع پہنچائے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر تمام لوگ تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔" (احمد۔ ترمذی)

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تو اپنے رزق کے بارے میں فکر نہ کر کیونکہ رزق کو جتنا تو تلاش کرتا ہے اس سے زیادہ رزق تجھے تلاش کرتا ہے جب تجھے آج کے دِن کا رزق مل گیا تو کل کے آنے والے دِن کے رزق کا فکر نہ کر جس طرح تو گزشتہ دِن کو چھوڑ گیا کہ وہ دِن گزر گیا، آنے والے دِن کا تجھے معلوم نہیں کہ آتا ہے یا نہیں اس لیے تو آج کے دِن میں مشغول رہ۔" (فتح الربانی مجلس۔ 17)

تو اپنے درہم اور دینار پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ تجھے عاجز اور ضعیف بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کر یہ تجھے قوی بنا دے گا اور تیری مدد کرے گا۔ تجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائے گا جہاں سے تیرا گمان بھی نہ ہوگا وہیں سے تیرے لیے فتوحات لائے گا اور تیرے دِل کو اتنی قوت عطا فرمائے گا کہ تجھے نہ دنیا کے آنے کی پرواہ ہوگی اور نہ اس کے چلے جانے کی اور نہ مخلوق کی توجہ اور نہ بے رخی کی کچھ پرواہ ہوگی۔ پس تو اس وقت سب سے قوی بن جائے گا اور جب تو اپنے مال و جاہ اور اہل و عیال اور اسباب پر بھروسہ کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا اور اِن چیزوں کے زوال کا نشانہ بن جائے گا۔ (فتح الربانی 42)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:۔ "ملعون ہے وہ شخص جس کا بھروسہ (توکل) اپنی جیسی مخلوق پر ہو۔" کثرت کے ساتھ اس دنیا میں وہ لوگ ہیں جو اس لعنت میں شامل ہیں مخلوق میں ایک آدھ ہی ایسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) رکھتا ہے پس جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مٹھی کو بند کرے اور ہاتھ کو کھولے تو اسے ہاتھ میں کچھ نظر نہ آئے۔ (الفتح الربانی 45)

Marfat.com

توکّل اسباب کو قطع کر دینے اور سبب کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ (الفتح الربانی)

حضرت سری سقطیؒ کا ارشاد ہے کہ قوت اور اختیار کو ترک کرنے کا نام توکّل ہے۔

حضرت ابنِ مسروق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اسکی قضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام توکّل ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر زمین و آسمان لوہے کے بن جائیں آسمان سے اگر پانی نہ برسے اور زمین سے اگر اناج پیدا نہ ہو تو بھی میں اپنے توکّل سے نہ پھروں گا۔"

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توکّل فقر کی بنیاد ہے اللہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کر دیا جائے ظاہری طور پر تو کوشش کی جائے لیکن باطنی طور پر اللہ پر توکّل کر کے طالب اپنی مرضی سے دستبردار ہو جائے۔

متوکلین پر شیطان کا زور نہیں چلتا وہ ہر کام میں اللہ پر توکّل اور بھروسہ کرتے ہیں جس سے اللہ کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔

متوکّل آدمی روزی معاش کی فکر نہیں کرتا۔ عام لوگوں کا رزق کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں ملتا ہے لیکن خواص کا رزق اللہ تعالیٰ مہیا کرتا ہے۔ (شمس الفقرا) حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ للہ علیہ نے بھی توکّل کو "فقر" کی بنیاد قرار دیا ہے۔ جو طالب متوکّل نہیں ہے وہ راہِ فقر میں چل نہیں سکتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راہِ توکّل اختیار کر اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جا۔ (عین الفقر)

توکّل اس کا نام ہے کہ ملک کے تمام خزانے اس کے قبضے میں ہوں اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے خود بالکل تارک ہو۔ (عقلِ بیدار)

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نورِ توکّل ایک پانی ہے جس سے فقراء جب سیراب ہوتے ہیں تو انہیں کامل صحت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے جس کے رزق کا ضامن للہ تعالیٰ نہ ہو۔

Marfat.com

(اسرارِ قادری)

عوام کا رزق کسب و اعمال لے آتا ہے اور خواص کا رزق معرفت ذاتِ حق لم یزل ولا زوال لے آتا ہے۔ متوکّل آدمی روزی معاش کی فکر میں نہیں پڑتا اور نہ ہی وہ ربیع و خریف کی فصل کا انتظار کرتا ہے کیونکہ (وہ جانتا ہے) روزِ ازل جب رزق لکھا جا چکا تو نوکِ قلم ٹوٹ گئی تھی۔ مردہ دل آدمی کا رزق حرص ہے اور حرص کا پیٹ ہی نہیں اس لئے حریص آدمی کسی حال میں بھی مال سے سیر نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ غلط طریق پر رہتا ہے۔ اس کے برعکس عارف ہر وقت استغراقِ حق کی حالت میں وصالِ مطلق کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور ان کا رزق ہر وقت ان کے تعاقب میں سرگرداں و پریشان رہتا ہے۔ اس حقیقت کو بھلا یہ بے توکّل، بے معرفت، بے عمل، بے شعور، بے مذہب، جاہل اور ناشائستہ لوگ کیا جانیں؟ چنانچہ گوبر کے کیڑے کا رزق گوبر ہے سو وہ اس میں خوش رہتا ہے اور عطار کا رزق عطر ہے اور وہ اس سے معطر رہتا ہے۔ جو آدمی طلبِ الٰہی میں محو ہو جاتا ہے رزق اس کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔

(کلید التوحید کلاں)

ہر چند کہ رزق کا تعلق اسباب سے ہے لیکن اسباب کو بھی تو روزِ میثاق مسبب (اللہ تعالیٰ) نے ہی پیدا کیا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

سارا جہاں دل و جان سے اسباب کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور بہت ہی کم لوگ ہیں جن کی نظر مسبب الاسباب پر جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اگر رزق آدمی پر عاشق نہ ہوتا تو گندم کیوں زمین کا گریبان چاک کر کے باہر آتی۔

(کلید التوحید کلاں)

قسمت بھی چار قسم کی ہے۔ فقراء کی قسمت یہ ہے کہ وہ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں اُس سے اُن کے وجود میں معرفتِ الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے، ان کا رزق توکّل کی راہ سے آتا ہے۔ توکّل اِسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جس ذریعے سے بھی رزق پہنچاتا ہے وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ رزق کسب سے آتا ہے، بعض حصولِ رزق کے

Marfat.com

لیے علم پڑھتے ہیں اور بعض ظلم وتعدی سے غریبوں سے چھین کر رزق حاصل کرتے ہیں۔
الغرض فقر ہی ایک ایسی دولت ہے کہ جس میں سعادت وعزت وافتخار کے مراتب پائے جاتے ہیں۔ فقر کے مراتبِ عظمیٰ اللہ تعالیٰ اُس صاحب عظمت کو عطا فرماتا ہے جو اُس سے یگانہ ہو جاتا ہے بیگانے تو فقر کا منہ بھی نہیں دیکھ پاتے۔ (محک الفقر کلاں)
سن! اے جانِ عزیز! میں تجھ سے مخاطب ہوں کہ خدا سے برتر کوئی شے نہیں ہے۔ مخلوق رزق کو تلاش کرتی ہے اور فقراء رازق کو تلاش کرتے ہیں۔ مخلوق کی نظر سیم وزر پر رہتی ہے اور فقراء کی نظر اپنے مولیٰ قادرِ اکبر پر رہتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جو آدمی اللہ کی محبت میں مرا وہ شہید کی موت مرا۔" طالبِ مولیٰ شہید ہے اور طالب دنیا طلبِ مولیٰ سے بے نصیب ہے۔ دونوں جہان میں طلبِ مولیٰ جیسی پیاری و برتر چیز اور کوئی نہیں۔ (محک الفقر کلاں)
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کر کے مردانہ وار راہِ فقر میں چلنا چاہیے۔ جس دکھ کے بعد سکھ حاصل ہونا ہو اس دکھ کا سامنا کرتے ہوئے نہیں ڈرنا چاہیے۔ قرآنِ پاک کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہر تکلیف کے ساتھ آرام اور سکون شامل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اس سے رو رو کر "وصال" طلب کرنا چاہیے۔
اس بیت میں حضرت سلطان العارفین طالبِ مولیٰ سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ دنیاوی ضروریات کے لئے قطعاً غم زدہ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق اس کے مقدر میں لکھ رکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔ پرندے بھی تو اللہ تعالیٰ کے توکل پر اڑتے پھرتے ہیں اور ایک ذرہ بھی روزی کا اپنے ساتھ نہیں اٹھائے پھرتے بلکہ شام کو جب واپس آشیانوں کی طرف پلٹتے ہیں تو سیر ہو کر لوٹتے ہیں اور ساتھ ذخیرہ کرنے کے لئے ایک دانہ بھی نہیں لاتے۔ آپؒ فرماتے ہیں اللہ پاک تو وہ رازق ہے جو پتھر کے اندر موجود کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے۔

Marfat.com

طالبِ مولیٰ کا ہر لمحہ، ہر کام اور ہر منزل پر اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہونا چاہیے پس بہتر ہے کہ طالبِ مولیٰ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور خود کو درمیان سے ہٹا دے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خبر گیری کرتا ہے۔" (المومن۔44)

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "کیا انہوں نے اپنے اندر فکر نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور جو کچھ ان میں ہے، حق کے ساتھ اور مقررہ وقت تک ' بے شک اکثر لوگ لقائے الٰہی (دیدارِ الٰہی) کو جھٹلاتے ہیں"۔ (سورہ روم۔آیت ۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے دعوتِ غور وفکر دی ہے کہ اپنے اندر تفکر اور غور وفکر کرو اور آسمانوں اور زمین میں اور ان کے اندر جو کچھ پیدا فرمایا گیا ہے یہ حق ہے اور مقررہ مدت تک کے لیے ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: اللہ تعالیٰ کی آیات میں تفکر کرو مگر اس کی ذات میں تفکر مت کرو۔

گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

فکر کے بغیر ذکر کرنا گویا کتے کا بھونکنا ہے۔

کسی علم کو سیکھنے یا کسی چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم تفکر کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں یہ تجسس پیدا ہوتا ہے کہ اس چیز کی اصلیت کیا ہے؟ یہ کیوں ہے؟ اور کس لئے ہے؟ اگر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی تفکر کیا جائے تو اس چھوٹی سی بات کی بڑی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور اگر کسی بڑی سے بڑی بات پر غور وفکر نہ کیا جائے تو وہ بڑی بات غیر اہم اور فضول بن جاتی ہے۔ تفکر سے ہمیں کسی شے کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے اور پھر تفکر کے ذریعہ اس علم میں جتنی گہرائی پیدا ہوتی ہے اسی مناسبت سے اس چیز اور اس چیز کی صفات کے بارے میں ہم باخبر ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد غور وفکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے کسی سائنس دان، فلسفی یا مفکر کا

Marfat.com

غور و فکر اور تفکر موجود ہے۔

اسی طرح راہِ فقر میں آگے بڑھنے اور ترقی کر کے قربِ الٰہی پانے کے لیے طالبِ مولیٰ پر لازم ہے کہ وہ قدرت کی نشانیوں اور دین کی حقیقتوں پر غور و فکر کے ساتھ ساتھ اپنی روح کی حقیقت اور اس کے اللہ تعالیٰ سے تعلق پر بھی غور کرے اور تفکر کے ذریعے اللہ کی رضا کو سمجھنے اور اس کے قرب کے حصول کے طریقوں کو جاننے کی کوشش کرے۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- قرِ قران ذکر اور فکر کا باہم اختلاط ہے میں نے ذکر کے بغیر فکر کو کامل نہیں دیکھا۔ (فکر سے مراد اپنی ذات کے اندر غور کرنا اور خودی کی پہچان حاصل کرنا ہے جبکہ ذکر سے مراد ذکر اسمِ ذات ہے۔ جب طالب ان دونوں خصوصیات کا حامل ہو جاتا ہے تو وہ صاحبِ فقر ہو جاتا ہے)
- ذکر کیا ہے؟ ذوق وشوق کو ادب سکھانے کا نام ہے اور یہ روح کا کام ہے حلق اور ہونٹوں کا کام نہیں۔ (یعنی اقبالؒ کے نزدیک ذکر وہ نہیں جو ہونٹوں یا زبان سے کیا جاتا ہے بلکہ ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو روح سے کیا جاتا ہے یعنی ذکرِ اسمِ ذات)
- ذکر (ذکرِ اسمِ ذات) سے سینے کو جلا دینے والے (عشق کے) شعلے اٹھتے ہیں۔ اور یہ ابھی تک تیرے مزاج سے موافقت نہیں رکھتے گویا ذکر سے پیدا ہونے والی عشق کی آگ ماسویٰ اللہ کو جلا ڈالتی ہے۔ (جاوید نامہ)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی علم یا چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم سوچ بچار کرتے ہیں تو اسے فکر' تفکر یا غور و فکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد سائنس دانوں کا مادیت میں غور و فکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے غور و فکر اور تفکر پنہاں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی ذات کے اندر فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے "کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔" انسان جب اپنے اندر فکر کرتا ہے تو اس راز تک پہنچ جاتا ہے جس

Marfat.com

کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے کہ "انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔" جب انسان اس راز سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محرم راز بنا لیتا ہے اس لئے فقراء من میں ڈوبنے' تن کے حجرے میں جھانکنے اور اپنے اندر داخل ہونے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ مراقبہ بھی فکر اور تفکر ہی کا نام ہے۔ ابتدائی مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذہن کو کسی ایک نقطہ پر یکسو کیا جاتا ہے اور عارفین کا مراقبہ یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے ہر چیز کا نظارہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں چالیس سال تک اللہ تعالیٰ سے محو کلام رہا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں۔ (شمس الفقرا) حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں غور و فکر کے بارے میں بہت سی اصطلاحیں استعمال فرمائی ہیں۔ اور ان کا منشا مندرجہ بالا قرآنی آیات کے مطابق تفکر ہی ہے۔ مثلاً

1. مراقبہ 2. فکر 3 تفکر

مراقبہ تفکّر ہی کی ایک قسم ہے لیکن مراقبہ اور تفکّر میں فرق صرف یہ ہے کہ مراقبہ کے لیے خلوت کا ہونا، آنکھیں بند کر کے قلب کو ایک نکتہ پر یکسو کرنا ضروری ہے۔ جب اس طریقہ سے تفکّر پختہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ راز اس شخص پر عیاں کر دیتا ہے جس کے بارے میں تفکّر کیا جا رہا ہوتا ہے لیکن فکر یا تفکّر کے لیے خلوت کا ہونا یا آنکھیں بند کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس میں طالب ہر لحہ ہر آن، تنہائی میں، ہجوم میں، دنیا کے معاملات کے وقت ایک ہی بات پر غور و فکر یا سوچ بچار کر رہا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس پر وہ راز عیاں کرتا چلا جاتا ہے جس کے بارے میں وہ تفکّر کرتا رہتا ہے۔ یعنی کھلی آنکھوں سے ہر شے کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رازوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ سے اعلیٰ مرتبہ ہے آپ یوں کہہ سکتے ہیں مراقبہ ابتدا ہے اور تفکّر انتہا ہے۔ مراقبہ یا تفکر دراصل اس غور و فکر کا نام ہے جس سے انسان اپنی روح کے علم کو حاصل کرتا ہے۔ یہ علم حاصل ہونے کے بعد انسان اپنی روح سے وقوف حاصل کر لیتا ہے۔ فقر کا راستہ تفکّر ہی کا راستہ ہے۔ تفکّر سے ہی اس راہ کے راز کھلتے

Marfat.com

چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے طالب مولیٰ ہر لحظہ تفکر میں گم رہتا ہے۔ اور ہر لحظہ نئی منزل تفکر کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

مراقبہ میں استغراق یا غیب کی کیفیت بظاہر خواب سے ملتی جلتی ہے اور عام طور پر احوال بھی یکساں ہوتے ہیں۔ البتہ خواب میں دل کی نگہبانی وحفاظت میں اس قدر احتیاط نہیں رہتی اس لئے مراقبہ خواب سے زیادہ قوی اور کہیں زیادہ غالب ہوتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خواب و مراقبہ کی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے بلکہ مراقبہ خواب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے کہ صاحبِ خواب تو شور وغوغا سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن جس پر مراقبہ غالب آ جاتا ہے وہ نورِ وحدانیتِ ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو کر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی تن سے اس کا سر بھی اڑا دے تو اسے خبر نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ مراقبہ موت کی مثل ہے، لیکن موت کی مثل ہوتے ہوئے بھی صاحبِ مراقبہ میں شعور بیدار رہتا ہے اور جواب باصواب پاتا رہتا ہے۔ مراقبہ سے عارفوں کو نورِ معرفت کی سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن سے راضی رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے ہیں۔ مراقبہ واصل بحق کرنے والے عمل کو کہتے ہیں۔ مراقبہ محبوب کی صحبت، اسرارِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محرمیت اور نور الہدیٰ تجلّی ذات کے مشاہدہ کو کہتے ہیں۔ (شمس العارفین)

مراقبہ دل کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جس کے تحت بندے کے دِل کی نگرانی ہوتی رہتی ہے، ہر مراقبے کا مدعا اور منشاء یہ ہوتا ہے کہ غیر اللہ دل میں نہ آنے پائے۔ مراقبے کے باعث نفسانی اور شیطانی خطرات سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔ مراقبہ وہ ذریعہ خاص ہے جو طالب کو مولا تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسے مراقبہ کو مشاہدہ کا نام دیا جاتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں مراقبہ ایک نگہبان ہے جو غیر حق رقیب مثلاً خطراتِ نفسانی، خطراتِ شیطانی، امراضِ پریشانی اور ماسویٰ اللہ کسی چیز کو دل میں نہیں آنے دیتا۔ (شمس العارفین)

Marfat.com

مراقبہ میں انسان پر روحانی اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ صاحبِ مراقبہ اللہ کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے' دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک لمحہ بھی تجلیاتِ ذات کے مشاہدہ اور دیدار سے نہیں رکتا۔ خواہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت ہی کیوں نہ کرتا ہو اور دنیاوی زندگی میں مصروف کیوں نہ رہتا ہو۔ اسے باطن میں ہمیشہ دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مراقبہ خدا کی محبت کا نام ہے اور یہ مقام "حی و قیوم لازوال" میں استغراق کا راہنما ہے اس کے ذریعہ مقامِ (موت سے قبل مرجانا) حاصل ہوتا ہے۔

مراقبہ سے آدمی صاحبِ مشاہدہ حضورِ حال احوال اور سِرّ اسرار کی سیر سے واقف ہوتا ہے اور مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذکر و فکر میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ ذکر قلبی اور کسی اسماء الحسنیٰ کا بھی ہو سکتا ہے اور کسی آیت کا بھی اور اسم ذات کا تصور بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ ذکر' فکر اور تصور اتنا پختہ ہو جاتا ہے کہ پھر مراقب کو آنکھیں بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: مراقبہ کئی طرح کا ہوتا ہے مثلاً مراقبہ ذکر و فکر' مراقبہ حضور مذکور' مراقبہ فنا فی الشیخ' مراقبہ فنا فی اللہ' مراقبہ فنا فی ھو' مراقبہ فنا فی فقر' مراقبہ فنا فی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' مراقبہ فنا فی نفس' مراقبہ فنا فی نو دنہ (99 اسماء الحسنیٰ)۔ (عین الفقر)

مراقبہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باطنی تحقیقات کی رُو سے وہ مراقبہ کہ جس میں باطل شیطانی' خطراتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیا فانی سے پیدا ہونے والے وہمات نہ پائے جاتے ہوں اور ذکر و فکر و کلماتِ تسبیح کے ذریعے بالکل صحیح ہو' یہ ہے کہ جب طالب اللہ باطن کی طرف متوجہ ہو کر تصورِ اسمِ ذات سے مراقبہ شروع کرے تو اُسے چاہیے کہ پہلے تین بار تین بار درود شریف' تین بار آیۃ الکرسی' تین بار تین بار چاروں قل شریف' تین بار سورۃ فاتحہ' تین بار استغفار' تین بار کلمہ تمجید اور تین بار کلمہ طیب لا الہ الا اللہ

Marfat.com

محمد رسول اللہ پڑھ لے اور پھر اپنی نظر اسمِ ذات اور اسم پر ٹکا دے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے مجلس انبیاء و اولیاء اللہ اور معرفت الا اللہ کی نیت کر لے تو مرشد کامل بے شک اپنی رفاقت میں اُسے حضورِ مجلس میں پہنچا دے گا۔ (مجالسۃ النبی خورد)

اپنی کتاب محک الفقراء میں مراقبہ کی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تین منازل بیان کی ہیں؛ پہلا مراقبہ مبتدی جس میں استغراق حاصل ہوتا ہے اور طالب روشن ضمیر ہو جاتا ہے دوسرا مراقبہ متوسط جس میں استغراق اس حد تک جا پہنچتا ہے کہ طالب ظاہر کے عوامل سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور تیسرا مراقبہ منتہی جس میں نورِ وحدانیت ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو جاتا ہے۔

جب کوئی علمِ مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اُس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے جس سے سات مجالس کی حضوری کھلتی ہے اور وہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی ارواح کی زیارت کرتا ہے۔ بے شک یہ علم مراقبہ کا ابتدائی سبق ہے۔ اسم ذات کا مراقبہ صاحب مراقبہ کو لاھوت لامکان میں پہنچا کر مشاہدہ حضور کراتا ہے۔ مراقبے کی قدر و قیمت وہ نادان اہلِ ذکر فکر نہیں جانتا جو حبسِ دم کر کے حیوانوں کی طرح پریشان رہتا ہے۔ مراقبہ تو موت جیسی کیفیت ہے۔ جو کوئی اسم ذات کی توجہ و تصور سے مراقبہ اختیار کرتا ہے اس پر احوالِ موت و جان کنی کا مشاہدہ و معائنہ کھل جاتا ہے اور وہ حقیقتِ قبر سوالاتِ منکر نکیر اور حسابگاہِ قیامت کو دیکھ لیتا ہے اور پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں وہ تماشائے حور و قصور اور انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ صاحبِ حق الیقین و صاحبِ وصال اہلِ مراقبہ کا۔ (عین الفقر)

راہِ سلوک میں جب طالب مختلف منازل طے کرتا ہے تو اسے اپنی ہر منزل اور مقام پر اسی منزل کی مناسبت سے مشاہدات حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چار منازل پر چار قسم کا مراقبہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

- ریعت اطاعتِ عبودیت کا مراقبہ ناسوت کا مشاہدہ ہے۔ اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے ناسوت کو دیکھتا ہے؛ دنیا کو دیکھتا ہے۔
- دوسرا مراقبہ مقامِ ملکوت میں صاحبِ ورد و وظائف کا مراقبہ ہے۔ جس میں صاحبِ مراقبہ کو فرشتوں کی سی پاکی تن حاصل ہوتی ہے اور وہ مَلکی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اِس مراقبہ میں وہ جو کچھ دیکھتا بھالتا ہے عالمِ ملکوت کو دیکھتا ہے اور عالمِ ملکوت کو وہ اِس لئے دیکھتا ہے کہ وہ فرشتوں کی سی صفات کا حامل ہوتا ہے۔
- تیسرا مراقبہ اہلِ جبروت کا مراقبہ ہے جس میں اہلِ اللہ ذکر کے ذریعے جو کچھ دیکھتا ہے مقامِ جبروت میں دیکھتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتا ہے۔
- چوتھا مراقبہ عالمِ لاھوت کا مراقبہ ہے جس میں اہلِ معرفت جو کچھ دیکھتا ہے عالم لاھوت میں دیکھتا ہے۔

اِن چار مقامات کے مراقبوں کے علاوہ پانچواں مراقبہ بھی ہے جو مقامِ ربوبیت میں غرق فنا فی اللہ حضور کا مراقبہ ہے۔ مقامِ ربوبیت کے اِس مراقبہ میں انسان جو کچھ بھی دیکھتا ہے سوائے ربوبیتِ توحید کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ کے فرمان "(ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان ہوتی ہے) کے مطابق طالب اللہ کو ہر روز ایک نئی شان حاصل ہوتی ہے۔ (عین الفقر)

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص مراقبہ کرتا ہے اور اِس میں غرقِ فنا ہو کر ایسا بے خود ہو جاتا ہے کہ اُسے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی اور پھر پلک جھپکنے کی دیر میں مراقبہ سے نکل کر سب دیکھا بھالا بھلا دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُس نے منجانب الوہیت عین ذات کو دیکھا ہے۔ یہ مراتب اُس عاشق دیوانہ کے ہیں جو اپنی جان سے بیگانہ ہو کر پروانے کی طرح آتشِ عشق میں جلتا رہتا ہے لیکن یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے کہ ابھی وحدت میں نہیں آیا۔ ابھی حق سے بیگانہ ہے اور شانے پر پڑی ہوئی زلفوں کی طرح پریشان ہے۔ ابھی تک وہ خام و ناتمام ہے۔ مراقبہ سمندر کے اُس غواص کی طرح ہونا چاہیے جو ہر دم میں

Marfat.com

سمندر سے موتی نکال لاتا ہے۔ (عین الفقر)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ کا ذکر کرتے ہوئے شمس العارفین میں فرماتے ہیں کہ مراقبہ سے اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے اعلیٰ مراقبہ اسمِ ذات کے مراقبہ کو قرار دیتے ہیں اور اسی سے طالب لاہوت لامکان میں پہنچ کر دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اِسی مراقبہ سے طالب کو معراج حاصل ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صاحبِ مراقبہ مراقبہ میں جب تصورِ اسمِ ذات کرتا ہے تو تصورِ اسم ذات اُسے مقامِ عین میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ اپنا مطلب اپنے سامنے پاتا ہے اور وہ مراقبہ میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ اُسے نہ ذکر فکر یاد رہتا ہے نہ دم قدم و راحت و غم یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے فقر و فاقہ یاد رہتا ہے نہ نفس ذائقہ یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے حضور مذکور کی خبر رہتی ہے نہ اُسے دور و نزدیک کا پتہ یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے قدر و قضا یاد رہتی ہے اور نہ ہی اُسے حرص و ہوا کا پتہ رہتا ہے۔ پھر وہ کون سے مقام پر پہنچتا ہے؟ اُسے بھلا کیا یاد رہتا ہے؟ ذوق شوق محبت۔ عاشق جب اِس مقام پر پہنچتا ہے تو اُس کا ہر کام مکمل ہو جاتا ہے اور اُس پر ذکر فکر حرام ہو جاتا ہے۔ اِس مقام پر وہ جو کچھ دیکھتا ہے خاص ہی دیکھتا ہے۔ (عین الفقر)

جان لے کہ جو شخص خواب یا مراقبہ کے دوران بہشت میں داخل ہو کر بہشتی کھانا کھا لیتا ہے اور بہشتی نہر کا پانی پی لیتا ہے اور حور و قصور کا نظارہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے زندگی بھر کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی کہ اُس کے وجود سے بھوک و پیاس ہمیشہ کے لیے مٹ جاتی ہے، زندگی بھر اُسے نیند نہیں آتی خواہ بظاہر وہ سوتا ہوا ہی کیوں نہ نظر آئے اور ایک ہی وضو میں وہ ساری عمر گزار دیتا ہے اور اُس کے وجود میں اِس قدر قوت و توفیقِ الٰہی پیدا ہو جاتی ہے کہ رات ہو یا دن کسی وقت بھی اس کا سر سجدے سے فارغ نہیں ہوتا اور وہ روز بروز فربہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ بظاہر وہ جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے تو محض لوگوں کی ملامت اور خود کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھنے کے لیے کھاتا پیتا ہے۔ اُس کے لیے موسم سرما اور گرما برابر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نہ اُسے سردی بھاتی ہے اور نہ ہی گرمی۔ لیکن یہ مرتبہ بھی ایک خام وکمتر درویش کا مرتبہ ہے۔ فقیر کو اس مرتبے سے شرم وحیا آتی ہے کہ فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ مرتبہ بہت دور ہے اور اس کا تعلق نفس و ہوا سے ہے۔ انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ خواب ومراقبہ میں دیدارِ الٰہی نصیب ہو جائے جس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ ایسے خواب ومراقبہ میں صاحبِ مراقبہ کے وجود میں تصورِ اسمِ ذات، معرفتِ توحید اور طلب ومحبت سے قہر وجلالیت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جس سے وہ اپنے نفس کو قہر وغضب میں گرفتار کر کے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے، ہر وقت لباسِ شریعت میں ملبوس رہتے ہوئے اتباعِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر مت کرو بلکہ اُس کی آیات میں غور وفکر کرو۔ (کلید التوحید کلاں)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف عین الفقر میں مراقبہ کے سات مراتب بیان فرمائے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مراتب مراقبہ سات قسم کے ہیں۔ اول مراقبہ جاہل۔ یہ نقلی مراقبہ ہے جعل ہے۔ دوم مراقبہ اہلِ بدعت مردود، جیسے کہ دجال کا استدراج ہے۔ سوم مراقبہ ذکر۔ اس مراقبہ میں ذاکر مراتبِ ذکر دیکھتا ہے کہ وہ صاحبِ حال ہوتا ہے۔ چہارم صاحبِ فکر کا مراقبہ جس میں وہ صاحبِ تفکر وصاحبِ احوال ہوتا ہے جس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔" پنجم مراقبہ کامل عارف باللہ کا ہے جس میں وہ عرفان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ششم مراقبہ مکمل ہے جو معارف اہلِ روح دیکھتا ہے۔ ہفتم مراقبہ فقر ہے جسے زوال نہیں۔ یہ مراقبہ اُس فنافی اللہ فقیر کا ہے جو بعینِ ذات غرقِ وحدانیت ہوتا ہے۔ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "جب فقر کامل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔"

صاحب مراقبہ کے مراتب بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صاحبِ مراقبہ انتہائی عظیم مراتب کا مالک ہوتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدیم باطنی صراطِ مستقیم (غارِ حرا کی عبادت) پر گامزن اہلِ ہدایت ہوتا ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا مراقبہ اُس

Marfat.com

وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ وہ تصورِ اسم ذات کے ذریعہ مراقبہ نہیں کرتا۔ خاص الخاص مراقبہ تصورِ اسمِ ذات کا مراقبہ ہے کہ اس کی اساس صحیح ذکر فکر اور تسبیح پر ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا مرتبہ اتنا عظیم ہے کہ ہدایتِ الٰہی کا یہ راہی دورانِ خواب باطن میں معرفتِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ کرتا ہے اور انبیاء و اولیاء اللہ سے مجلس و ملاقات کرتا ہے۔ جس کے پاس مراقبہ کے یہ دو گواہ نہ ہوں اس کا مراقبہ غلط ہے بلکہ وہ مراقبہ کی راہ ہی نہیں جانتا۔ مراقبہ ایک ایسا نگہبان و محافظ ہے جو صاحبِ مراقبہ کو خطراتِ نفس و شیطان و دنیائے پریشان سے بچا کر منزل پر منزل اور مقام پر مقام طے کراتا ہوا معرفت الا اللہ میں غرق کر کے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا صاحبِ مراقبہ جب بھی چاہتا ہے طریقِ تحقیق سے ملازم حضور ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ کا مراقبہ انتہائی کامل مراقبہ ہوتا ہے کہ اس کا باطن معمور ہوتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ ایسی کامیابی پر اُسے مبارکباد ہو۔ (شمس العارفین)

تفکر کے چار حروف ہیں، ت ف ک ر۔ حرف "ت" سے ترکِ ہوا، حرف "ف" سے فنائے نفس حرف "ک" سے کرامتِ روح اور حرف "ر" سے رازِ حق۔ جس تفکر سے ترکِ ہوا و فنائے نفس نہ ہوا اور کرامتِ روح و رازِ حق واضح نہ ہو سکے اُسے تفکر نہیں کہا جا سکتا۔ صاحبِ تفکر کی پہچان کیا ہے؟ یہ کہ وہ اپنے معبود کے اسمِ ذات میں تفکر کرتا ہے جس کی برکت سے اُس سے کسی قسم کا گناہ سرزد نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ راہِ راست پر قائم رہتا ہے۔ صاحبِ تفکر کی اور کیا نشانی ہے؟ یہ کہ وہ ہر دم ذکرِ اسمِ ذات میں غرق رہتا ہے جس سے اُس کے دِل میں کسی قسم کا نفاق باقی نہیں رہتا اور وہ باطن صفا ہو جاتا ہے۔ صاحبِ تفکر کی مزید پہچان کیا ہے؟ یہ کہ صاحبِ تفکر اسمِ ذات کے ذکر میں غرق ہو کر ماسوی اللہ کے نقوش پر خطِ تنسیخ کھینچ دیتا ہے۔ طالبِ مولیٰ بن جانا بے حد مشکل کام ہے اور مولیٰ کے بھی چار حروف ہیں "م و ل ی" طالبِ مولیٰ وہ آدمی ہو سکتا ہے جو مولیٰ کے ان چار حروف کی موافقت میں چار چیزیں اختیار کرے۔ سب سے پہلے مولیٰ کے حرف "م" سے موت اختیار کرے کہ جو آدمی زندگی ہی

Marfat.com

میں موت اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ جو آدمی مولیٰ کے حرف "و" کو اختیار کرتا ہے وہ واحد فنا فی اللہ ہو کر تنہائی اختیار کر لیتا ہے۔ جو آدمی مولیٰ کے حرف "ل" کو اختیار کرتا ہے وہ ترکِ لعنت اختیار کر لیتا ہے کہ دنیا کا ذکر کرنے سے لعنت نصیب ہوتی ہے۔ اور جو آدمی مولیٰ کے حرف "ی" کو اختیار کرتا ہے وہ مولیٰ سے یگانہ ہو جاتا ہے اور مولیٰ کے سوا کسی اور کی یاری پسند نہیں کرتا۔ ایسا ہی صاحبِ تفکر طالب المولیٰ اوَلیٰ ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو آدمی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ دِل و جان سے طالبِ مولیٰ ہوتا ہے ورنہ غولِ بیابانی (جنگل بیابان کا جن بھوت) ہوتا ہے۔ "اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ" یعنی علم تو ایک نکتہ ہے۔ (محکِ الفقر کلاں)

جب مرشد طالب اللہ کو اسمِ ذات کے تصور و ذکر کا تفکر بخشتا ہے اور طالب اپنی خودی سے دست بردار ہو کر بے خود ہو جاتا ہے اور جب خواب نما تفکر کے اُس مراقبہ میں دنیا و عقبیٰ اور کونین کی زیب و زینت اُس کے سامنے لائی جاتی ہے تو وہ اشتغال اللہ میں پیش آنے والے اسم ذات کے انوار کو دونوں جہان سے بہتر سمجھتا ہے اور اُس کے مقابلہ میں دونوں جہان کو کمتر سمجھتا ہے۔ یہاں پر اسمِ ذات کا غیر مخلوق نور مخلوق انسان کو اپنی طرف اس شان سے کھینچتا ہے کہ اُسے غیر ماسویٰ اللہ کی طرف جانے ہی نہیں دیتا۔ اُس کا سارا اختیار چھین کر حق الحق مختار کے تابع کر دیتا ہے۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یعنی ہم نے مانا اور اُس کی تصدیق کی۔ جو آدمی اس بات کا انکار کرتا ہے وہ وحدتِ ربانی کا انکار کرتا ہے۔ تفکر اولیائے اللہ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ تفکر کی صورت سِرّ کی ہے چنانچہ آدمی کے وجود میں ایمان کی صورت اسمِ ذات کے نور کی سی ہے اولیائے اللہ جب انتقال کرتے ہیں تو اُن کے ایمان کی صورت اُن کے جسم سے باہر آجاتی ہے اور اہلِ جنازہ کے ساتھ مل کر اپنا جنازہ خود پڑھتی ہے۔ عارفانِ الٰہی اور اولیائے اللہ کے علاوہ ایمان کی اُس صورت کو کوئی نہیں جانتا۔ جس روحِ پاک کی صورتِ ایمان ایسی ہو اُسے یومِ حشر کے حساب کتاب کا کیا خطرہ؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "خبردار! بے شک اولیائے اللہ پر کوئی خوف ہے نہ غم۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر

Marfat.com

وقت تفکّر میں غرق رہتے تھے اور شجرۃ النور مغفور کی صورت میں ہر وقت معراجِ حضور سے مشرف رہتے تھے۔ اُن کی یہ کیفیت خلقِ خداوندی میں مشہور ہے۔ عالمِ غیب کے ان عجائبات میں شک نہ کر کہ یہ راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نتیجہ ہیں۔ جو ان میں شک کرے وہ کافر ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو آدمی ایمان اور صورتِ ایمان جو نورِ اسمِ ذات ہے پر یقین نہیں رکھتا وہ محض اپنے ایمان کو برباد کرتا ہے اور وہ منافق و بے ایمان ہے۔ تفکّر کی شرح یہ بھی ہے کہ جب کوئی صاحبِ تفکّر غرق فنافی اللہ کے انتہائی تفکّر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اسمِ ذات کی معیت میں دائمی سلامتی کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے اور اُس کی برکت سے دونوں جہان سلامت رہتے ہیں وہ اس لیے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ ایک ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں آگ کے انگارے لیے جا رہی تھیں کہ لوگوں نے پوچھا "اے رابعہ! یہ کیا ماجرا ہے؟" آپؒ نے جواب دیا "میں چاہتی ہوں کہ آگ سے جنت کو جلا دوں اور پانی سے جہنم کو بجھا دوں کہ ان دونوں نے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر رکھا ہے اور طلبِ الٰہی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔" تفکّرِ طلبِ مولیٰ کا مرتبہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے "گھڑی بھر کا تفکّر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" (محک الفقر کلاں)

تفکّر بھی تین قسم کا ہے۔	ابتدائی درجے کا تفکّر
درمیانے درجے کا تفکّر	انتہائی درجے کا تفکّر

ابتدائی درجے کا تفکّر ایک سال کی عبادت سے افضل ہے کہ اُس میں صاحبِ تفکّر جب ذکر فکر شروع کرتا ہے تو ابتدا ہی میں اس پر شدید خوفِ موت طاری ہو جاتا ہے۔ اور وہ موت کے خیال سے کسی وقت بھی فارغ نہیں ہوتا۔ حیاتِ دنیا سے اُمید توڑ بیٹھتا ہے اور ہر دم، ہر گھڑی اور ہر روز خود کو مسافر گردانتا ہے۔

خاص خلوت خانہ باشد قبور — از جدائی خلق بہ خالق حضور

عارفاں را قبر از حق شد خبر — شد وجود ذاکر عارف سر بہ سر

ترجمہ:۔"عارفوں کی قبریں اُن کے لیے خاص خلوت گاہ ہوتی ہیں جہاں وہ خلق سے جدائی اختیار کر کے معیتِ خالق اختیار کیے رہتے ہیں۔ قبر عارفوں کو ذاتِ حق کی آگاہی بخشتی ہے کہ قبر میں پہنچ کر عارف کا سارا وجود ذاکر بن جاتا ہے۔"

عزرائیل علیہ السلام عارفوں کے ان احوال سے بے خبر رہتے ہیں کہ اولیائے اللہ فقیر مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ رہ کر ہر وقت اسمِ ذات کے نور میں غرق رہتے ہیں۔ جس آدمی کو تصورِ اسمِ ذات سے ایسی زندگی نصیب ہوجاتی ہے اور وہ غرقِ تجلیات ہو کر فنافی اللہ ذات ہوجاتا ہے وہ ہر وقت خوف میں مبتلا رہتا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ" جو جتنا عارف ہوتا ہے اُتنا ہی عاجز ہوتا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ عارف کبھی خوف کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی اُمید کی حالت میں۔ وہ غیر و غیریت سے نکل کر ہر وقت حیرت میں ڈوبا رہتا ہے، اُس کی یہ حیرت حضوریٔ حق کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ذکر فکر سیرے از اسرار حق　　　زیر پائے ذاکرانش نہ طبق

ترجمہ:"ذکر و فکر سے اسرارِ حق کی وہ سیر نصیب ہوتی ہے کہ نو (9) طبق ذاکر کے قدموں کے نیچے آجاتے ہیں۔"

نظر بالا عرش تر نہ یک مقام　　　ناظرے بہ ایں نظر ذاکر تمام

ترجمہ:"ذاکر کی نظر بالائے عرش چلی جاتی ہے جہاں سے نو (9) طبق محض ایک مقام نظر آتے ہیں۔ جس ذاکر کو ایسی نظر حاصل ہوجائے وہ ذاکرِ کامل کہلاتا ہے۔"

ہر کرا از دیدہ دِل واز شد　　　درمیانِ ذاکراں شہباز شد

ترجمہ:"جس ذاکر کی چشمِ دِل روشن ہوجاتی ہے وہ ذاکروں کا شہباز کہلاتا ہے۔"

ھُوؒ! درمیان شیر و روباہ دور تر　　　شغال روباہ را بود پس بانظر

"اے باھُوؒ! شیر و لومڑی میں بڑا فرق ہے۔ گیدڑ و لومڑی کی نظر ہمیشہ پستی پہ رہتی ہے۔"

☆ درمیانے درجے کا تفکر وہ ہے کہ جس سے ذکرِ سلطانی پیدا ہوتا ہے جسے سیرِ سِرّ مشاہدہ نورِ اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں۔ اس تفکر میں سب سے پہلے وہ ذکر کھلتا ہے جس سے

Marfat.com

سات ولائتوں کی بادشاہی ہاتھ آتی ہے۔اس کے بعد ذکرِ سلطانی کھلتا ہے جس کا ذاکر سلطان العارفین ، سلطان الواصلین، سلطان الصابرین، سلطان العالمین، سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کہلاتا ہے۔سلطان الذاکرین کی نشانی کیا ہے؟ یہ کہ ذکرِ سلطانی مطلق عین العیانی (ذاتِ حق کو بلاحجاب دیکھنے) کا عمل ہے بلکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی قدرت وسرِّ سبحانی ہے کہ سلطان الذاکرین خطراتِ شیطانی اور وہماتِ نفسانی سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ اس ذکر کا تعلق روح سے ہے اور صاحبِ روح کو رنج وزحمت وبلا بھی خوشگوار لگتی ہے۔اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے جس طرح بچے اور لڑکے مٹھائی وحلوا کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ایسے ذاکر کے دِل کو مضبوط دِل کہتے ہیں۔دِل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔اہلِ محبت کا دِل پہاڑ کی مثل ہوتا ہے۔وہ ہلتا ہے نہ لرزتا ہے۔صدیقین کا دِل مضبوط جڑ والے درخت کی مثل ہوتا ہے جو زمینِ شوق سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔عاشقوں کا دِل درخت کے پتوں کی مثل ہوتا ہے جو عشق کی گرمی وحرارت اور بادِ خزاں کے تھپیڑے کھا کھا کر کبھی برہنہ اور کبھی پوشیدہ ہوتا رہتا ہے۔اس دِل کی بہار وصالِ یار سے ہے۔بے یار بہار کس کام کی؟ جو دِل ذکرِ اللہ کے شغل میں محو رہتا ہے وہ معیتِ پروردگار میں غرق رہتا ہے اور جو دِل نجاستِ کفر سے آلودہ ہو کر مرجاتا ہے وہ اپنے گلے میں زنار پہنے رہتا ہے۔ایسے دِلوں سے ہزار بار استغفار توبہ۔صاحبِ معرفت کے لیے ضروری ہے کہ وہ چشمِ معرفت حاصل کرے۔ایسی آنکھ کہ جس کی بینائی اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کر کے با خدا ہو سکے اگرچہ چشمِ معرفت دیگر چیز ہے لیکن اس میں لوگوں کی دلداری کا پورا پورا سامان ہے۔عارف جس چیز کی طرف بھی دیکھتا ہے اُس میں نورِ الٰہی ہی دیکھتا ہے وہ حسنِ خلق کو نہیں دیکھتا کہ حسنِ خلق پر نظر رکھنا گمراہی ہے۔اے صاحبِ علم معرفتِ الٰہی حاصل کر تا کہ معرفت تجھے "کُن فَیَکُون" کے مرتبے پر پہنچا دے۔یہ پیشہ وفکر اندیشہ ذکرِ سلطانی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکرِ سلطانی اُس ذکر کو کہتے ہیں جس میں تمام وجود ذکرِ اللہ سے معمور ہو جاتا ہے اور وجود کے اندر گمراہی اور گناہ کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے۔ذکرِ سلطانی چار اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکرِ زبان، ذکرِ قلب، ذکرِ روح اور ذکرِ سِرّ۔ذکرِ سلطانی میں گھڑی بھر کا تفکر

Marfat.com

ستر سال کی عبادت سے افضل ہے اگرچہ اس تفکّر میں کبھی غیرت، کبھی حیرت، کبھی جذبِ جلالی اور کبھی وجدِ جمالی کا غلبہ رہتا ہے۔ ان حالات میں صاحبِ مشاہدہ وصال کو خبردار رہنا چاہیے کہ اس مقام پر غلباتِ ذکر اور انتہائے سکر کی وجہ سے کفر و شرک و اَنا کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے بعض طالب اَنا کی مستی میں گرفتار ہو کر ابلیس کی طرح راندہِ درگاہ ہو جاتے ہیں اس راہ میں ثابت قدم رہنے کے لیے لازم ہے کہ صاحبِ تفکّر کی نظر اسمِ ذات اور حق الیقین کے مرتبے پر رہے۔

انتہائی درجے کا تفکّر یہ ہے کہ جو فقیر چار افکار یعنی فکرِ ازل، فکرِ ابد، فکرِ دنیا، فکرِ عقبیٰ چار اذکار یعنی ذکرِ زبانی جو محض عادت ہے، ذکرِ قلبی جو ارادت ہے، ذکرِ روحی جو عبادت ہے اور ذکرِ سرّی جو عین سعادت ہے، چار دموں یعنی دمِ ناسوت، دمِ ملکوت، دمِ جبروت اور دمِ لاھوت، چار نفسوں یعنی نفسِ امارہ، نفسِ ملہمہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ، چار مقامات یعنی مقامِ شریعت، مقامِ طریقت، مقامِ حقیقت اور مقامِ معرفت میں سے ہر مقام کو طے کر کے پسِ پشت نہیں ڈال دیتا، ہر ایک کو بھلا نہیں دیتا، اپنا رُخ نورِ اللہ کی طرف کر کے غرق فنا فی اللہ، فنا فی فنا، بقا فی بقا اور مغفور فی مغفور نہیں ہو جاتا اور مراتبِ قرب و وصال حاصل کر کے عین بعین صاحبِ حضور نہیں ہو جاتا اُسے فقیر نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی تک اُس میں "ہم اور مَیں" کی بُو سمائی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: نَفْسُکَ عَدُوُّکَ فِیْ جَنْبِکَ (ترجمہ: تیرے وجود میں تیرا نفس ہی تیرا دشمن ہے) بعض فقیروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ پابند کر کے دونوں جہان کو اُن کا غلام اور دنیا و اہلِ دنیا کو اُن کا پابوس (قدم بوسی کرنے والا) بنا دیتے ہیں اور انہیں ترک و توکل، توحید، صبر و شکر، معرفت اور ذکر و فکرِ الٰہی بخش دیتے ہیں جس سے وہ مستغنی ہو کر ہر وقت غرق با خدا رہتے ہیں۔ جس آدمی پر فقر و فاقہ (یعنی رزق کی فکر) غالب آجاتا ہے اور اُسے اپنا قیدی بنا لیتا ہے تو اُسے در بدر کا گدا بنا کر رُسوا کرتا ہے اور وہ وصالِ حق سے محروم ہو جاتا ہے اس لیے اے مردِ حق! فقر میں تفکّر کر کہ فقر توحیدِ الٰہی کا نور ہے جو اسمائے الٰہی کے ذکر سے دِل کی گہرائیوں سے طلوع

Marfat.com

ہوتا ہے۔(محک الفقر کلاں)

انتہائے تفکر پر پہنچنا بہت ہی مشکل کام ہے اس لیے تفکر کی اس راہ میں ایسے صاحبِ تفکر مرشد کا ہاتھ پکڑ جو کامل فقیر ہو۔(محک الفقر)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تفکر کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

بے شک جب طالبِ صادق اور صاحبِ تصرف مرشدِ کامل مکمل اکمل ایک دوسرے سے پُر خلوص ملاقات کرتے ہیں تو مرشد اگر چاہے تو طالب کو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کا تصرف بخش دے اور اگر چاہے تو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر کر کے مناصبِ فقر سے سرفراز کرا دے۔ اس پر تعجب و اعتراض نہ کر کہ صاحبِ باطن کی مہربانی کے بغیر مقصودِ باطن حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ طالب کے لیے ضروری ہے کہ وہ طالبِ صادق ہو۔ یہی وہ کامل تفکر ہے جو دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے اور اسی کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔" (کلید التوحید کلاں)

جان لے کہ جب کوئی ایسا صاحبِ تصرف کہ جسے تصورِ اسمِ ذات اور با ترتیب کلمہ طیب پڑھنے پر تصرف حاصل ہو اور مجلسِ محمدیؐ کی حضوری سے بھی مشرف ہو اپنی آنکھیں بند کرتا ہے اور مراقبہ میں غرق ہو کر تصورِ اسمِ ذات کی تلوار ہاتھ میں پکڑتا ہے تو گویا وہ قتل کرتا ہے عمر بھر کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو، قتل کرتا ہے نفس و شیطان کو، قتل کرتا ہے خناس، خرطوم اور جملہ خطرات کو اور تہہِ تیغ کرتا ہے زمین بھر کے دارالحرب کو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" اس قسم کے ذکرِ مدام، تفکرِ تمام اور مراقبہ حضوریِ مجلسِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں اور یہ اس فرمانِ حق تعالیٰ کے عین مطابق ہے کہ "بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔" یہ تذکرہ ہے ذکر کرنے والوں کا۔ (کلید التوحید کلاں)

جان لے کہ علمِ فقہ و نص و حدیث کے عالم و صاحبِ تفسیر کا مرتبہ اور ہے۔ صاحبِ وِرد و وظائف

Marfat.com

وصاحبِ ذکر فکر باتاثیر کا مرتبہ اور ہے۔ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں کیا جاتا ہے، اُس سے دِل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کے احسان میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں حیا پیدا ہوتی ہے۔ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں نورِ توحید پیدا ہوتا ہے۔ایک تفکّر ہے جو علمِ قرآن میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں اعمالِ صالحہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ایک تفکّر ہے جو معاملاتِ دنیا میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں سیاہی اور شیطانی منصوبہ بندی پیدا ہوتی ہے۔جہان بھر میں دنیا اور اہلِ دنیا سے بدتر چیز اور کوئی نہیں ہے۔عجیب احمق لوگ ہیں وہ جو اس بدتر چیز کو اللہ کے نام پر، دینِ محمدیؐ پر اور فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ترجیح دیتے ہیں۔مومن و مسلمان وہ ہے جو

- ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور ہر قدرت پر غالب ماننے کا فرض ادا کرتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر اور غالب ماننا فرضِ عین ہے اور تمام فرائض سے عظیم تر ہے۔
- اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار لٹا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم سنت ادا کرتا ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں بزرگ ترین سنت ہے۔اس فرض و سنت پر عمل درآمد صرف اہلِ اللہ ہی کرتے ہیں۔(کلید التوحید کلاںؒ)

تفکر اور ذکرِ اوہام سے حاصل ہونے والے وصالِ وحدت کے بارے میں سلطان الفقرو سُلطانُ الوَہم فرماتے ہیں:۔

- تفکّر اوہام کے ساتھ ہو تو وصالِ وحدت بخشتا ہے اور معیتِ مولیٰ میں غرق کر کے وبالِ ہستی سے نجات دلاتا ہے۔
- وھم بادشاہ ہے، تفکّر اس کا وزیر ہے اور تذکر اس کا دلپذیر لشکر ہے۔
- اگر کسی کو تجرد و تفکّر کا زادِ راہ میسر آجائے تو اس توشۂ ہمت سے وہ بادشاہ بن جائے گا۔

Marfat.com

- جب وَھم تجھے عالمِ وصال تک پہنچا دے گا تو تیرا وجود اس کی محبت سے کمال پذیر ہو جائے گا۔
- جب میں اوہام کی مدد سے مراتبِ یقین پر پہنچا تو تمام جہان میری تدبیر کے غلام بن گئے۔
- جب سلطان الوھم (مرشدِ کامل) اپنے کمال کا ظہور فرماتا ہے تو دِل میں دم بہ دم نورِ جمال کے سینکڑوں جلوے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ے۔ اگر تو خود کو اس وھم ※ا سے آراستہ کرلے تو تُو حقیقت کو پالے گا اور خود کو بھی پالے گا۔ (محک الفقر کلاں)

7. اگر تُو خود کو اس وھم ا سے آراستہ کرلے تو تُو حقیقت کو پالے گا اور خود کو بھی پالے گا۔ (محک الفقر کلاں)

اگر وصل خواہی بروں شو ز غیر — بہ اوہام حالش برآور تو سیر

ترجمہ: اوہام کی مدد سے تو اُس کے احوال کی سیر حاصل کر اگر تو وصالِ حق چاہتا ہے تو غیرِ حق سے جدا ہو جا۔ (محک الفقر کلاں)

آپؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں: ذکر کنوں کر فکر ہمیشاں، ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھُو

کڈھن آہیں تے جان جلاون، فکر کرن اسراروں ھُو
ذاکر سوئی جیہڑے فکر کماون، ہک پلک ناں فارغ یاروں ھُو
فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے، پٹے مُڈھ چا پاڑوں ھُو
حق دا کلمہ آکھیں باھُوؒ، رب رکھے فکر دِی ماروں ھُو

آپؒ فرماتے ہیں کہ اے طالب تو ذکر (اسمِ ذات) اور تفکر کیا کر کیونکہ جب ذکر اور فکر آپس میں مل جاتے ہیں تو ان کی تاثیر تلوار سے بھی تیز ہوتی ہے۔ تفکر سے ہی اللہ تعالیٰ کے اسرار اور بھید سے آشنائی ہوتی ہے۔ اہلِ تفکر جب اسرارِ الٰہیہ سے واقف ہوتے ہیں تو ان کے دِل سے پُردرد اور پُرسوز آہیں نکلتی ہیں جو وساوسِ خناس اور خواہشاتِ دنیا کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں۔ اصل ذاکر تو وہ ہیں جو اسمِ ذات کے تفکر میں محو رہتے ہیں اور ایک لمحہ بھی فارغ

Marfat.com

نہیں ہوتے۔ تفکّر سے وہ اسرار اور بھید القاء ہوتے ہیں جو کسی اور ذریعہ سے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپؒ فرماتے ہیں ہمیشہ کلمہ حق کہتے رہنا چاہیے اور گمراہ کرنے والے فکر سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ محفوظ رکھے۔

گمراہ کرنے والے تفکّر کے بارے میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے درویش! غور کر، تیرا فکر و غم حق سبحانہٗ کی خاطر ہونا چاہیے نہ کہ اولاد اور رزق کی خاطر کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی کا ذمہ خود اللہ نے اُٹھا نہ رکھا ہو۔" (ھود 6) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"ہم نے دنیا میں اُن کی روزی تقسیم کر دی ہے اور بعض کو بعض پر فوقیت دے دی ہے۔" (الزخرف 32) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"بے شک اللہ روزی دینے والا اور زبردست قوت والا ہے۔" (الذٰریت 58) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور تمہاری روزی کا بندوبست آسمانوں میں ہے جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔" (الذٰریت 22) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ اُٹھا کر نہیں چلتے کہ اُنہیں روزی اللہ دیتا ہے اور تمہیں بھی روزی دینے والا اللہ ہی ہے کہ وہی ہے جو ہر ایک کی سنتا ہے اور ہر ایک کے حالات کو جانتا ہے۔ (العنکبوت 60) (محک الفقر)

دن رات انسان دنیا بنانے کے لیے سوچ و بچار (تفکّر) میں مصروف رہتا ہے۔ غفلت انسان کو عباداتِ شریعت کی طرف آنے نہیں دیتی اور جو عباداتِ شریعت (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن) تک پہنچ چکے ہیں وہ اسی میں مگن ہیں اس سے آگے بڑھنے کے بارے میں سوچتے ہی نہیں ظاہری عبادات اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ضرور ہیں لیکن منزل نہیں ہیں۔ جو جہاں پر ہے اسی مقام میں مگن اور غفلت کا شکار ہے۔ ہم اپنے بارے میں، اپنے بیوی بچوں، گھر بار، کاروبار، عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کے بارے میں ہر لمحہ سوچتے اور غور و فکر کرتے رہتے ہیں کیا ہم نے کبھی مقصدِ حیات کے بارے میں غور کیا ہے؟ چونکہ بندے کی زندگی کا مقصد اللہ کو پانا ہے اور جو اس مقصد سے غافل رہے گا وہ ناکام و نامراد ہو جائے گا۔

Marfat.com

"تو اپنی اولاد کے لیے بڑی فکر میں رہتا ہے کیا تو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑا رب ہے۔"
(عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ مراقبہ اور تفکر صرف اس طالبِ مولیٰ کو فائدہ دیتا ہے جو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیہ روح اور تجلیہ سِرّ کی راہ پر چل پڑے ہوں اور دیدارِ حق تعالیٰ بھی مراقبہ اور تفکر میں انہی کو حاصل ہوتا ہے ورنہ اہلِ دنیا کے لئے یہ شیطانی کھیل ہے اور اہلِ حجاب کا مراقبہ یا تفکر بے فائدہ اور گمراہ کرنے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے تفکر سے محفوظ رکھے۔

سلطان العارفین کی کرامات

اصطلاحِ شریعت میں کرامت وہ خلافِ عادت قوت ہے جس کا ظہور اولیاء کرام سے ہوا۔ دراصل کرامت ایک روحانی قوت ہے جو عطائے الٰہی ہوتی ہے اور اللہ پاک اپنے پاک بندوں کو یہ قوت عطا فرماتا ہے۔ کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت نبی کا اتباع کرنے والے اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے۔

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں۔ روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں۔ مادی یا ظاہری کرامت میں شیطانی استدراج بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ کافر جوگیوں اور مشرکوں سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ مثلاً پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، کسی بیمار کو اچھا کر دینا، کسی تندرست کو بیمار کر دینا، دیوانہ بنا دینا، غیب کی باتیں بتا دینا وغیرہ۔ عارف اِن کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں راہِ فقر میں حیض ونفاس کا درجہ دیتے ہیں۔ روحانی اور باطنی کرامت یہ ہے کہ کسی کے قلب کو بدل دینا، ذکرِ اللہ سے قلب کو جاری کر دینا، ایک ہی نگاہ سے واصل باللہ کر دینا، کسی جاہل کو عالم بنا دینا، کسی شخص کو ایسا علم عطا کر دینا جو اسے پہلے حاصل نہ ہو، فنا فی الشیخ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچا دینا، دنیا دار کو ایک ہی نگاہ سے عارف بنا دینا، بے رنج و ریاضت اور

Marfat.com

چلہ کشی کے مشاہدۂ حق تعالیٰ اور دیدارِ الٰہی میں غرق کر دینا۔ یہ عارفین کی کرامتیں خواص کیلئے ہیں اور ان میں شیطانی استدراج نہیں ہوتا۔

سلطان العارفین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی بے شمار ظاہری و باطنی کرامات ہیں جن کو مختصراً بیان کیا جا رہا ہے: آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کرامت جس کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے بہت مشہور ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بچپن سے ہی جس کافر پر نگاہ ڈالتے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری و ساری رہی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری کرامت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اُمی تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی اس کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں 140 کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا اعجاز ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معتقدین مشاہدہ بھی ہے کہ ایک دفعہ باوضو صدق، اخلاص اور ادب سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو قلب روشنی سے منور ہونے لگتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب سراسر الفاظِ نوری اور کلماتِ حضوری پر مشتمل ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ کی ہر کتاب میں موجود ہے کہ "اگر کسی کو تلاش کے باوجود مرشدِ کامل نہ ملتا ہو وہ ہماری کسی بھی کتاب کو مرشد اور وسیلہ بنائے تو ہمیں قسم ہے کہ اگر ہم اسے اس کی منزل تک نہ پہنچائیں" یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ صدقِ دل سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والا اپنی طلب کے مطابق مرشدِ کامل اکمل تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن دِل کے اندھوں کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی ہے "ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کور چشم شُوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی" آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا یہ اعجاز بھی ہے کہ عارفین کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب خواہ وہ عارف ابتدائی مقام پر ہو یا متوسط یا انتہائی مقام پر وحدت میں غرق ہو، ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ اسرار کا خزانہ رکھتی ہیں وہ جس مقام پر ہوگا اسی مقام کے مطابق ان کتب سے راہنمائی پائے گا۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ میں کاشتکاری کرتے تھے تو افلاس اور ناداری سے تنگ ایک

Marfat.com

سفید پوش عیال دار سیّد صاحب بزرگوں اور فقیروں کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے تھے کہ کہیں سے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور اس کی دعا سے میری غربت اور تنگدستی دور ہو جائے۔ اسی طلب میں وہ ایک فقیر کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کی جان توڑ خدمت کی ایک دن فقیر کو اس کے حال پر رحم آیا اور پوچھا تیری مراد اور حاجت کیا ہے؟ اس سیّد نے عرض کی کہ میرا بڑا بھاری کنبہ ہے اور قرض بہت ہو گیا ہے جوان لڑکیاں اور لڑکے ہیں افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے ان کی شادی بھی نہیں کر سکتا۔ ظاہری اسباب ختم ہو چکے ہیں اب تو غیبی مدد کے سوا میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے؟ تب اس فقیر نے کہا کہ میں تجھے ایک مردِ کامل کا پتہ بتا دیتا ہوں سوائے اس کے تیرا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شورکوٹ (جھنگ) چلا جا اور ان کی بارگاہ میں عرض پیش کر۔ وہ پریشان حال سیّد صاحب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے لیکن ان کی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی جب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں اور پھرا نہیں ارد گرد سے پتہ چل چکا تھا کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر کی حیثیت سے نہیں یہاں تو کسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مایوس ہو کر واپس مڑنے ہی والے تھے کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے، جو کہ ان کی قلبی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے، ان کو آواز دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سن کر ان سیّد صاحب کی کچھ ڈھارس بندھی اور دل میں کہنے لگے کہ اب خود بلایا ہے تو عرض پیش کرنے میں کیا ہرج ہے؟ سیّد صاحب نے قریب آ کر سلام کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگزشت سنا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے آپ میرا ہل پکڑ کر رکھیں میں پیشاب سے فارغ ہو لوں۔ غرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد وہ ڈھیلا ہاتھ میں لیے سیّد صاحب سے مخاطب ہوئے۔ "شاہ صاحب آپ نے مفت تکلیف اٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہوں"۔ سیّد صاحب کا دل پہلے ہی سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں

Marfat.com

آ کر بولے کہ ہاں یہ میری سزا ہے کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو جلال آیا اور اپنی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھتے ہوئے وہ پیشاب والا ڈھیلا زمین پر دے مارا۔

نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کردے وٹ　　　　قوم اُتے موقوف نہیں کیا سید کیا جٹ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پیشاب والا ڈھیلا اسی جُتی ہوئی زمین پر دور تک لڑھکتا چلا گیا اور زمین کے جن جن مٹی کے ڈھیلوں سے لگتا گیا وہ سونے کے بنتے چلے گئے۔ سیّد صاحب یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب یہ وقت رونے کا نہیں یہ ڈھیلے جلدی سے اُٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے ان سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔

ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل میں چند طالبوں اور درویشوں کے ساتھ محوِ سفر تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں؟ اس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر کے اسے اٹھانے کو ہی تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ شخص آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے سے کہا جس وقت واپس آ کر ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اُٹھانے والا ہمیں ملا تھا تو تمہارے سوال کا جواب وہی شخص دے گا۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر سے لوٹے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا گزر اسی جگہ سے دوبارہ ہوا جہاں وہ لکڑیاں اٹھانے والا آدمی ملا تھا تو ایک طالب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی کہ جناب ہم واپس اسی جگہ پر آ گئے ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ مہربانی فرما کر ہمیں اس سوال کا جواب دیں کہ اکسیرِ نظر کیا ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ تمام طالبوں، درویشوں اور مریدوں کو اس آدمی کے پاس لے گئے تو اس کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں چھوڑ

Marfat.com

گئے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا اس کے سامنے پڑا ہوا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمراہ طالبوں سے کہا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پوچھو۔ جب انہوں نے اس آدمی کو بلایا تو وہ بت کی طرح ساکت کھڑا رہا اور کوئی جواب نہ دیا اور بار بار بلانے پر بھی کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بلائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گزرے تھے تم نے اس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی حضور یہ شخص لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کو تھا اور جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر فرمائی تو یہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دفعہ اس کی طرف توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور فریاد کرنے لگا کہ خدا کیلئے مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنی حالت بتاؤ۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے گزر رہے تھے میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کو ہی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی ایک نگاہ سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں غرق ہو گیا اور آج تک میں اسی لذتِ دیدار میں محو اور مدہوش رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر مجھے اس حالت سے نکال لیا ہے۔ مجھے صبر اور قرار نہیں آ رہا مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں اور طالبوں سے فرمایا یہ اکسیر نظر کی ادنیٰ سی مثال ہے جو تم نے دیکھی ہے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا جا اپنے لکڑیوں کے گٹھے کو اٹھا لے پہلے تو مجذوب ابن الوقت تھا اب تو سالک ابو الوقت ہوگا۔ اب یہ تیرے اختیار میں ہے کہ جب چاہے اس حالت میں چلا جایا کر اور جب چاہے واپس آ جایا کر۔

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے محل پاک (مزار پاک) کے دروازے کے سامنے بیر کا ایک درخت ہوا کرتا تھا۔ یہ درخت دروازے کے وسط میں تھا اس لئے جو لوگ زیارت

Marfat.com

کرنے جاتے انہیں بڑی تکلیف ہوتی اور پھر دروازے کے سامنے ہونے کی وجہ سے درمیان میں پردہ سا حائل رہا کرتا۔ خلفاء اور مجاور ادب کے سبب بیر کے اس درخت کا کاٹنا جائز خیال نہ کرتے تھے۔ ایک روز ایک نابینا شخص زیارت کے لئے محل پاک کے اندر داخل ہونے لگا کہ اس کی پیشانی درخت کے ایک مضبوط تنے سے ٹکرا گئی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا اور پیشانی سے خون بہنے لگا۔ خلفاء اور مجاوروں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کل نمازِ فجر کے بعد اس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ اسی زمانہ میں ایک فقیر حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے آ کر دربار پاک پر معتکف ہوئے تھے بڑے صاحب حال فقیر تھے وہ بھی اس مشاورت میں شامل تھے۔ چنانچہ رات کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ "ہماری بیری کے درخت کو کیوں کاٹتے ہو وہ خود بخود یہاں سے دور جا کھڑا ہوگا" صبح دیکھا گیا کہ واقعی وہ درخت اپنے اصلی مقام سے دس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے۔ یہ مبارک درخت دہلیز کے وسط سے عین شمال کی طرف یعنی زیارت کرنیوالوں کے دائیں ہاتھ خود بخود جا کھڑا ہوا۔ اس روز سے اس درخت کا نام حضوری بیر ہے۔ اس کا میوہ زیارت کرنیوالے ہزارہا کوس تک بطور تبرک لے جاتے ہیں۔ اسے بیماروں کی شفا حصولِ اولاد اور تبرک کیلئے کھاتے ہیں اگر پھل میسر نہ ہو تو اس کے پتے ہی تبرک کیلئے لے جاتے ہیں۔ اس کرامت سے خواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع فرمایا تھا اس لیے ان خلیفہ موصوف کا لقب "بیر والا صاحب" اور مخدوم صاحب بیر والا" پڑ گیا اور ان کے مریدان کو اسی نام سے پکارتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں سفر فرما رہے تھے راستہ میں چبری نامی گاؤں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی کہ حضور (رحمۃ اللہ علیہ) اگر اجازت مرحمت فرمائیں دوپہر کا وقت قریب ہے ہمیں روٹیاں پکا لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرما دی۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی آپ رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویش اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مصروف ہوئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار بچی پنگھوڑے میں سوئی ہوئی تھی کہ جاگ کر رونے لگی وہ عورت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "اے درویش ذرا اس پنگھوڑے کو ہلا دے تاکہ یہ چپ ہو جائے" حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پنگھوڑے کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی توجہ فرما کر بچی کا قلب اسم ذات سے روشن کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اے عورت اس بچی کے پنگھوڑے کو ہم نے ایسی جنبش دی ہے کہ تا قیامت یہ جنبش ترقی پذیر ہوگی"۔ اس بچی کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے یہ قوم بلوچ مستوئی سے تھیں اور ان کا مزار ڈیرہ غازی خان کے علاقہ "وہوا" کے مقام پر فتح خان کے نام سے مشہور دیہات کے علاقہ "کانکر" میں ہے اس مزار پاک پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالبِ اللہ فیض حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ وادی سون سکیسر کی سیاحت کو نکلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان نورنگ کھیتران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ وہاں کلر کہار کی ایک خوبصورت پہاڑی کے پاس رکے (یہاں آج کل حکومت نے ایک تفریح گاہ بنا دی ہے اور لوگ پکنک منانے یہاں آتے ہیں۔) اس پہاڑی کے غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو گئے اور دیدارِ الٰہی میں غرق ہو گئے۔ جب شام کا وقت آ گیا تو حضرت سلطان نورنگ صاحب کو فکر دامن گیر ہوئی کہ خدا جانے حضور کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کیا ہوگا۔ چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی موکل ہرن کی صورت میں پہاڑ سے اتر کر حضرت نورنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کھڑا ہوا اس کے سینگوں پر کھانا اور پانی موجود تھا اس نے اپنا سر جھکا دیا اسی وقت حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کی آواز آئی۔

Marfat.com

براتِ عاشقاں بر شاخِ آہو

(سلطان نورنگ اپنی بارات کو اس ہرن کے سینگوں سے اتار لے) چنانچہ حضرت نورنگ سلطان صاحب نے اس کھانے کے ساتھ روزہ افطار کیا اور برتن اور دستر خوان اس غیبی ہرن کے سینگوں کے ساتھ باندھ کر رخصت کر دیا۔ اسی طرح تمام ماہِ رمضان حضرت نورنگ سلطان صاحب کو سحری اور افطاری کے وقت وہ رزق پہنچتا رہا۔

غرض حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تمام ماہِ رمضان حالتِ استغراق میں رہے۔ عید کی رات جب چاند نظر آیا اور آس پاس کی آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نکارے بجنے لگے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے باہر آئے اور نورنگ سلطان سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نورنگ! کیا سارا رمضان گزر گیا؟ اور ہمارے روزوں' نمازوں اور تراویح کا کیا بنا؟ عرض کی کہ حضور بہتر جانتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس قدر استغراق اللہ کے تمام نمازوں' روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا۔ اور جب غیبی ہرن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حاضر ہوا تو اس کی التجا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ فرمائی جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور واصل بحق ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت وہاں ایک اور درویش بھی موجود تھا اس نے عرض کی کہ میں ایک عرصہ سے خدمت میں موجود ہوں مگر مجھ پر ایسی توجہ نہ کی گئی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توجہ فرمائی تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکا اور واصل بحق ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے مزارات ساتھ ساتھ بنا دیئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے وہ جگہ "آہو باھُوؒ" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اور بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ 2001ء تک تو یہ جگہ "دربار آہو باھُوؒ" کے نام سے ہی مشہور تھی لیکن 2002ء میں اس جگہ کا نام "ہو بہو" میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور کسی نے ان مزارات کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے صاحبزادے سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں سیّد شیخ محمد یعقوب شہید اور حضرت شیخ سیّد محمد اسحاق شہید کے نام سے موسوم

Marfat.com

کر کے اپنے حلقہ میں لے لیا ہے اور تاریخ کا رخ ہی بدل دیا ہے۔

اس جگہ کی ایک کرامت اور مشہور ہے کہ اس جگہ میٹھا پانی نہیں تھا اس لئے کلر کہار کے رہنے والوں کو بہت دُور دراز سے پینے کیلئے میٹھا پانی لانا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کچھ عورتیں پانی بھر کر لا رہی تھیں کہ اللہ کے ایک ولی (مراتِ سلطانی باھُو نامہ کامل کے مطابق حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ) کا گزر ہوا اور انہوں نے ان سے پینے کیلئے پانی مانگا تو عورتوں نے جواب دیا کہ بابا جی پانی تو کڑوا ہے تو اس اللہ کے بندے نے فرمایا اچھا کڑوا ہے تو کڑوا ہی سہی؟ ان عورتوں نے گھر جا کر جب گھڑوں میں پانی دیکھا تو وہ کڑوا نکلا۔ لوگ اس چشمے پر گئے جہاں سے پانی بھر کر لاتے تھے وہ بھی کڑوا ہو چکا تھا۔ تمام کلر کہار کے لوگ ان بزرگ کی تلاش میں نکلے اور ان کے پاس جا کر عرض کی کہ عورتوں سے غلطی ہو گئی وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکیں اس لئے معاف فرما دیں اور پانی کی یہ چھوٹی سی جگہ ہی ہمارا سہارا ہے تو انہوں نے کہا کہ کڑوا تو ہو چکا اب ہم اسے میٹھا نہیں کر سکتے لیکن ایک وقت یہاں سے عارفین کا سلطان (رحمتہ اللہ علیہ) گزرے گا اس سے عرض کرنا کڑوی چیزوں کو میٹھا اور ناکارہ کو کارآمد بنانا اسی کی صفت ہے۔

جب حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ ہرن اور درویش کو دفن کر چکے تو آبادی کے لوگوں کو پتہ چلا کہ ایک مردِ حق یہاں پر ایک ماہ سے موجود ہے اور ویران پہاڑی پر ایک ماہ سے مصروفِ عبادت ہے۔ وہ لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پانی کے مسئلہ کے متعلق عرض کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چلہ گاہ میں بیٹھے بیٹھے ایک پتھر اُٹھا کر پہاڑی کے دامن میں زور سے دے مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جاری کردہ یہی چشمہ کلر کہار کے لوگوں کیلئے زندگی کا سبب ہے اور پانی کی تمام ضروریات یہی اکیلا چشمہ پورا کرتا ہے۔ اس پانی کی وجہ سے ایک قدرتی جھیل کلر کہار میں بن چکی ہے اور اب تو یہ جگہ بہت بڑی تفریح گاہ بن گئی ہے۔

Marfat.com

سیرت
حضرت
سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
تصنیف
علامہ مفتی محمد فیاض چشتی
نشان منزل
NISHANEMANZAL PUBLICATIONS

Marfat.com